بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحرِ کرم ہے جوش مین ربِّ غفور کا — حیلہ ہی چاہتا ہے وہ عذرِ قصو

ہو دل سے عذر خواہ جو انسان قصور کا — کر دے حضورِ قلب تقرب حضو

جلوہ ہے داغِ دل مین کسی مہ کے نور کا — پرتو مرے چراغ مین ہے شمعِ طو

ٹھہرے خیال کیا دلِ سوزان مین یار کا — ہوتا نہین ہے دخل جہنم مین حو

جنت کا ذکر سنکے کہا ب مجھے یار نے — کاٹونگا مین زبان جو لیا نام حو

ساقی نہ دے فراق مین تکلیف میکشی — توڑونگا خشت خم سے پیالہ بلو

روشن ہوا ہے مردمکِ چشم سے یہ حال — نقطے مین گھر ہے نیرِ اعظم کے نو

اندھا کیا خیال نقاب حبیب نے — جالے سے نقص ہو گیا آنکھون مین نو

سیرِ ریاضِ خلد ہے گلگشت کوے یار — نظارۂ حبیب تماشا ہے حو

دل سوختون کو رزق سے سیری محال ہے — بھرتا نہین ہے پیٹ غذا سے تنو

جو روق جلاے چرخ سے ملے رزق اگر خلیل — بخشا ہے مجکو بخت خدا نے تنو

دیگر

رتبۂ تاتار کے سلطان کے برابر ملتا
اک اگر تار سر گیسوے دلبر ملتا

بھیجتا جسکو عدم مین کمر یار کا عشق
حشر کو بھی نہ میان صف محشر ملتا

ناقصون پر نظر مہر نہ رکھتا جو فلک
لعل پتھر کو نہ پھر سیپ کو گوہر ملتا

ہون وہ آوارہ کہ منزل مین بھی رہتی گردش
صورت قبلہ نما آہ مجھے گھر ملتا

وہ مکدر ہوے جسدن سے صفائی نہوئی
کہتے ہین روٹھکے بھی یار ہے اکثر ملتا

یا قلم لکھکے رخ یار کے تل کی تعریف
بھیجتے خط جو کوئی خال کبوتر ملتا

سالک راہ محبت ہون خدا خیر کرے
ٹھگ اسی راہ مین رہبر کوئی اکثر ملتا

دیگر

عکس رخ سے دست موسیٰ زلف مین شانہ ہوا
آئنہ چشم فسونگر سے پریخانہ ہوا

گوش زد اوس چشم جادو کا جو افسانہ ہوا
جو سواد کعبہ مین آہو تھا دیوانہ ہوا

شمع روے یار کی گرمی نے بھڑکائی آگ
سوختہ محفل مین پروانے سے پروانہ ہوا

چار ہی دنمین ہوئی زائل بہار حسن یار
دیکھتے ہی دیکھتے یہ باغ ویرانہ ہوا

طالب امداد نافہمون سے مشکل مین نہو
کب شریک حال دیوانے کو دیوانہ ہوا

پنجۂ مرجان لسے سمجھا اوسے عنبر کی موج
سرخ صندل کا جو زلف یار مین شانہ ہوا

لاکھ پردونمین بھی ہوجاتا ہی وصل حسن و عشق
شمع کی روشن جہان موجود پروانہ ہوا

آدمی کو ہے تہ گردون محال آسودگی
پس گیا جو زیر سنگ آسیا دانہ ہوا

کشتۂ نور رخ روشن جو تھا مین ای خلیل
شمع تربت کا مری مہتاب پروانہ ہوا

شگفتہ اوس لالہ رو کا گر قمر ہو جائیگا
ایک تو تھا دوسرا داغِ جگر ہو جائیگا

آتشِ فرقت کی گرمی گر یہی چندے رہی
آفتابِ حشر سا داغِ جگر ہو جائیگا

وعدۂ دیدارِ محشر کو کیا ہے یار نے
ہم بھی دیکھینگے جو وان اپنا گذر ہو جائیگا

منطبع ہوگا وہ گلرو اپنے حالِ زار سے
رنگ رو اوڑ کر ہمارا نامہ بر ہو جائیگا

چشم ہے شاہین تری مژگان ہے چنگل باز کا
صید ہونگے طائرِ دل منہ جدھر ہو جائیگا

مرگیا بوسہ لبون کا لیکے کیا معلوم تھا
سم کا یاقوتی کے کھانے مین اثر ہو جائیگا

اوس رفیع القدر کو لکھینگے گر مکتوبِ شوق
طائرِ قدسی ہمارا نامہ بر ہو جائیگا

یہ ہوا آئینہ سازی سے سکندر کے عیان
جو کرے کسبِ ہنر وہ نامور ہو جائیگا

خشک تر پر ہستیِ فانی کے جو قانع ہوا
مثلِ اسکندر وہ شاہِ بحر و بر ہو جائیگا

کھلگئے سب جوششِ وحشت مین اسرارِ نہان
کیا سمجھتا تھا جنون یون پردہ وا ہو جائیگا

بعد مدت کے طلسمِ یاس ٹوٹیگا خلیل
تو وصل کا سامان اوس بت سے اگر ہو جائیگا

تصور دل کو رونی مین ہے کس کافر کی کاکل کا
کہ تارِ اشک مین میرے ہے عالم تارِ سنبل کا

بہارِ گل مین اے گلچین ستم ہے توڑنا گل کا
تری گردن پہ ناحق خون ہو جائیگا بلبل کا

لگائی آگ ہے بادِ بہاری نے گلستان مین
نہین سنبل اوگا ہے یہ دہوان ہی آتشِ گل کا

قناعت سے عزیزِ خاطرِ عالم نہ کیونکر ہو
خوش آتا ہے خدا کو شیوہ اربابِ توکل کا

کیا پایابِ رودِ نیل طے موسیٰ نے اکدم مین
نہین مردِ خدا لیتے سہارا کشتی و پل کا

کیا دو دو پہر شکرِ خدا اکبار اگر کھایا تو
پڑا ہے یہ مزا میرے دلِ پُر داغ کو گل کا

موا جو عشق بازی مین ہوئی مٹی خراب اوسکی
چمن مین گنبدِ مدفن بنایا گل نے بلبل کا

بہت مشکل ہے چلنا اسکے اوپر اہل دنیا کو
دمِ شمشیر سے کچھ کم نہین جادہ توکل کا

موافق گردشِ گردون ہے اپنی بزم عشرت سے
سحر تک شام سے چلتا ہے دورا ساغرِ مُل کا

گدائی با قناعت ہون نہین مطلب ہے سلطان سے
غنی رکھتا ہے مجھ محتاج کو تکیہ توکل کا

قفس مین نالے کرتے کرتے بلبل کو جو غش آیا
سنگھایا لخلخہ بادِ صبا نے نکہتِ گل کا

بجا ہے گر سرِ دشمن رہے خم روبرو اوسکے
ثنا گو ہے خلیل اک صاحبِ شمشیر و دُلدُل کا

گلستان مین اگر افسانہ ہے اوسکے گلِ رو کا
ختن مین چین مین تاتار مین شہرہ ہے گیسو کا

کیا ہے وصف قد اسنے رقم کس سروِ دلجو کا
صریرِ کلک مین آواز ہے قمری کی کوکو کا

رہے ہے لاکھون ہی معنے فہم بحرِ فکر مین ڈوبے
کسی اوستاد سے نکلا نہ مطلب بیت ابرو کا

ترا حسن اے سراپا نور جس شیشے مین تلتا ہے
منہ خورشید کو رہتا ہے وان سنگِ ترازو کا

یہی غم ہے بنایا تھا اسے کیون دستِ قدرت نے
نہ ہاتھ اپنا ہوا شانہ کبھی اوس جعدِ گیسو کا

دلِ وحشی کو اوس خوش چشم کی الفت کا سودا ہے
غبارِ خاکِ پا جسکا ہے سرمہ چشمِ آہو کا

دیگر

دامِ گیسو جبسے دیکھا ہے مرے صیاد کا
دم پھڑکتا ہے اسیری پر ہر اک آزاد کا

غل مچاتی ہے مری زنجیر مجھسے بیشتر
قصد زندان مین جو کرتا ہون کبھی فریاد کا

آہِ شوان سے نہ ہرگز پسیجا ایکدن تو
حق تو یہ ہے اے صنم دل ہے ترا فولاد کا

کی حقیقی کیطرف عشقِ مجازی نے رجوع
جاکے بتخانہ مین دھیان آیا خدا کی یاد کا

اک حکایت ہے ہماری داستانِ عشق سے
ماجرا مجنون کا قصہ وامق و فرہاد کا

بتکدہ کیا ہے اگر ہون نالہ کش مین ناتوان
کوہ کو بھی دے ہلا صدمہ مری فریاد کا

دوست دشمن ڈرتے ہین ایذا کوئی دیتا نہین
خاکساری آدمی کو قلعہ ہے فولاد کا

آہ وزاری ہے دلا عشق حسینان مین عبث
کون بت سامع ہوا ناقوس کی فریاد کا

یہ رہائی سے گرفتاری مین پایا ہے مزا
پڑھتے ہین کلمہ اسیران قفس صیاد کا

فصل گل کی عندلیبون نے خوشی کی اسقدر
عرش تک پہونچا ہے آوازہ مبارکباد کا

تو پڑا دل کا خوش آوے کیون نہ اوس بت کو خلیل
ہے عدو ہر ایک کا فر کعبے کی بنیاد کا

لبون پہ دم مرے سینہ سے لاکھ بار آیا
نہ موت آئی شب ہجر مین نہ یار آیا

وہ گل ہون مین نہ تبسم سے آشنا ہوئے لب
وہ نخل ہون نہ کبھی جسمین برگ و بار آیا

کوئی سرائے عدم آباد ہے مقام عدم
اودھر سے آیا جو با چشم اشکبار آیا

نہ زندگی مین ملا چین صورت بسمل
چھوٹی جو روح بدن سی تو بیقرار آیا

کٹا دیا سر شوریدہ کوے قاتل مین
وبال دوش تھا یہ بوجھ مین اوتار آیا

وہ با وفا ہون کہ اوس سے وفا کا قصد کیا
عدم سے جو کہ حسین جفا شعار آیا

ہوا نہ یار نہ ساقی نہ بادۂ گلرنگ
جو آیا ابر بہاری تو بے بہار آیا

کسی نے ذکر کیا ہے جو قصر و ایوان کا
خلیل یاد مجھے گوشۂ مزار آیا

اوس بت کا عشق ترک دل زار نے کیا
غمزہ نیا مسیح سے بیمار نے کیا

تیغ نگہ سے اہل نظر قتل ہوگئے
اندھا ہونکو کشتہ حسرت دیدار نے کیا

بن بن کے مار زلف ڈرایا سحر تلک
سونا حرام اپنا شب تار نے کیا

سمجھا مین ماہتاب کو عقرب مین آگیا
آغوش غیر مین جو کرم یار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہوں رکتا نہ ایک دن
نیلام سے لیکے مجکو خریدار نے کیا

بیوجہ سے خلق بیچ نہیں کھاسکے چار داغ
غم کو بکن کا لالۂ کہسار نے کیا

وہ ننگ خلق تھا میں جہان میں کہ بعد مرگ
ماتم نہ تین دن کسی غمخوار نے کیا

الفت نے قد کے سرو کو قمری بنا دیا
پروانہ گل کو شمع رخ یار نے کیا

سینے بنا یا مردمک چشم کو سپر
تیغ نگہ کا وار جو دلدار نے کیا

ملی نہیں تصور شادی کو بھی جگہ
دل تنگ یہ ہجوم غم یار نے کیا

دل عاشقوں کے تار سے پرزے اوڑا دیے
قینچی کا کام یار کی رفتار نے کیا

محراب کعبہ کا ہوا دل کو گمان خلیل
گوشہ جو کج کلاہ کا دلدار نے کیا

اے ترک شوق جب تجھے نخچیر سے ہوا
سیمرغ تمک شکار ترے تیر سے ہوا

قیدی کیا ہے یار نے دزد حنا کو بھی
ظاہر حسین بند کی زنجیر سے ہوا

کھینچی شبیہ جب رخ پرنور یار کی
خورشید گرد گردہ تصویر سے ہوا

رنگین ہوا شراب کے نشہ سے روی یار
گل سرخ آفتاب کی تاثیر سے ہوا

گردش رہی مکان میں بھی قبلہ نما کی طرح
رنج سفر وطن میں بھی تقدیر سے ہوا

رونے پہ میرے آدمی بت کافر کو آیا رحم
پتھر گداز پانی کی تاثیر سے ہوا

دیوانہ وہ ہوں میں جو مرقع میں رکھدیا
تصویروں کو جنون مری تصویر سے ہوا
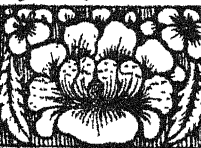
دنیا میں اے خلیل عمارت سی ہے نمود
نام خلیل کعبہ کی تعمیر سے ہوا

جنون کا زور ہوا شوق سیر باغ ہوا
بہار آتے ہی گل عقل کا چراغ ہوا

جو پھونک سے کبھی اوس گل کا گل چراغ ہوا
دھوان چراغ کا اوج نسیم باغ ہوا

بتون کو عشق کا پیری میں جانتے داغ ہوا
سحر کو گھر سے روشن نیا چراغ ہوا

خیال چہرۂ روشن سے داغ دل چمکا
چراغ طور سے روشن مرا چراغ ہوا

رہا رقیب کا گھر چھپ رہا سکے دھڑکا
بہشت میں بھی نہ غم سے مجھے فراغ ہوا

نقاب الٹ جو دیا رخ سے یار نے دم صبح
تو آفتاب شب ماہ کا چراغ ہوا

خوشی کی کیا ہو تو شمع و غم نصیب جہان میں
نہ گل فشان کبھی گھر میں مرے چراغ ہوا

پڑی نگاہ جو فرقت میں شیشہ سے پر
نظر میں پنبۂ مینا سفید داغ ہوا

چھلک ہوا کہ لبا اشکون سے تر ہوا دامن
شراب بہ گئی معکوس جب ایاغ ہوا

ہوا دل اور کیا ہو داغ عشق کی قدر
عزیز گور سے نزدیک کب چراغ ہوا

خدا ہو زلف کے حلقون سے عکس عارض یار
خلیل ہر گھر گوشۂ شب چراغ ہوا

چھپایا رخ سبب مجھ سے جو قاتل تھا ہوا
خون تن میں خشک صورت رنگ حنا ہوا

گالی سنی بات بات میں غصہ سے بے محل
ان ٹھنڈی گرمیون سے تری دم خفا ہوا

اوس کی ایکدن نہ طبیعت ہوئی گداز
تاثیر آہ دل کو خدا جانے کیا ہوا

ہستی تھی میری بحر جہان میں مثال موج
آرام آگیا مجھے جب میں فنا ہوا

تاثیر سے ہی نیک کی بد کو محال ہے
پانی سے نخل موم کا کسدن ہرا ہوا

کھینچی جو آہ دل سے ہوا آنسوون کا جوش
آندھی چلی تو اور بھی پانی سوا ہوا

الفت ہوئی اسیر زلف سے چشم حبیب کو
آہوے چین اسیر کمند بلا ہوا

ہر گرم رو کو گوشۂ عزلت سے زندگی
نکلا شرار سنگ سے جس دم فنا ہوا

ہمکو جلایا غیر سے کر کرکے گرمیان
زندہ رہے تو یار سمجھ لینگے کیا ہوا

جب عرض حال کرتا ہون کہتا ہے وہ صنم
کچھ اور کہیئے یہ تو ہے قصہ سنا ہوا

گھٹتا کسی طرح سے نہین سیل چشم تر
بے فصل بھی یہ رہتا ہے دریا چڑھا ہوا

خالی ہے غم سے دل مرا نالان ہی اسلیئے
دیتا نہین صدا کبھی ساغر بھرا ہوا

رونے سے دل مین آتش غم مشتعل ہوئی
پانی سے آگ لگ گئی حیران ہون کیا ہوا

عنقا کہا کسی نے کسی نے عدم کہا
موسے میانہ یار کا [illegible]

مشکل سے ہے بلا کمر یار کا نشان
عقدہ پڑا تھا بال مین وقت [illegible] ہوا

دل پھنس گیا ہی زلف مین اوس بت کے اے خلیل
صد رزبون اسیر کمند بلا ہوا

قدر انسان کیا زوال حسن پر وجب ہوگیا
بوگئی جس گل کی وہ بے روح قالب ہوگیا

واہ ری جوش صفا اللہ ری حسن روے یار
عکس سے چاہ زنخدان چاہ نخشب ہوگیا

یاد آیا ہمی کہ نالے کرتے تھے راتون کو ہم
یاتو لینا سانس کا مشکل ہمین اب ہوگیا

غم کا کھانا ہوگیا جائز فراق یار مین
خون دل فرقت مین پیا اپنا مشرب ہوگیا

قصد وس خورشید رو نے جب سواری کا کیا
ماہ نو آکر رکاب زین مشرب ہوگیا

یار عشق موے مژگان نے کمر کو خم کیا
قد ہمارا تیر کی خاطر کمان اب ہوگیا

ہوگئی کام و دہن مین منہ کی تلخی عیان
نام سے بھی ترش رو گرد شکر لب ہوگیا

شوخی رفتار اوڑائی ہے جو اوس طرار نے
قاتل عالم مرے قاتل کا مرکب ہوگیا

جب مزا بوسہ کا اوس شیرین دہن سے آگیا
قند کے شربت سے منہ اپنا لبالب ہوگیا

میرے چپ رہنے سے الفت اوس پہ ثابت ہوگئی
لب ہے خاموش دل کا عرض مطلب ہوگیا

اوسکی پیکر کی نزاکت میں جو شب مجھکو ہوئی
شبہۂ تیر نظر سے اک رگ جان ہو گیا

جسکو ہیں پامال کرتے ہیں عدو کو سے بلند
بڑھ گیا شعلہ شرر پایا تش جب ہو گیا

آنکھ میں آنسو بھر آئے دل سے گر نکلا بخار
شیشہ جب خالی ہوا ابر شراب ہو گیا

رشتۂ طول امل توڑا تو بر آئی مراد
ترک مطلب جب کیا تو مطلب ہو گیا

نظم مضمون اوسکی تمت حنائی کا ہوا
خشک دل کا ایک ہو گیا

پھاڑے کھاتا تھا شب ہجر میں آسمان
تخم مجھکو چشم شرر کی ہو گیا

دولت بے انتہا کا ہے نگونساری مآل
سر جھکا دیتا ہے شیشہ جب لبالب ہو گیا

جس جگہ اوٹھا نقاب اوسنے ہوا بازار مصر
جس کوئیں کو اوسنے جھانکا چاہ نخشب ہو گیا

جسکے پہلو سے جدا ہوتے تھے دم بھر خلیل
دور پہلو سے وہ اپنے منزلوں اب ہو گیا
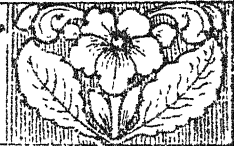
نے نہیں میں جو فغان ہووے دہن سے پیدا
درد دل کم ہو جو ہر تن سے نالے ہیں تن سے پیدا

ناز چپ رہنے سے انداز سخن سے پیدا
شوخیِ حسن سے بیساختہ پن سے پیدا

تیرے عریان کو اگر دھیان ہو تن پوشی کا
پیرہن گل کی طرح ہووے بدن سے پیدا

دلفریبی سے نہیں یار کی خالی کوئی بات
صورت ناز ہے انداز سخن سے پیدا

عشق میں لطف فغان تب ہے کہ جب صورت نے
بے زبان نالۂ دل ہووے دہن سے پیدا

فکر دنیا میں جو ہو عاقبت اندیشی کی
گور سے عشق محبت ہو کفن سے پیدا

سرخ ہے عارض گلرنگ کی پرتو سے نقاب
باغ کا رنگ ہے دیوار چمن سے پیدا

اوس پری رو کی محبت میں یہ کپڑے پھاڑے
ہے جنون صورت گلہاے چمن سے پیدا

بوے سیب چمن خلد سے بھی ہو نہ شفا
ہو مرض جسکو ترے عشق ذقن سے پیدا

شدتِ ضعف سے تنکا نہ اوٹھے گا تجھسے
اب یہ ہوتا ہے تجھے کاہشِ تن سے پیدا

آئنہ لیکے جو اوس رشکِ چمن نے دیکھا
اک چمن اور ہوا عکسِ چمن سے پیدا

صاف ہوتا ہے صباحت سے تری یار عیان
تو ہوا خلقتِ نسرین و سمن سے پیدا

کوئی خالی نہین ایجاد سے تقریرِ خلیل
نازکی کیون نہو ہر ایک سخن سے پیدا

عشق اوسکے نقشِ پا کا مرے دلنشین ہوا
طفلی مین جو کہ دوشِ نبی کا مکین ہوا

چشمِ سیاہِ یار سے گیسو قرین ہوا
افعی کمندِ گردنِ آہوے چین ہوا

افتادگان کے درد کا درمان محال ہے
عیسیٰ سے کب علاجِ بخارِ زمین ہوا

تولا کبھی جو پلۂ میزانِ عقل مین
طوبیٰ بھی اوسکے قد کے برابر نہین ہوا

برگشتہ طالعی کا بیان کس سے کیجیے
شب آیا گھر مین وہ مہ حرکت مین نہین ہوا

جامِ جہان نما ہے تصورِ حبیب کا
جب چاہا اوسکو دیکھ لیا وہ کہین ہوا

برسون رہا ہے گردِ کدورت کا سامنا
وہ آئنہ ہے دل کہ مکدر نہین ہوا

کی اف کبھی نہ ورنہ صنم تیرے ہاتھ سے
وہ ظلم کونسا ہے جو مجھپر نہین ہوا

جس شب نقاب یار نے رخ سے اولٹ دیا
خورشید جیبِ صبح سے طالع نہین ہوا

جس دل مین جلوہ گر ہوا نورِ جمالِ یار
آئینۂ جمالِ جہان آفرین ہوا

شب بھر بیان اوسکی رنگت طلائی کا جو بندھا
سونا نصیب مجکو سحر تک نہین ہوا

وہ نخل ہون کہ بے ثمری ہے ثمر مرا
وہ شاخ ہون کہ برگ بھی جسمین نہین ہوا

نوکِ قلم چراغِ سرِ طور کی ہے لو
تحریر جب سے وصفِ رخِ آتشین ہوا

وہ ناتوان ہون لیکے جو گئی ہے اوڑا کہین
دوشِ نسیم پر بھی گران مین نہین ہوا

آتا نہین ہے چشم تصور سے بھی نظر
موے میان یار بھی خطِ جبین ہوا

قد قامت الصلوٰۃ کہا جب نماز مین
مجکو خیال قد کا ترے نازنین ہوا

سمجھا ہین آب آئنہ مین موج کو خلیل
وہ بحرِ حسن مجھسے جو چین بر جبین ہوا

سرور وصل مین فرقت مین اضطراب رہا
ہمارے قلب مین ہر روز انقلاب رہا

سواری مین جوانی کا کچھ مزا نکلا
مسافرون کی طرح چار دن شباب رہا

شراب ناب نے توڑا طلسم توبہ کا
گھرا ہوا جو گھڑی بھر کبھی سحاب رہا

ہزارون قتل ہوے جبتلک رہا جوبن
چھری کو تیز کیے یار کا شباب رہا

مین وہ مسافرِ ملکِ عدم تھا ہستی مین
ہمیشہ گورِ غریبان مین باتراب رہا

نہ اونسے ملے دلِ گم گشتہ کا ہوا جھگڑا
نشان طلب تھی رقم ملتوی حساب رہا

گھڑی گھڑی شبِ غم کی تھی دشمنِ دل و جان
الٰہی دیکھیے کیا ہو یہ اضطراب رہا

جہان مین نسبتِ تردامنی جو تھی سب مجھسے
تو اشکبار مری قبر پر سحاب رہا

زوال حسن مین بھی اینٹھتی رہی وہ زلف
بہت جلی ہوئی رسّی مین پیچ و تاب رہا

شبِ وصال مین بھی بے سیاق کین باتین
کشیدہ صورتِ تدبیر حساب رہا تو

رہا یہ حال شبِ ہجر یار مین تا صبح
کہ باہر آنکھون سے مژگان کی طرح خواب رہا

نہ بوسے مے کے گئی کہنے کو لاکھ کی توبہ
مرا دہن دہنِ شیشۂ شراب رہا

بغیر یار سب مجھے چاندنی نے ایذا دی
قمر مین بھی اثرِ نورِ آفتاب رہا

نصیب مے نہ کسی دور مین ہوئی ہمکو
برنگ آبلہ ساغر مین اپنے آب رہا

بغیر ساقی وہ مے برشگال مین ہر سال
لہو گھٹا جو گھرا ایکدم سحاب رہا

خرابیِ دلِ مضطر کبھی گئی نہ خلیل
مثال دیر کہیں کعبہ یہ خراب رہا

زمانے کی طرح پھر جاتا ہے رخ چشم جانان کا
مزاج اک حال پر رہتا نہیں بیمار انسان کا

مجھے پردے میں بوسہ دیجیے لبہائے خندان کا
ثواب اے یار ہوتا ہے نہایت شیرینان کا

دیا ہے آپنے بوسہ تو کیون اظہار کرتے ہو
کسی کو دیکے کہنا یہ مٹا دینا ہے احسان کا

چھپاؤن کیا میں دل گر داغ الفت طالب جان ہو
وہ ممسک ہے اوٹھا سکتا نہیں جو بار احسان کا

رہا کرتی ہیں لالے کی طرح سے لال لال آنکھیں
ذرا آئینے میں دیکھو اثر خون شہیدان کا

نہ بھولیگی تری بے رغبتی قاتل نہ
زبانِ تیغ سے چکھا مزا خونِ شہیدان کا

رہائی مجلس گردون سے پائی قبر میں جاکر
نکالا ہے زمین کو کھود کر دروازہ زندان کا

نہ دیکھا ایکدن کھلتے ہوئے مدت سے قیدی ہون
مگر قفلِ دہانِ یار ہے میرے زندان کا

اوڑی نیند اوسکی بھی دل کو مری زلفوں میں الجھا کر
بہت ہشیار رہتا ہے نگہبان شب زندان کا

دلِ محبوس کا کل سے تمہیں غفلت نہیں لازم
نگہبان جائزہ ہر روز لے لیتے ہیں زندان کا

جنون میں لے پریرو تا کجا رسوای عالم ہون
ڈھکے خاکِ لحد سے کاش [illegible] گریبان کا

کھلی کنج لحد میں بے ثباتی عیش و عشرت کی
کہ سامان جہان مجموعہ تھا خواب پریشان کا

تسلی عاشقِ غمگین کی کرتا ہے نہین کوئی
کسی نے بھی کبھی پونچھا نہ آنسو شمع گریان کا

کھنچا کنج قفس میں طول یہ میری اسیری کو
نہ پہچانا جو دکھلایا مجھے نقشہ گلستان کا

مرے برباد کرنے پر فلک نے کیون کمر باندھی
الٰہی کیا میں ہون سوکھا ہوا پتا گلستان کا

جو آئے ہو مرے گھر کسلیے احسان جتاتے ہو
کرم ہی عیب خست سے ہوا کم ظرف انسان کا

جھکاؤن سر کو محرابِ خمِ شمشیر قاتل میں نہ
ثواب افزون ہے کعبے میں نمازِ عید قربان کا

رخِ معشوق پر زلفوں نے جب پھیلا کے جال مارا ہے
تصرف کافروں کا ہے خدا حافظ ہے قرآن کا

دلِ عاشق لٹکتا ہی نہیں گرتا ہے جو اسمیں
کنوان تیرے ذقن کا ہے گڑھا گنجِ شہیدان کا

قبا تیرا قبا رہتا ہے دیکھا نہیں جاتا تو
گلے کے بوسے لے سینہ پہ چڑھکر لب گریبان کا

شبِ وصلِ صنم ہی میں اجل نے مہربانی کی
الٰہی شکر تیرا منہ ہے کالا روزِ ہجران کا

شبِ وصلِ صنم مدت میں آئی ہے مرے گھر میں
بہت روز و دن میں منہ کالا ہوا ہو روزِ ہجران کا

نہیں ہے کچھ خلیل افتادگی کا عشق میں ہمکو
کریگا دستگیری اپنی سمجھ شیرِ یزدان کا

دل مجھ سے منحرف ہے کچھ انقلاب ہوگا تو
جس گھر میں بیوہ ہوگی تو گھر خراب ہوگا

خوب ابکی فصلِ گل میں شغلِ شراب ہوگا
ان کے یہ خون ہوتا تقوے سے خراب ہوگا

ملیگا ہاتھ جسدن زائل شباب ہوگا
رنگِ حنا نہیں یہ پھر دستیاب ہوگا

عصیاں نہیں ہیں میرے اوسکے کرم سے افزوں
میزان دیکھ لونگا جسدم حساب ہوگا

عاشق کے دل کی خوبی ہے دل سے دل پہ ظاہر
نقشہ اوسی پہ ہوگا جو انتخاب ہوگا تو

بحرِ جہاں میں تیری الفت ہے کشتیٔ نوح
ہوویگا منحرف جو وہ غرقِ آب ہوگا

فرقت کی شب سے جتنا دل کانپتا ہے میرا
مجرم کو بھی نہ اتنا خوفِ عذاب ہوگا

اوسکی گلی میں گذر کر کھٹکا نہیں ہے کوئی
مومن پہ کربلا میں کیونکر عذاب ہوگا

بے گنبد مدتوں کی برسوں میں پاک ہوگی
ملے ایکدن میں کیونکر میرا حساب ہوگا

ہم جنس سے توقع کیا خاک کوئی رکھے
مٹی ہی سے لحد کی آخر عذاب ہوگا

اس ڈر سے بوسۂ لب دیتے نہیں وہ مجھکو
بیرنگ ہوکے مسی الٹا خراب ہوگا

بے یار محفلِ عیش برہم تمام ہوگی
سردار جب نہ ہوگا لشکر خراب ہوگا

اکیلی جو برسون رہی گرم جوشی
نہو مدعا اوسنے حاصل کسیکا

اب آو بہت ہو چکے دم دلاسے
یکاتے نہین اسطرح دل کسیکا

نظر جیسے آیا ہے پتلی کی صورت
پھرا کرتا ہے آنکھ مین تل کسیکا

طلسمات ہین بحرِ عشق و محبت
نہ دیکھا کبھی ہمنے ساحل کسیکا

جبا نا فرحِ اپنا اوسکے آگے
تجھے ڈر نہین شمع محفل کسیکا

خلیل اپنا کعبہ تمھین اسکو سمجھو
وہ خاطر مین لاتا نہین دل کسیکا

شکر نے کردیا رہنا ہمارے پاس کا
دشمنون کی جان پر ٹوٹے علم عباس کا

ہجر کے دودِ آہ سے عالم مین یہ اندھیر ہے
مثل مردم آنکھ سے اوجھل ہے انسان پاس کا

طول ہجر یار نے کی قطع امیدِ وصال ثر
ابتو مدت سے رہا کرتا ہے عالم یاس کا

عہد و پیمان کرکے بوسے کا ہوا اب منحرف
توڑنا اچھا نہین ظالم کسیکی آس کا

کشتۂ دندان ہون کچھ تو رعایت چاہیے
پھر مدفن کیجیے تجویز باغ الماس کا

تیرے دندان نے جواہر کو بھی مٹی کردیا
کوڑیون کے مول بکتا ہے نگین الماس کا

یا الٰہی خیر ہو قاصد کی صورت ہے اوداس
یار نے مضمون لکھا ہووے نہ خط مین یاس کا

بے زری ہونے نہین دیتی ہے وصل اُس ماہ کا
ہجر کی شب کی طرح کالا منہ افلاس کا ہو

کیون نہین تھوکون لہو عاشق ہون انتو لکا تر کا
منہ کو آتا ہے کلیجا کشتۂ الماس کا

متصل سے تیر اسے طفل کمان ابرو لگا
پہلے سب کم مشق اوڑاتے ہین نشانہ یاس کا
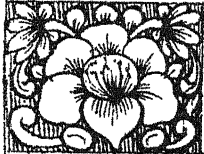
اے خلیل آئے قیامت یہی جھگڑا ایک ہو
کھا گیا میرا کلیجا غم امید و یاس کا

افشا سر بازار ہوا راز تمہارا — پہونچا نہ سزا کو کبھی غماز تمہارا
پتھر کا جگر ہو تو ہو دمساز تمہارا — بندے سے اوٹھیگا نہ بتو ناز تمہارا
دیکھا ہے دہن کو بھی کمر کو بھی شب وصل — ہم سے نہین مخفی ہے کوئی راز تمہارا
تنگ اسقدر آیا ہون کہ پتھر کو اوٹھا لون — لیکن نہ اوٹھاؤنگا بتو ناز تمہارا
بیسبب جو ہے حرکت آپکی صاحب — انداز سے خالی نہین ہے ناز تمہارا
تھی کسکو صنم آپکے آنیکی توقع تو — آنا مرے گھر مین ہے عجب ساز تمہارا
یہان داغ ہے وہان آپکا آئینہ صفا صاحب — دلسوز یہ میرا ہے وہ دمساز تمہارا
مرتا ہون خبر لو مری اے رشک مسیحا — کیا حشر کو کام آئیگا اعجاز تمہارا
اللہ نگہبان ہے خدا حافظ و ناصر — غماز ہمارا ہوا دمساز تمہارا
بیتاب کیا یار کی ابرو نے جو بسمل کو — ٹوٹا دم شمشیر یہ جانباز تمہارا
اے رشک پری رنج مین دیتا ہی گردون — اس دیو نے بھی دیکھ لیا ناز تمہارا
تم غیر کے گھر جاتے ہو مجھسے نہ چھپاؤ — صورت سے تمہاری ہے عیان راز تمہارا
کیون تیغ کو مانند ہی بل قتل مین خفا ہو — سر دینے کو موجود ہے جانباز تمہارا
پتھر لیے سب شہر کے لڑکے ہین جلو مین — دیوانہ ہے دیوانہ نہین ممتاز تمہارا
چھیڑینگے رقیب اذن شب وصل مین تمکو — کیون رنگ ہوا جاتا ہے پرواز تمہارا
انعام تو لیتا ہی جانے نہین دیتا — دربان بھی نہایت ہے دغاباز تمہارا
عیار مجھین کردیا شوخی نے تمہاری — کچھ کر نہین سکتا کوئی دمساز تمہارا
قانون دف و چنگ کو بھی چھیڑ کے دیکھا — نکلا نہ مگر کوئی ہم آواز تمہارا
ثانی ہی نہین کوئی کماندار جہان مین — مشہور لقب ہے قدر انداز تمہارا

ہوگی نہ ثبوت آپ پہ چوری مرے دل کی
دم بھرتا ہے ہر ایک نظر باز تمہارا تو

شاگرد خلیل آپ بھی آتش کے ہین شاید
کچھ اوس مین بہت ملتا ہے انداز تمہارا

قاتل نے بعد قتل مرے مسکرا دیا
کیا خوب خون بہا کہ مجھے خون بہا دیا

پیکر شراب بزم مین دیتے ہو گالیان تم
تمنے حیا کا آنکھون سے پردہ اوٹھا دیا

پھرتا ہون گرد یار کے تا صبح شام سے
الفت نے مجکو چاند کا ہالا بنا دیا

رویا کبھی جو کھو کے دل شوق وصل مین
چشمون سے ہجر یار مین دریا بہا دیا

پوچھا کسی نے حال جو درد فراق کا
اک آہ دل سے کھینچ کے آنسو بہا دیا

مین مٹھائیان غم فرقت کی یا تلک
جب دل بھی ہوچکا تو کلیجا کھلا دیا

کھنچتے ہو جیسے دور ہمارا قصور ہے
کیون چاند تمکو کسکے فلک پر چڑھا دیا

تنگ آگیا جو نالون سے میرے وہ شوخ چشم
آخر مجھے گلوری مین سرمہ کھلا دیا

وہ رند بادہ کش ہون کہ تعظیم کو مری
مینا سے مے نے اوٹھکے سر اپنا جھکا دیا

رہتی ہے جان کنی مجھے اونکی یاد مین
مولی کے اشتیاق نے ہیرا کھلا دیا

جب گھر مین وہ کھڑی ہوئی تب عکس حسن سے
ہر در مین آئنہ قد آدم لگا دیا

جان کا وبال ہوگیا نظارہ زلف کا
آنکھون نے دل کے پیچھے بلا کو لگا دیا

بحث ثبوت نقطۂ موہوم جب ہوئی
اوس بت نے ہنسکے اپنے دہن کو دکھا دیا

جب خط لکھا ہی یار کو رویا ہون یہ خلیل
دریا مین آنسوون کے عریضہ بہا دیا

چلے وہ تو مین نقش پا ہوگیا
رہی چشم وا آ دم فنا ہوگیا

وہ بت راہ آکر خفا ہو گیا تو
الٰہی یہ کیا ماجرا ہو گیا تو

دم آہو سے آخر فنا ہو گیا تو
یہ ظاہر ہوا سے ہوا گیا تو

ہر شب وہ گیسو رسا ہو گیا تو
یہ بڑھ بڑھ کے سانپ اژدہا ہو گیا

تجھے رنج سے دم فنا ہو گیا
گرفتار بلبل رہا ہو گیا تو

محرم کا عشرہ میں سمجھا اوسے
جو دس روز دلبر جدا ہو گیا

فغاں تک نکلتی نہیں ضعف سے
میں گویا نے بے نوا ہو گیا تو

نہ گھر سے فقیری میں نکلا کبھی
میں نقش نے بوریا ہو گیا

وہ گیسو ہمیشہ ڈراتا رہا تو
بڑھا جب تو کالی گھٹا ہو گیا

قدِ یار کی ہے زمانے میں دھوم
قیامت سے محشر بپا ہو گیا

ہوئی چشمِ تر آہِ سوزاں سے خشک
اس آندھی سے پانی ہوا ہو گیا

میں وہ ناتواں ہوں کہ مجھے ضعف میں
الف آہ کا بھی عصا ہو گیا

میں غربت میں نالاں وطن میں عزیز
جرس قافلے سے جدا ہو گیا

کمر کی محبت میں ایسا ہوں گم
دہانِ بتِ دلربا ہو گیا تو

ہوا شور جب اس کے خلخال کا
پھنکا صورِ محشر بپا ہو گیا

چلا جب وہ تیغِ حسینی کی چال
ہر اک راستا کربلا ہو گیا تو

غمِ سبزۂ خط کو کھاتا ہوں میں
یہ زہرِ ہلاہل غذا ہو گیا تو

دکھایا جو سرگشتگی نے اثر
بگولا ہر اک نقشِ پا ہو گیا

لبِ گور ہیں خال کے عاشقاں
یہ نقطہ دہانِ قضا ہو گیا

وہ رشکِ چمن تھا مگر بوئے گل تو
کہ جو آیا دم میں ہوا ہو گیا

تصور نے اک گندمی رنگ کے
یہ پیسا ہے دل کو روا ہو گیا

تم آؤ نہ آؤ بچیں گے نہ ہم
مرض عشق کا لا دوا ہو گیا

سبو سا بڑا دل کا تھا عشق میں
مصیبت پڑی تو جدا ہو گیا

ہوا بار رنگِ حنا ہاتھ میں
کلائی سے کنگنا جدا ہو گیا

ہمیشہ رہا درد و ناسور و داغ
یہ دل غم کی مہمان سرا ہو گیا

سنا ہے وہ کہتا ہے مجکو خلیل
نہیں آیا مدت سے کیا ہو گیا

تیغ ابرو پر جو محوِ آئنہ تو ہو گیا
اولٹی سیفی کا اثر گیا اسے پر پردہ ہو گیا

دل یہ کہلایا جدا پہلو سے جب تو ہو گیا
صاحبِ ماتم کا سینہ میرا پہلو ہو گیا

سرنگون حسنِ رخِ جانان سے گیسو ہو گیا
معجزہ سے قائلِ قرآن یہ ہندو ہو گیا

بوسہ ابرو لیا وصلِ پری رو ہو گیا
تیغ پر قبضہ ہوا قاتل یہ قابو ہو گیا

داغ سے خالی نہیں پاتا ہوں میں کوئی جگہ
قرعۂ رمال گویا میرا پہلو ہو گیا

شکلِ شوقِ ہمکناری میں یہ پر کا اسے پری
میرا بازو طائرِ بسمل کا بازو ہو گیا

شمع ساں مجکو جلایا دیدۂ تر نے مرے
میرے ہی اشکوں سے آگی میرا پہلو ہو گیا

کھول کر زلفیں جو اوس شوخ نے کی سیرِ چمن
بندۂ بے دام ہر سروِ لبِ جو ہو گیا

سامنا بھی سب بلا ہے عاشق و معشوق کا
چار آنکھیں جب ہوئیں دونو پہ جادو ہو گیا

دشت گردی کی یہ غلطانِ صنم کے عشق میں
پاؤں کا ہر آبلہ چھا گل کا گھنگرو ہو گیا

ناتوانی سے میں گم ہوں تو لطافت سے نہاں
میں دہن تیرا تنِ لاغر مرا مو ہو گیا

لی ہے تنہائی میں جب مشقِ تصورِ وصل کی
متصل اوس شوخ کے زانو سے زانو ہو گیا

سلسلہ اسکی درازی کا نہین ہوتا ہے قطع
اے صنم ظالم کی رسی تیرا گیسو ہو گیا

چھوٹ کھلواتی ہے صیادِ دل کو وہ چشم سیاہ
آہوئے جانان بھی صیادون کا آہو ہو گیا

نالے کرتا ہون جسدم پیار سے چلتا ہے یار
دل مرا پازیب کا اوس بت کے گھنگرو ہو گیا

دخل کیا ہے عرض مطلب کی کوئی عاشق کر سکے
صورت سلطانِ ظالم یار بدخو ہو گیا

جلوۂ زلف صنم سے آنکھین پر روشن ہین خلیل
سرمۂ کوری سوادِ شام گیسو ہو گیا

ہر رنگ مین اوس شوخ کا جلوہ نظر آیا
خورشید کے مانند وہ ہر جا نظر آیا

جب یار کو دیکھا نگہِ دیدۂ دل سے
قطرہ نظر آیا تو وہ دریا نظر آیا

یہان بھی ترا جلوہ ہے وہان بھی ترا جلوہ
تصویر در و دیر ترا نقشا نظر آیا

جس سرو گلستان پہ پڑی آنکھ چمن مین
طوبا سے قدِ یار کا سایا نظر آیا

گہ عشق بنے گہ حسن بنے گہ نور بنے نار
نیرنگ ترا طرفہ تماشا نظر آیا

پرتو سے ترے دیکھتا ہون صورت عالم
تو روشنیِ دیدۂ بینا نظر آیا

دل ہی مین نہین کچھ ترا جلوہ تو ہر اک کو
شمعِ حرم و دیر کلیسا نظر آیا

پردے مین ہی تو پر ہے جہان تجھسے منور
پردہ ترا فانوس کا پردا نظر آیا

کثرت مین تجھے دیدۂ وحدت سے جو دیکھا
تو ارض و سما مین مجھے یکتا نظر آیا

وہ رنگ ہے تیرا کہ ترے رنگ کے آگے
جس رنگ کو دیکھا ہے وہ پھیکا نظر آیا

حسنِ رخِ لیلے و گہے جلوۂ شیرین
تو دیدۂ عشاق مین کیا کیا نظر آیا

کنعان مین ہوا نور جمالِ مہِ کنعان
تو مصر مین اے یار زلیخا نظر آیا

تیرا ہی یہ جلوہ ہے صنم ارض و سما مین
تو فرش سے تا عرش معلے نظر آیا

مظہر ہے ترا سرو و گل و قمری و بلبل
ہر برگ چمن مین ترا جلوا نظر آیا

جس بت پہ خلیل آنکھ پڑی اپنی جہاں مین
اوس مین لقا یار کا جلوا نظر آیا

شکوہ جو مرے گھر مین وہ جانانہ رہگیا
زلفوں مین ایسا شانہ کیا شانہ رہگیا

تو اوٹھ گیا جو پاس سے اے غیرت پری
دل تھام تھام کر ترا دیوانہ رہگیا

آنسو بھرے ہین آنکھ مین گرتے نہین مگر
آخر چھلک چھلک کے یہ پیمانہ رہگیا

مستی مین دو ڈگ بھی چلا نہ اے پری
مے پی کے چال یہ ترا مستانہ رہگیا

سودا سے زلف یار نے سرمہ کھلا دیا
جب بیڑیان پہن کے مین دیوانہ رہگیا

حیرت ہوئی یہ جلوۂ ساقی کو دیکھکر
منہ تک آیا ہاتھ مین پیمانہ رہگیا

سودے مین حسن یار کے حیران یہ ہو گئے
ہر مشتری کے ہاتھ مین بیعانہ رہگیا

خط یادگار حسن ہے چہرے پہ یار کے
جاگیر ضبط ہو گئی پروانہ رہگیا

قارون رہا جہان مین نہ حاتم رہا خلیل
دونوں کے بخل و جود کا افسانہ رہگیا

گیسو منڈا نہ پوچھیے تو دوش پر اوٹھا
اس لنگر گران کو نہ اسے موکر اوٹھا

شبنم سے چشمہائے کواکب ہین اشکبار
اتنا نہ دود آہ دل زار سحر اوٹھا

مدنظر ہے قتل تو حاضر ہے سر مرا
قاتل نہ بات بات مین تیغ و سپر اوٹھا

اللہ ری شرم یار جو اولٹا نقاب بھی
منہ سے نہ ہاتھ وصل کی شب تا سحر اوٹھا

اسدرجہ ہوش اوڑا دیے جلوے نے یار کے
اوٹھا جو بزم یار سے وہ بیخبر اوٹھا

اول ہی شب کو روح بدن سے نکل گئی
صدمہ کبھی نہ وصل کا تا سحر اوٹھا

منکر حسن کو کیا روئے کتابی وہ دکھاے | گر ابوجہل پہ حجت کبھی قرآن ہوا
ترک لطف شعر و معشوق مذہب ہے واعظ | توبہ کرکے کوئی ایسا بھی پشیمان ہوا
چشم ناسور ہین گویا کہ مرے دیدۂ تر | بڑھ گئی کچھ بکچھ ایذا جو مین گریان ہوا
ظلمت خانۂ عاشق ہے مگر سایۂ چاہ | گذر جلوۂ خورشید درخشان ہوا
لاکھ موزون ہو جو معنی ہون تو قدر نہین | مصرعۂ سرو چمن داخل دیوان ہوا
عیب تقدیر چھپائے سے نہین چھپتا ہے | خط عارض کا لفافہ کسی عنوان ہوا
بیچ بالی ہوئی یار کی زائل شب وصل | تیغ نامرد کی صورت کبھی عریان ہوا
غم نہین غیر کو دے یار نشانی چھلا | دیو پانے سے انگوٹھی کے سلیمان ہوا
رتبہ کیا خال کا ہو رخ کی نگہبانی سے | حافظ الملک ہر اک حافظ قرآن ہوا
سیر کرنے کا سبب ہجر ہین کیا پوچھتے ہو | غم ہوا در بدر ہوا در کا دربان ہوا
لون نہ تصویر کو یوسف کی زمانے مین ترے | کوئی تقویم کہن سال کا خواہان ہوا
صورت غنچۂ گل منہ نہ بگڑ جاسے کہین | اسلیے مین چمن دہر مین خندان ہوا
عقدۂ خاطر عشاق ہے بند ست کی طرح | جیسے قیدی مین ہوا اور در زندان ہوا
وصل جب اوس سے ہوا زلف کا مضمون باندھا | جمع خاطر جو ہوئی دہن پریشان ہوا
دل دکھاتا ہے خیال رخ دلبر اکثر | آفت جان ہوا دشمن ہوا مہمان ہوا
کیا غم دوری دلدار کا احوال کہون | ہڈیان کھانے سے بھی سیر یہ مہمان ہوا
ٹھگ کی پھانسی ہوا عشق سر گیسو مجکو | نہ رہائی ہوئی جبتک کہ مین بیجان ہوا
دشمن سخت سے کب اہل زبان دبتے ہین | کچھ زبان کو کبھی اندیشۂ دندان ہوا
ترک غربت سبب رنج والم ہوتا ہے | طفل جبتک کہ رہا بطن مین گریان ہوا

مین تو رویا تو ہوئی بزم بتان مین الچل
پڑگیا کال اگر ہند مین باران نہوا تو

آدمی وہ ہے کہ جو حضرت آدم کی طرح
شیرِ مادر کا بھی شرمندۂ احسان نہوا

عیب چھپتا نہین دنیا مین حسینون کا خلیل
شمع کا چور کبھی بزم مین پنہان نہوا تو

دم توڑتا ہے ہجر مین بیمار تمہارا تو
جلد آئیے چھٹتا ہے گرفتار تمہارا تو

آنا ہی غنیمت ہے مجھے یار تمہارا
آنکھون پہ رہو داغ نہین بار تمہارا

اب کشتیئے مے ہاتھ مین لی پیر مغان نے
بیڑا ہوا اے بادہ کشو پار تمہارا تو

کچھ رنگ دکھایا اثرِ عشق نے میرے
مرجھا یا ہوا ہے گلِ رخسار تمہارا

گل پھولتے ہین باغ مین جابسی تمہاری
ہے باد بہاری قدم اے یار تمہارا

وہ آنکھ ہے پھوٹی ہوئی گوڑ سے بھی بتر
جس آنکھ نے دیکھا نہین دیدار تمہارا

نکلا نہین خطِ حسن یہ پھولو تو بجا ہے
چہرہ ہے ابھی تک گلِ بیخار تمہارا

جو دل مجھے کہتا ہے وہی کرتا ہون آیا
دلال کے تابع ہے خریدار تمہارا

کیون مینے کہا سرو چمن قد کو تمہارے
گڑوا دو زمین مین ہون گنہگار تمہارا

مشتاق شہادت کے گلے پر نہین رکھتے
کھسیائیگا کیا خنجرِ خونخوار تمہارا

تعریف مین دانتون کی بگڑتے ہو جو مجھسے
کیا لوٹ گیا موتیون کا ہار تمہارا

کپڑونکو مرے پھاڑتے ہو مجھسے لپٹکر
شفقت ہے درندون کی طرح پیار تمہارا

غنچہ کی طرح تنگ دہن عادت سے تمہاری
ہر بات مین منہ پھولتا ہے یار تمہارا

کیا مور کا منہ ملک سلیمان کو جو لے لے
کسطرح کوئی ہووے خریدار تمہارا

خلطہ نہ کیا حور سے فردوس مین جاکر
مرکے بھی مجھے پاس رہا یار تمہارا

دم گھونٹتا ہے گیسوے شبگون کا تصور ؎ اک ضیق مین رہتا ہے یہ بیمار تمہارا ؎

جسد نے بنایا ہے صنم گھر کو تمہارے شداد بنا پھرتا ہے معمار تمہارا ؎

کھا جاتا ہے سودا نہین بنتا ہے جو تمسے بازار مین ہر تال خریدار تمہارا

جاگوگے مرے ساتھ شبِ وصل مین گر تم رکھونگا لقب دولتِ بیدار تمہارا

عاشق ہون بتو تم مجھے جو چاہو سزا دو اللہ کا بندہ ہون گنہگار تمہارا ؎

بوسہ پہ تامل نکرا اے کانِ ملاحت پڑتا ہے کھٹائی مین نمکخوار تمہارا

جب کسلیے رہتے ہو خلیلِ جگر افگار ؎
بتلاؤ تو کیا حال ہے اے یار تمہارا

ہاتھ اوٹھا سارے زمانیسے وہ انسان بیٹھا توڑکے پاون جو در پر ترے جانان بیٹھا

نذر کیو اسطے لاتے ہین زرِ گل بلبل خوب سکہ ترا اے رشکِ گلستان بیٹھا ؎

چاندنی دھوپ ہوئی رات گئی دن نکلا ؎ جبکہ وہ مہر شبِ ماہ مین عریان بیٹھا ؎

محوِ حیرت تھا مین تو بھی نگیا اوسکا حجاب چشم تصویر کے آگے بھی نہ عریان بیٹھا ؎

ہاتھ پر تو نے بٹھا کر جو اوڑایا ہے باز ؎ شاخ پر گل کی نہ پھر بلبلِ نالان بیٹھا ؎

دلِ بے عشق کی کرتا ہین حفاظت کیونکر کب درِ خانۂ ویران پہ نگہبان بیٹھا ؎

چشمِ حیران مین نٹھرا اسکے چہرے کا خیال یہ نگین خانۂ خاتم مین نہ اے جان بیٹھا ؎

جانتا تھا جو مین ہستی کو سرائے فانی اپنی محفل مین بھی مین صورتِ مہمان بیٹھا

سنگ چقمق کا ٹھہر جاتا ہے پہ چلتے چلتے جستجو سے نہ کبھی تھک کے یہ انسان بیٹھا

عہد کا اپنے فلاطون اوسے ہمنے سمجھا کنج عزلت مین جو تنہا کوئی انسان بیٹھا

طے رہ ملکِ عدم عمر روان کرتی ہے ہے مرے توسنِ چالاک پہ انسان بیٹھا

رنج دربان پہ اوٹھائے ہین بجا نہ لگا کبھو
درِ فردوس پہ ہوؤ گے جو رضوان بیٹھا

کھال زنبور سے کھینچی سرِ محفل میری
بھڑکے جب متصلِ پہلوے جانان بیٹھا

کسکے پیوست لگا رہین نہ اوکھاڑا ہے تجھے
کبھی گڑتا نہ ترا پنجۂ مرجان بیٹھا زخم

لبِ سوفار نزاکت پہ ترے ہنستے ہین
تیر کاری نکولی دل پہ مری جان بیٹھا

خون ناحق جو نہ کھائے گا اثر سن لینا
جاکے گھر سے وہ سرِ گنج شہیدان بیٹھا

غم و اندوہ سے ہستی کے چھٹا بعد فنا
عمر بھر مین صفِ ماتم پہ رہا یان بیٹھا

اوسکو مرجا پہ ہر اک شخص نے پایا موجود
گبر بتخانے مین مسجد مین مسلمان بیٹھا

سرکشو بعد فنا خاک مین ملنا ہے ضرور
سر اوٹھاکر نکولی قبر مین انسان بیٹھا

دل سے نالہ کبھی اوٹھتا ہے جگر سے کبھی آہ
جھیلتا ہو نہین بلاے غمِ ہجران بیٹھا

رو دیا ہنسنے مین تو عشاق کے دل ڈوب گئے
برق چمکی جو کبھی بزم مین خندان بیٹھا

چاہِ کنعان مین ہوا پنجۂ مرجان کا گمان
ہاتھ رکھکے جو وہ بالاے زنخدان بیٹھا

اوٹھ گیا قید سے مین نالۂ زنجیر کی طرح
درِ زندان پہ رہا حافظِ زندان بیٹھا

گھر سے نکلا جو وہ دیدار کے خاطر در پر
منڈچرا بنکے ہر اک عاشقِ نالان بیٹھا

کیون نہ مسرور ہو نہین دل پہ ہوا عشق کا داغ
جشن کا روز ہوا تخت پہ سلطان بیٹھا

قہر ہے عشق جفاکار یہ اندھیر ترا
قید مین ظلم سے تیرے مہِ کنعان بیٹھا

آکے قربان ہوئی بلبلِ شیراز کی روح
جب بستان مین وہ پڑھنے کو گلستان بیٹھا

شور اوٹھا صور سے جنکا حشر نمودار ہوا
جس جگہ پر مین کہین بادلِ نالان بیٹھا

عیدِ نوروز ہوئی مہر حمل مین آیا
جب عماری مین وہ رشکِ مہِ تابان بیٹھا

عشق سے کاہ ہو نہین حسن سے وہ آتش تیز
شعلہ اوٹھا جو مرے پاس وہ جانان بیٹھا

اوسکی محفل مین جو دلسوز نہ نکلا کوئی ؎ جا کے مین متصل شمع شبستان بیٹھا ؎

زندگانی مین دلا یار کا ہے قرب محال جیتے جی حور کے نزدیک کب انسان بیٹھا

جسے آزردہ کیا چھیڑ کے اوس قاتل کو واجب القتل کی صورت ہون پشیمان بیٹھا

تھی گرہ یار کے دل مین جو مری جانب سے میرے پہلو مین نہ ٹھکے کسی عنوان بیٹھا

معنی فاعتبروا سے ہو اگر آگاہی ؎ رہے انسان سر گور غریبان بیٹھا

یہی باعث ہے اوٹھا کرتا ہی جو ذات الجنب میرے پہلو مین نہ وہ عیسے دوران بیٹھا

چاندنی چادر مہتاب ہوئی جلوے سے فرش پر ناز سے جب وہ مہ تابان بیٹھا

وصل کی شب مین مجھے بولتے ہی موت آئی تیر جوڑے ہوئے تھا مرغ سحرخوان بیٹھا ؎

سیر نیرنگ جہان گذران کرتا ہون ؎ دیکھتا ہون مین تماشائے گلستان بیٹھا

مکر پر جیسے کمر باندھی ہے انسانون نے اپنی بیکاری پہ سر دھنتا ہے شیطان بیٹھا

میری تعظیم کو پاؤن پہ گرا وہ اوٹھکر ؎ جس مکان مین کبھی با دیدہ گریان بیٹھا
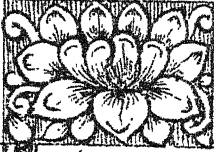
ڈر دم نظم رہے کیون نہ خلیل آتش کا
ہے نیستان مین ابھی شیر نیستان بیٹھا
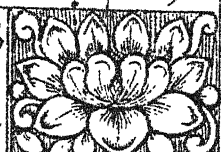
سیر کرنے جو چمن مین وہ پریزاد آیا ؎ ہوش بلبل کے اوڑے باغ مین صیاد آیا

زلفین بکھرا کے وہ ترک ستم ایجاد آیا قتل کو میرے زرہ پہن کے جلاد آیا

سیر کرنیکو جدھر وہ ستم ایجاد آیا ؎ فتنہ اوٹھا پئے تعظیم کہ اوستاد آیا

خیر ہو خیر ہو گلشن کی ہوا کچھ بگڑی ؎ خون بلبل پہ کمر باندھکے صیاد آیا ؎

کبھی دیکھا جو اوبلتے ہوئے کو خم سے جوش اپنی بھی جوانی کا ہمین یاد آیا

مینے محراب خم تیغ مین باندھے چلّے نہ اجل آئی مرے گھر مین نہ جلاد آیا

آیا محفل مین جو وہ گرگئین روحین پرواز
جانور اُڑ گئے جب باغ مین صیاد آیا ٭

فاتحہ خیر کا پڑھنے لگے مرغانِ اسیر ٭
جب کبھی سوئے قفس غیظ مین صیاد آیا

گرم آہون سے ہوا دل بتِ کافر کا گداز
اس کڑی آنچ سے کیا چرخ مین فولاد آیا

کیا فزون قتل سے جس روز ہوا مین پیدا ٭
تہنیت کو مرے دروازے پہ جلاد آیا

رعب سے محکمۂ حسن کے دم بند ہوا
ہو گیا گنگ جو کرنے کو کوئی فریاد آیا

دشت وحشت مین نہ ہوا امر کے مجنون
طفل جب ہو گیا مکتب مین جو اوستاد آیا

صورتِ یار سے نقاشِ ازل کو جانا ٭
یاد صنعت سے مجھے صانعِ ایجاد آیا ٭

صور پھونکا مرے نالون نے شبِ فرقت مین
وجد مین سن کے فغانی مری فریاد آیا ٭

حسن مین تیر خطِ یار کا لوہا نکلا ٭ ٭
روبرو یار کے جب قطعۂ حدّاد آیا

اہلِ دنیا ہین تمام اپنی غرض کے بندے
پڑ گئی جب کوئی مشکل تو خدا یاد آیا

مین وہ نالا ہون جو پیدا ہوا کہنے لگی خلق
آج ناقوس صنم خانۂ ایجاد آیا ٭

خونِ ناحق سے پشیمان یہ ہوا بعد مرے
جیتے جی گھر سے نہ باہر کبھی جلاد آیا

ہاتھ سے گیسوے معشوق کو کھولا شبِ وصل
ہتکنڈا شانہ کا کل کا مجھے یاد آیا ٭

بندشِ چست نزاکت کے سبب سے لٹکے
کمرِ یار کا مضمون بھی اگر یاد آیا

طول سا طول تھا ہوتی ہی نہ تھی صبح خلیل
شبِ فرقت مین مجھے حشر کا دن یاد آیا

نکلے مانگ سے دل زلفِ یار مین اٹکا
جو راہِ راست کو بھولا اسی طرح بھٹکا

کمندِ گردنِ دل بال بال ہے لٹکا
خدا کا قہر ہے زنجیرِ زلف کا جھٹکا ٭

چٹک آئی ذرا دہوا بل پڑا لگا جھٹکا
کمر پہ شانے سے گیسوے یار جب لٹکا

کیا بہار میں جسنے بتایا جو لٹکا ⁂ — گیا نہ زلف کا سودا ہزار سر پٹکا

وہ زلف لینے نہیں دیتی بوسہ ہاے ذقن — ذقن کو چھو نہیں سکتا بلا کا ہے کھٹکا ⁂

شب فراق میں بیتابیوں نے گنبد کی طرح — فلک پہ مجکو اوچھالا زمین پہ دے پٹکا

لپیٹ لیتا ہے اپنی کمر سے یار اکثر — ہوئی ہے زلف درازی سے شال کا پٹکا

ہماری خاک لحد پر جو کچھ ہوا وسواس — ہزار مرتبہ دامن کو یار نے جھٹکا

نہیں نکلتی ہے باہم شب جہاں کی شکل — ڈراونکوا بہونکا ہمیگا نون کا مجھے کھٹکا

پروئے جب گہر شب چراغ بالوں میں — تو جھاڑ نور کا گیسوے یار میں لٹکا

جلائینگے مرا دل سرد مہریاں تیری — کہ برف کھانیسے ہوتا ہے پیاس کا چٹکا

کبھی ملے نہ چورائے جو نقد دل کو وہ زلف — سحر ہی تلاش میں شب گرد شہر تک بھٹکا

پڑھا عمل جو پئے زلف بڑھ گیا سودا — مجھی پہ پیچ پڑا سینے جو کیا لٹکا

ہوا خراب میں اس شہسوار کے پیچھے — لگی نہ گرد قدم ہاتھ لاکھ سر پٹکا

یہی کیا کہ جو منہ سے نکل گیا اوسکے ⁂ — وہ طفل شوخ و حسین بادشاہ ہی ہٹکا

جمال یار کو دیکھوں نہ بیچ آب کبھی ⁂ — مقام رشک ہے آنکھوں سے دل کو ہی کھٹکا

رہی خلیل سے نفرت ہمیں تصنع سے
کیا نہ نظم کبھی قافیہ بناوٹ کا

آہ سے میں خستہ جگر اوڑ گیا — خس کی طرح پھونک سے پر اوڑ گیا

کبک کو تھا ناز بہت چال پر — یار کی ٹھوکر سے مگر اوڑ گیا

مٹ گئی کیا جلد بہار شباب — رنگ یہ کچا تھا مگر اوڑ گیا ⁂

وہ جو گئے باغ میں مثل نسیم — رشک سے رنگ گل تر اوڑ گیا

ہجر کی شب ہے نہین دیتا اذان
آج کہان مرغ سحر اوڑ گیا

پار ہوا دل سے وہ تیر نگاہ
تھا یہ ہدف آڑ مین پر اوڑ گیا

کر کے فغان سینے سے دل چل بسا
بولکے بلبل یہ کدھر اوڑ گیا

ہو گیا مشہور مرا راز عشق
خلق مین مانند خبر اوڑ گیا

خلق مین ٹھہرا نکولی گرم رو
سنگ سے نکلا تو شرر اوڑ گیا

ہجر مین دن رات ہی اندھیر ہے
طائر خورشید کدھر اوڑ گیا

کیا کہون وحشت مین کدھر کا ہی عزم
گرد بیابان ہون جدھر اوڑ گیا

دیگر

فراق یار کا غم وصل یار مین بھی تھا
خزان کی جور کا کھٹکا بہار مین بھی تھا

لپٹ گیا جو تمہین دیکھکر اکیلے مین
تمہین بتاؤ کہ مین اختیار مین بھی تھا

شباب ہی سے اسیطرح زرد و زار ہین ہم
خزان کا رنگ ہماری بہار مین بھی تھا

دیگر

آفت شباب مین وہ پریزاد ہو گیا
بانی ستم کا ظلم کی بنیاد ہو گیا

وہ طفل غم نصیب دبستان عشق ہون
بھولا مین آپکو جو سبق یاد ہو گیا

کچھ بھی ہوا غرور کی حس مین بھر گئی
مثل حباب دم مین وہ برباد ہو گیا

منہ نوچ نوچ کر شب فرقت مین جان دی
ناخن سے کار تیشۂ فرہاد ہو گیا

جوش جنون ہوا ہے مجھے عہد شباب مین
مین مثل گل بہار مین برباد ہو گیا

اشکو نمین صرف ہو گیا خون دل و جگر
یہ مال وقف حضرۂ اولاد ہو گیا

کچھ سوز غم سے دل کا کڑاپن نہ چل سکا
پانی بگھل بگھلکے یہ فولاد ہو گیا

تا دیر کر قفس میں ہا سرنگوں وہ ترک
خون اپنا بارِ گردنِ جلّاد ہو گیا

وہ عندلیبِ شاد ہوں کنجِ قفس میں میں
نالوں سے بارِ خاطرِ صیّاد ہو گیا

یاد آ گیا چمن میں جو قدِ بلندِ یار
تیرہ مری نگاہ میں شمشاد ہو گیا

مارا جو تو نے پھول کسی پر تو رشک سے
داغ اپنے دل میں ای ستم ایجاد ہو گیا

بھولے چمن کو لطف اسیری میں یہ ملا
دار السرور خانۂ صیّاد ہو گیا

بے صبر دل تباہ ہوا بحرِ عشق میں
لنگر نہ تھا جہاز یہ برباد ہو گیا

دل میں خیال ہے صفِ مژگانِ یار کا
یہ خانہ گنجِ نشترِ فصّاد ہو گیا

دیکھی کتابِ علمِ محبت جو اک نظر
افسانۂ حسن و عشق کا سب یاد ہو گیا

کٹتی نہیں ہیں مجرمِ الفت کی بیڑیاں
جو مر گیا وہ قید سے آزاد ہو گیا

تمکینِ ناز ہلنے دیتا نہیں اسے
بت حسن کے سبب سے پریزاد ہو گیا

نالاں کبھی خموش کبھی بے طپیاں کبھی
کیا بگولوں نوں دلِ ناشاد ہو گیا

دل کاروان سرا کی طرح روز ای خلیل
ویران سحر کو شام کو آباد ہو گیا

دل سے دور الفتِ ابرو کو بھلا کیا کرتا
ہم ہوں گوشت سے ناخن کو جدا کیا کرتا

گریہ و نالۂ دل نے مجھے مارا بہوت
دشمنی اور اثر آب و ہوا کیا کرتا

کفِ محبوب کو کیا مصر کا پنجہ کہتا
یدِ بیضا کو میں انگشت نما کیا کرتا

راستا کوچۂ گیسو کا نہ تھا کچھ ظلمات
رہبری یاں خضرِ راہ نما کیا کرتا

سنکے نالہ مرا کیونکر نہ وہ ہوتے بے چین
قادر انداز تھا میں تیر خطا کیا کرتا

قابلِ پیشکشِ یار نہ تھا دلِ شبِ وصل
آئنہ نذرِ سکندر میں بھلا کیا کرتا

ستم یار کا تھا وصل میں شکوہ بیجا
جان کا ڈر تھا بھلا کوسے گلا کیا کرتا

جھوٹی چاہت نہ جتاتی کبھی سچ تو یہ ہے
کوسنے والوں کی طرح مکر و دغا کیا کرتا

دیکھ کر یار کے ابرو کو پڑھا استغفار
غیر بخشش کی میں کعبے میں دعا کیا کرتا

جانتا ہوں بت شوخ کی ہے دید محال
خواہش جلوۂ دیدار خدا کیا کرتا

دل نہ عقبیٰ کی طرف سے سو دنیا پھیرا
جانب دہر رخ قبلہ نما کیا کرتا

ڈھونڈھتا کیا کمر یار ہٹا کر یہ یقین
جستجو بال کی شکوہ میں بھلا کیا کرتا

تھا مداوا مرض عشق کا آخر میں فضول
دق کی میں تپ سے کے درجے میں دوا کیا کرتا

مال و دولت کا تعلق سے سنوا ہیں سائل
مرد تھا خواہش اکسیر و طلا کیا کرتا

جب پیا دیکھ کے بھیجے ہے معشوق کو میں
بیوفائی کا میں دنیا سے گلا کیا کرتا

بزم میں یار سے گفتار نہ کیا اس ڈر سے
میں اور اٹھا کر یہ علم حشر بپا کیا کرتا

یار خاموش تھا کیا وصل میں کہتا میں خلیل
بند تھا باب اجابت میں دعا کیا کرتا

ساقی ہے گھٹا شیشہ اٹھا جام کو چھلکا
جاتا نہیں اس بزم میں کیا پاؤں ہی شل کا

ظلم آج جو کرتے ہو کھٹکا نہیں کل کا
کیا روز نہ آئیگا مکافات عمل کا

معمار ہی سمجھے وہ اگر اپنے محل کا
کیا خوش ہوں کہ عالم میں ہوا راج محل کا

اب ضبط کرونگا نہ خفا ہو جیسے مجھ پر
نالوں کی قسم لیجیے رونیکا پھلکا

کھٹکا ہے حسینوں ہی کو گلزار جہاں میں
گلچیں ہے عدو پھول کا دشمن نہیں پل کا

پھرتے ہو کدھر کا لٹا ہے نامہ بری میں
قاصد مرا گویا کہ روانہ ہے محل کا

کی ترک بت شوخ فرنگی سے ملاقات
ظلم اوٹھ نہ سکا مجھ سے نصاریٰ کے عمل کا

گلزار میں ہے یار کے آنکھوں میں بہاری
دستِ گلِ شاداب بنا پنجہ ہے اجل کا

کیا تجھسے کہوں اے شہِ خوبان دستمگر
سلطان سے کوئی ظلم کا لیتا ہے تپنچا کا

حسرت ہی رہی ساغرِ لبریز کی مجھکو
اوچھے کی طرح جام نہ ساقی کبھی چھلکا

دل سے نہ فغان کی نہ گرے آنکھ سے آنسو
خم میں نہ ابال آیا نہ ساغر کبھی چھلکا

ایذا سے شبِ ہجر سے دم توڑ رہا ہوں تو
آتی نہیں کیا ٹوٹ گیا یا دن اجل کا

محبوب ہے وحشیٔ چشم کو وحشت ہو سنکر
رام آہو سے شہری ہو یہ ہے لطف غزل کا

تصویر تری خامۂ قدرت نے جو کھینچی
دل ٹوٹ گیا دیکھ کے نقاشِ ازل کا

کیا نعمتِ دنیا کی حقیقت ہے حریصو
دیکھو کہ عسل تھوک ہے زنبورِ عسل کا

بھاتے ہیں مرے شعر او نہیں جنگ میں اکثر
ہوجاتا ہے حسن اور ہی گانے میں غزل کا

ہر چند کہ ہو جاوین بہم میرے مصاحب
دل صاف نہیں ہوتا ہے یارانِ دغل کا

کہہ دیتا ہے جو چھپتا ہے کہا ہمیں اوسکے
وہ شوخ بھی پارے کی طرح بیٹھکا ہلکا

نکلا تا ہے تو دل تڑپتا ہے محبوب میں بیٹھ جب
حافظ ہے خدا سینہ کا پہلو کا بغل کا

تو وہ ہے حسین مثل ترے اور نہ ہو گا
محبوب ہے تو تک کوئی سلطانِ ازل کا

حیرت زدہ ہو کر جو میں رویا سرِ محفل
کہنے لگے لو ساغرِ تصویر بھی چھلکا

ہے کہکے نکلجاتا ہے پہلو سے مرے یار
دل سے بھی ترے سنگ کے پتھر ہے بغل کا

کمسن ہے سوا لطف ہے معشوق جوانکن
ہوتا ہے مزا اور ہی کچے ہوئے پھل کا

یوں اپنے دمِ ہجر سے حال اپنا ہوا ہے
جسطرح کہ جاڑے میں برا حال ہو شل کا

کیا خوب غضب ہے تری لپٹی ہوئی کاکل
پیچ اسکا ہر اک پیچ ہے گیسو سے اجل کا

پڑھ چلکے خلیل اپنی غزل کو شعرا میں
صحبت میں سخن دانوں کے ہے لطف غزل کا

منہ نہ محشر مین بھی دکھلایئے گا ۔ بھیڑ مین اور بھی شرمایئے گا
میرے دل مین اگر آپ آیئے گا ۔ داغ کی طرح سے رہ جایئے گا
خطِ توام کے ورق ہین ہم تم ۔ چھوٹکر ہمسے بگڑ جایئے گا
مین گنہگار رہون میرے گھر مین ۔ رحمتِ حق کی طرح آیئے گا
یار نے آکے دمِ نزع کہا ۔ کیا ارادہ ہے کہان جایئے گا
کیا لکھون شورشِ دل کاغذ مین ۔ تاؤ کاکل کی طرح کھایئے گا
چھپ ہو ڈھونڈھ نکالونگا مین ۔ پاسے مردی سے تو ہاتھ آیئے گا
نہ بلانے سے تمھارے یہ کھلا ۔ موت کو بھیج کے بلوایئے گا
داغِ دل لیجیے عاشق کا قبول ۔ لیکے اس پھول کو پھل پایئے گا
عاشقِ جلوۂ رفتار ہون مین ۔ پاؤن پوجونگا جو ہاتھ آیئے گا
دید کی بھی ہوئی اب قطع امید ۔ سنتے ہین مثلِ صدا آیئے گا
صلح معلوم مگر لڑنے کو ۔ شاہِ ایران کی طرح آیئے گا
دل کو اس شرط پہ دیتا ہون نہین ۔ ہے یہ وحشی اسے بہلایئے گا
تو گرفتارِ محبت ہون مین ۔ میری وحشت سے نہ گھبرایئے گا
گر ترقی پہ یہی حسن رہا ۔ روز بہروپ نیا لایئے گا
اثرِ جذبِ محبت جو ہوا ۔ مین تو کیا آپ بھی گھبرایئے گا
ہاتھ باندھون بھی تو ٹھہرینگے نہ آپ ۔ نبض کی طرح چلے جایئے گا
نہ مزارِ شہدا پر چلیے ۔ شہر سنسان ہے گھبرایئے گا
صورتِ دزدِ حنا ہین بیکار ۔ آپ اگر ہاتھ بھی آ جایئے گا

دو گے بوسہ جو لب شیریں کا — قند محتاج کو کھلوا دیجئے گا

چال پر مر بیٹے نہ اوس بت کی خلیل
دو ٹکڑے ہو گی نہ بچا لیجئے گا

کیا بیان کروں اوسکی میں لطافت تن کا — ہے نشان گلائی پر موتیوں کی سمرن کا
پھر بہار آئی ہے پھر جنون کی شورش ہے — پھر ہوا گریبان سے دور رابطہ دامن کا
جسم پر جمی ہے خاک دور کسطرح کیجیے — یہاں حواس ہیں زائل کسکو ہوش ہے تن کا
نالہ کش ہوا ہے جب فصل گل میں میری ساتھ — بند کر دیا ہے دم میں نے مرغ گلشن کا
سیل اشک چشم سے نہیں آج کل ہے طوفان زا — اب خدا نگہبان ہے اپنے خانۂ تن کا
کسکو تاب ہے ایسی دیکھ لے تجھے عریان — نور کہتے ہیں جسکو سایہ ہے ترے تن کا
ہے بجا جو فانوس ہیں کہتے آستینوں کو — بازوؤں پہ ہے عالم صاف شمع روشن کا
جان لے غنیمت تو دید گلشن عالم — رابطہ دو روزہ ہے روح سے یہاں تن کا
آتش رخ دلبر کیوں نہ پھونکدے دل کو — برق کو جلانے میں پاس کب ہے خرمن کا
صنعت خدا میں عقل آدمی کی حیران ہے — حال کچھ نہیں کھلتا کیا طلسم ہے تن کا
زیر خاک بھی ہمکو کسیکی یاد مژگان ہے — رشک خار صحرا ہے سبزہ اپنے مدفن کا
شہر میں گریبان کی دھجیاں جنوں نے کیں — وقف خار صحرا ہے تار تار دامن کا
ہونگے عشق میں تیرے روز سیکڑوں مجنون — گر یہی رہا عالم یار تیرے جوبن کا

ہر کس و ناکس کو شاعری کا دعوی ہے
مرتبہ ہوا ہے یہ اسے خلیل اس فن کا

فرقت میں دل بھی ہمرہ تاب و توان گیا — یوسف کو ساتھ لیکے مرا کاروان گیا

جا کر لحد مین صورتِ بتِ دلستان گیا
مین گر کے اس تیر تنگ مین کیو کمان گیا

جس لالہ رو سے عشق کیا داغ دے گیا
تھی غذا لی مین جہان مہمان گیا ؎

آنکھون نے نورِ جسم سے جان دل نے صبر و تاب
کھو لیے گئے ہین جب سے وہ آرام جان گیا

کی پیروی جو شمس و قمر اوسکی راہ مین
سر سے کی مینے قطع مسافت جہان گیا

سچے قدر حسن حسن کی بازار دہر مین
یوسف ہوا عزیز جہان مین جہان گیا

الفت مین قتل تیغ کیا یا ہزار بار ؎
تو بھی گمان بد نہ ترا بدگمان گیا ؎

کیون ہو نہ زلف مین دلِ وحشی کو اضطراب
سر پھوڑتا ہے مرغ قفس مین جہان گیا

ٹوٹا بھی اس تو دل مین یا عشق زلف یار
در بھی کھلا تو گھر سے نہ باہر دھوان گیا

سو سو جتن کیے بھی گیا نہ رخِ یار کا خیال ؎
یہ چاند ساتھ ساتھ پھرا مین جہان گیا

گیسو کے بار بھی ہے شکنجے عذاب کا ؎
ہو کر تنگ مین کیا فشار دل اسمین جہان گیا

دل مین اوتر کے چین لیا دل کو یار نے
ہو کر نزول مفت ہمارا مکان گیا ؎

دل سے مٹا نہ داغ محبت ملال ہے
کیون خانۂ خلیل سے مہمان گیا

جوبن رہتا نہین کسی کا
یہ دھوپ بھی سایہ ہے پری کا

فرقت مین اجل کا سامنا ہے
یہ وقت ہے سخت بیکسی کا

سنیے مرے شعر گوش دل سے
ہندی مین مزا ہے فارسی کا

آزردہ ہوا وہ شمع رخسار ؎
کالا ہوا منہ جلی کٹی کا ؎ ؎

جب ہو گئے مقابل اوس دہن سے
پردہ کھل جائے گا کلی کا ؎

اوس غنچہ دہن نے منہ لگایا
کیا بخت ہے پھول کے کلی کا

جب بزم سے اوٹھ کے گیا ہی یار — قابو مین رہا نہ دل کسی کا

رسوا کرتا ہے عشق گیسو — سودا یہ کلنک کا ہے ٹیکا

دل ٹوٹے تو حال دل ہو معلوم — بو پھوٹے جو منہ کھلے کلی کا

تجھپر اے غیرت مسیحی — میری تو مزا ہے زندگی کا

ہے داغ سے آبرو سے عاشق — تمغا ہے یہ عشق و عاشقی کا

چاہت کی جو تلخیان اوٹھائے — پتا پانی ہو آدمی کا

ناسور کی زخم ابتدا ہے — انجام اچھا نہین ہنسی کا

کیا دولت دید یار لوٹے — دل آئنہ ہو جو آرسی کا

دیتا ہے خدا خلیل سبکو — ہے عرش پہ رزق آدمی کا

فقر مین شیفتہ دولت دنیا نہوا — مین وہ ہون مرد کہ محتاج طلا کا نہوا

فیض ممسک سبب عیش کسیکا نہوا — چرخ کا اہل زمین پر کبھی سایا نہوا

دل کا مطلب کہا کاتب اعمال ہے ساتھ — مین کبھی تنہا نہوا یار کبھی تنہا نہوا

وصف سنا لب شیرین کا بھی دہن خوکو — سخن تلخ کے مانند گوارا نہوا

کبھی یاقوت لب یار کا بوسہ نملا — اس گران سنگ کا ہمسے کبھی سودا نہوا

تابش رخ سے بھی آنکھ اوسکی کرنجی ہی رہی — کسی صورت سے ہرن دھوپ مین کالا نہوا

کیا کرون یارسے ہمسے مژہ کی تعریف — تیر آفاق مین اس توڑ کا پیدا نہوا

سامنے مہر کے کیا کم ہو صفائی رخ یار — دنکو بے نور چراغ ید بیضا نہوا

چاہیے داغ سے خالی دل عاشق نہ ہے — ڈر ہے چھن جائیگا جس تھان پہ ٹھپا نہوا

دلربائی ہوئین کم ہوتی ہے معشوقونکی / ملک گردون کو قناعت سے علاقا نہوا

دہن یار ہے تعویذ زبان بندی کا ؎ / جو گیا سامنے اوسکے کبھی گویا نہوا

نہ کھلا حال حریفان تنک مشرب کا / میکدون مین کبھی رندون کا پیالا نہوا

اوسنے بوسے کی طلب پہ نہ دیا جلد جواب / جھڑسے قفل دہن یار کبھی وا نہوا

ہجر مین سیر گلستان کو گیا مین جو خلیل / غنچۂ دل صفت قفل غلط وا نہوا

ناتوان ہون مین مجھے حشر کا ڈر کیا ہوگا / مور کا فوج سلیمان مین گذر کیا ہوگا

عشق گیسو نے بنایا ہے بلانوش مجھے / مین جو بچھیا گن بھی کھاؤن تو ضرر کیا ہوگا

کون واعظ کی سنے حور کا سودا ہے اوسے / خود فضیحت کی نصیحت مین اثر کیا ہوگا

طالع غنچۂ گل بخت زبون میرا ہے ؎ / میری مٹھی مین بھی آئے گا تو زر کیا ہوگا

دل صد چاک کو دیتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ / مجھکو گر جا ہوا دیتے ہو گھر کیا ہوگا

کیا گنہ ہے جو رخ صاف کی بوسے لونگا / آب آئینہ سے دامن مرا تر کیا ہوگا

یہ زبان پر ہے ترے سنفلون کی اے یار / خوب ترا شنگ لمت سے گھر گیا ہوگا ؎

نہ چھپے گی کبھی تابندگیے برق جمال / منہ چھپاتے ہو جو تم مثل گہر کیا ہوگا

باتین جو صاحب معراج سے پردے مین کرے / خلوت خاص مین ایسے کے گذر کیا ہوگا

تنگی قبر سے دم گھٹتا ہے اللہ بچائے / جسمین تنہا بھی رہتے تنگ وہ گھر کیا ہوگا

قصر تربت مین کو نہ دنیا مین بنالے غافل / عالم خواب مین سونے کا بھی گھر کیا ہوگا

دل مین کیا عاشق مفلس کا خیال اوسکو آئے / یہ سمجھتا ہے کہ نادار کا گھر کیا ہوگا

اسلیئے آنکھ مین آتا نہین اوس بت کا خیال / جسمین سیلاب ہے روز وہ گھر کیا ہوگا

عشق کے داغ سے خالی ہے جو دل شاخ خشک
شاخ جو سوکھ گئی اوس میں ثمر کیا ہوگا

پھیر لیتا ہے وہ بت جس سے نگاہ
حق تعالیٰ نے پھر اس بندے پہ نظر کیا ہوگا

اثر عشق نے ڈھائی ہے ادھر تو آفت
نہیں معلوم مجھے حال ادھر کیا ہوگا

چھپکے جاتا ہوں جو گھر یار کے دل کہتا ہے
وان نظر باز ہزاروں ہیں گذر کیا ہوگا

گھر وہ جائیگا شب وصل جو آخر ہوگی
دل دھڑکتا ہے کہ ہنگام سحر کیا ہوگا

منہ پہ چڑھتا ہے محبت یار کے خورشید فلک
سنگ کے آگے سر حرف سنگ اثر کیا ہوگا

جو کہتے ہو کہ تم مجھکو ہے محبت تم سے
دل میں رہزن کے کسی شخص کا گھر کیا ہوگا

یار سے محبوب الٰہی کا لقب آدم زاد
بڑھکے اور اس سے بھلا حسن تغیر کیا ہوگا

چشم خونریز سواد میں خدا کے ہوگی
ترک کو کوٹ میں لوہے کے خطر کیا ہوگا

ہاں اغیار سے کیا یار سے خائف ہوں میں
جو ڈرے حق سے کسی کا اسے ڈر کیا ہوگا

کیا ہوس ہو جو چاہ ذقن یار کی ہو
خشک لب چشمہ خورشید سے تر کیا ہوگا

حال دل اسے مرے یار کو آگاہی خوب
پیچ والے بھی ہونگے تو فر کیا ہوگا

یار سفاک اگر ہے تو نہیں خوف خلیل
دل ہی جب دیچکے تب جان کا ڈر کیا ہوگا

کوئی کیا ادھر سے ادھر لے گیا
نہ ٹوپی بھی اک تاجور لے گیا

مرے دل کو وہ بیخبر لے گیا
کہاں جاکے ڈھونڈوں کدھر لے گیا

عدم میں بھی داغ جگر لے گیا
وطن میں رفیق سفر لے گیا

ہوا تا دکھا کر وہ چین جبین
مرے خط کو جب نامہ بر لے گیا

جسے غم ہوا میں ہوا نگسار
بیتوں کی خاطر کمر لے گیا

خوشی تب ہے دل میں نہ صبر و قرار
کوئی لوٹ کر میرا گھر لے گیا ۃ

بڑا حاصل زندگانی یہ ہے
اگر نیکنامی بشر لے گیا

یہانتک حسینوں نے لوٹا مجھے
کوئی دل تو کوئی جگر لے گیا

سفول ہوا کے چھینی واعظ کا بین
یہ اندھا کسی راہ پر لے گیا ۃ

وہ ترکِ جفا جو ملا لی بھی آنکھ
دل و دین و جان و جگر لے گیا

ہوا جسکا قتل اوسکو پڑ نظر ۃ
اٹھا کر اوسے اپنے گھر لے گیا

شبِ غم میں دل پر قلق جب ہوا
خیال اوسکا آکر خبر لے گیا

حسینوں میں ہے وہ حسین سرفراز
جو نعلین پا عرش پر لے گیا

کیا وصف جب زلفِ پرپیچ کا ۃ
تو بل کی وہ مثل کمر لے گیا

برے وقت میں کام آیا وہی
جو حسنِ عمل یہ بشر لے گیا

جدائی ہوئی جیسے اندھا ہو خلق
وہ آنکھوں سے نورِ نظر لے گیا

ہوئی بحث خوبی تو سبقت خلیل
قمر سے وہ رشکِ قمر لے گیا ۃ

جمالِ یار کا عاشق قمر ہوا تو کیا
مزا ہے درد کا داغِ جگر ہوا تو کیا

بغیر یار نہ ہوگی گرہ کشائے دل
بہشت میں بھی جو اپنا گذر ہوا تو کیا

نہ تو نے کھائی ملایا نہ منہ سے منہ اے یار
ہر ایک لب ترا گلبرگِ تر ہوا تو کیا ۃ

ذقن کو چھونے کیتے ہیں ہاتھ عاشق کے
یہ سیب سیبِ ثمر قند اگر ہوا تو کیا ۃ

نہ منہ دکھائیگا محشر کو بھی وہ پردہ نشین
عبث عبث جو بہت شور و شر ہوا تو کیا ۃ

مرے حبیب کی شیدا ہے کائنات تمام
چکور عاشقِ روئے قمر ہوا تو کیا ۃ

خنجر ہوں تجھ سے دور کا نہ توڑ دل کو مرے ۔ کسی غریب کا ناحق خون ہوا تو کیا

کمر جو ہے تو ہمیں بھی دکھائیے اک دن ۔ نشان جسکا نہ ہو نامور ہوا تو کیا

تم آپ اسکی حقیقت کو سمجھ جاتے ہو ۔ تمہارے سامنے وصفِ کمر ہوا تو کیا

خلیل بعد فنا اپنی نعش کے اوپر ۔ سنے گا کون کوئی نوحہ گر ہوا تو کیا

صاعقہ تھا طور پر یا نور تھا ۔ جلوہ حسن بت مغرور تھا

شکوہ دوری تھا میرا ہی قصور ۔ میں نہ اوس سے وہ نہ مجھسے دور تھا

ناز سے کہتا ہے کیجیے قتل عام ۔ پہلے بھی شاہوں کا یہ دستور تھا

دل لٹا ناحق بتوں کے ظلم سے ۔ یہ بھی کیا ملک ابو المنصور تھا

سچ یہ ہے ہر ایک عالم میں خلیل ۔ یار تھا مختار میں مجبور تھا

زلف جاناں میں دل روشن رہا ۔ سانپ کے منہ میں بھی یہ ایمن رہا

جبتلک اوس شوخ پر جوبن رہا ۔ خلق کا مثلِ قضا دشمن رہا

خط بلا تھا جبتلک تھا حسن یار ۔ مور اس وادی کا فیل افگن رہا

کیسی تن پوشی جنوں میں مثل کوہ ۔ دور میرے پاس سے دامن رہا

روز پہلو میں غم عشق بتاں ۔ نفس سرکش کی طرح دشمن رہا

ہوں وہ دیوانہ جو کچھ لکھا کبھی ۔ چاک حرفوں کا مرے دامن رہا

پوچھتے کیا ہو بسر کی کس جگہ ۔ دل جلوں کا بھاڑ میں مسکن رہا

منہ نہ دیکھا وصل میں بھی یار کا ۔ ہاتھ اوٹھا منہ پر سے تو دامن رہا

[illegible] وفات روشن
شہر خاموشان مین بھی شیون رہا

حسن تھا وہ کہ بہارِ باغِ خلد
ایکسان ہر رنگ مین جوبن رہا

ہجرِ یوسف پیرِ کنعان کو ترا تو
اشتیاقِ بوے پیراہن رہا

تھا یہ جینا اوسکو مرنے سے سِوا
مثلِ اعمالِ زبون دشمن رہا

ہجر کی شب تا سحر مانند نے
لب پہ ہر دم مختلف شیون رہا

لکھ گیا جو وصفِ شمعِ روے یار
نام مثلِ انوری روشن رہا

جیتے جی ہر روز چشمِ یار مین
مین خیالِ صورتِ دشمن رہا

گریۂ سوزِ درون سے عمر بھر
دل پہ پھیلا ہاتھ مین دامن رہا

دل ہوا یا چشم یا عرشِ برین
تم رہے جس گھر مین وہ روشن رہا

جبتلک پیشِ نظر تھا روے یار
آنکھ کے مانند دل روشن رہا

تعزیت خانہ مرا دل تھا خلیل
گاہ ماتم اسمین گہہ شیون رہا

چین دم بھر نہ مجھے صورتِ بسمل آیا
آگیا منہ کو کلیجا جو کہین دل آیا

جلوۂ حسن سے روشن یہ ہوا گھر سارا
یار آیا تو مین سمجھا مہِ کامل آیا

جب ہوا شوقِ وصالِ بتِ خوش قد مجکو
باغ مین سرو و صنوبر کے گلے مل آیا

عشقبازی کی مصیبت کو نہ پوچھو ہمسے
پڑ گئے جان کے لالے جو کہین دل آیا

بخیہ کی مژۂ یار نے کاوش دل سے
آج ہر بار لہو اشکون کے شامل آیا

جب محبت کو جتاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
شان اللہ کی لو آپکا بھی دل آیا

دل نہ قابو مین رہا متصلِ پہلوے یار
ناو ڈوبی مری نزدیک جو ساحل آیا

عشق میں عقل کی جاتی ہیں بجھی آنکھیں
کچھ نہیں سوجھتا انسان کو جب دل آیا

کبھی چھپائے کسی کشتے کے لہو سے نہ چھٹے
منہ کسی دن نہ تری تیغ کا قاتل آیا

اوس سخی سے میں طلب کرتا ہوں حاجت اپنی
جسکے دروازے سے محروم نہ سائل آیا

عاشق اوس بت کے زنخدان کا جو بھر جاتا ہے
لوگ کہتے ہیں اسیر چہ بابل آیا

ہاتھ پورا نہ پڑا زخم لگائے اوچھے
قتل کرنا بھی نہ تجکو مرے قاتل آیا

صاحب الامر کو ظاہر کرے اللہ خلیل
دھوم ہو خلق میں دورِ شہِ عادل آیا

ہر شبِ وصل رہا تجھسے وہ پھولا پھولا
جب بہار آئی تو ایسا ہی شگوفہ پھولا
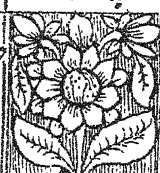
دیکھیے دیکھیے داغِ تنِ عاشق کی بہار
پوست پر جسم کے لالے کا یہ تختا پھولا

پھلیاں پڑ گئیں آنکھوں میں مرے رونے سے
خوب برسا جو مینہ ان تھالوں میں بیلا پھولا

میں وہ بلبل ہوں پھنسایا ہے مجھے جسدن سے
پیرہن میں نہیں صیاد سماتا پھولا

دیدنی ہے مرے تن پر گلِ داغِ سودا
دیکھیے کیا چمنِ نرگسِ شہلا پھولا

میں وہ بلبل ہوں مرا رنگ اوڑا وحشت سے
کوئی گل گلشنِ ہستی میں جو تازا پھولا

اوڑ گیا بادِ بہاری ترا دنیا سے اثر
ابکی ٹیسو بھی نہ جنگل میں کسی جا پھولا

دہنِ یار نے غنچہ کا جو دم بند کیا
پیٹ شیشے کی طرح باغ میں کیا کیا پھولا

کثرتِ داغ سے حیوان کی بھی ہتی نہیں قدر
عیب لگتا ہے تجھے پوست کا جو کیوڑا پھولا

چلتے چلتے کبھی دریا کی طرح سے نہ رکے
دم نہ قاتل تری شمشیرِ ستم کا پھولا
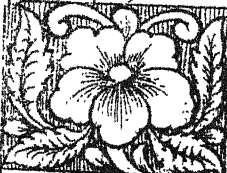
کیسی افسردہ بہار آئی تھی امسال خلیل
گل چمن میں نہ کہیں دشت میں لالا پھولا

دل گذرگاہِ خیالِ بتِ ترسا نکلا
کعبہ سمجھے تھے جسے ہم وہ کلیسا نکلا

اوسکے ماتھے پہ شبِ وصل جو ٹیکا دیکھا
ہو گیا مجھکو یقین صبح کا تارا نکلا

چھپا الٹا مجھے پر تیغِ عشق مین پیغامِ اجل
موت آئیگی جو طاؤن کا دانا نکلا

اپنے زندان سے نکلکر کوئی وحشی نہ پھرا
صورتِ نکہتِ گلزار جو نکلا نکلا

کیا عجب ہے جو مرے حال پہ رو بادہ صنم
کیا زمانے مین نہین کوہ سے دریا نکلا

دل نہ امید وفا پر دو حسینون کو خلیل
اس تجارت مین ہزارون کا دوالا نکلا

خود سے باہر ہون نشان دلربا ملجائیگا
جستجو ہے شرط کوئی رہنما ملجائیگا

تصفیہ کر دل کا تا پیدا ہو نورِ معرفت
دیکھنا اسی آئینہ مین وہ دلربا ملجائیگا

میرے قاتل سے نہ او بھپے کوئی میرے بعدِ قتل
صید کا صیاد سے کیا خون بہا ملجائیگا

سونگھ برگہائے گل مین بھی جو ڈھونڈیگا کوئی
مثلِ نکہت وہ بتِ رنگین ادا ملجائیگا

نکہتِ گل کی طرح سے پھاڑ کر کپڑے نکل
جسکا تو خواہان ہے وہ گلگون قبا ملجائیگا

داغِ دل کی گر ہوس ہے عشق کے کوچہ مین چل
ایکدن کوئی نکوئی مہ لقا ملجائیگا

فائدہ مہندی لگانیسے مجھے اے گلبدن
رنگ شست و پا مین یہ رنگِ حنا ملجائیگا

نفس ہا ہون مستعد ہو کیون مٹانے پر مرے
مین ہوا برباد تو صاحب کو کیا ملجائیگا

طالبِ مقصود اگر ہے اپنی ہستی کو مٹا
ہو گیا جسوقت خود گم مدعا ملجائیگا

کیا غضب ہوتے ہین لوگ اوسکے دہانِ تنگ پر
انکو اس چشمے سے کیا آبِ بقا ملجائیگا

پاکبازی کا ارادہ کرکے ہو گرمِ تلاش
مثلِ یوسف کے حسین پارسا ملجائیگا

کس طرح کوچۂ جانان کو چھوڑون واعظا بتا
زندگی مین باغِ جنت مجکو کیا ملجائیگا

آتشِ سوزِ محبت سے جو دل ہوگا کباب
نعمتِ کونین کا مجھکو مزا پھیکا ہوگا

کیوں نہ پیدا کرے ہو طوفان ہجر میں رو کر خلیل
خیر ہے کیا ڈوبنے سے آشنا مل جائیگا

دلبری کو جو کبھی وہ شہِ خوبان نکلا
غل ہوا ملکِ پرستانی کو سلیمان نکلا

قائلِ مصحفِ رو گیسوئے جانان نکلا
جانتے تھے جسے ہندو وہ مسلمان نکلا

دل ہوائی تھا شبِ ہجر میں سوزِ غم سے
نالہ نکلا جو دہن سے شررافشان نکلا

نامرادی سے محبت میں سروکار رہا
نہ تو حسرت کوئی نکلی نہ تو ارمان نکلا

جبتلک دل میں خیال اوسکا ہی میں جیتا ہوں
دم نکل جائیگا جب گھر سے یہ مہمان نکلا

کھب ہی سے تیرے دزدیدہ نگاہوں کی ادا
چور یہ زخم سے دل کے نہ مژگان نکلا

حشر کو اسکے ہیں مرغانِ شب اونیز گواہ
جس اذیت سے دم اپنا شبِ ہجران نکلا

اوسکا گھر بھی ہے مگر خلد کہ آدم کی طرح
جو کہ نکلا وہ مصیبت زدہ گریان نکلا

چارسو عالمِ اسباب میں عریان کی طرح
کوئی بھی مجھسا نہ دیوانہ عریان نکلا

جڑ رہا جذبے سے دل میں جو لگا ناوکِ یار
سیکڑوں سے بھی جو کھینچا تو نہ پیکان نکلا

سبزۂ عارضِ بینا اوس گل کے نمودار ہوا
خط لفافہ سے نہ باہر کسی عنوان نکلا

دلربائی کو ہوا خال تہِ زلف نمود
قتل کرنیکو مرے چین سے خاقان نکلا

دود بادرگی چشمۂ خورشید کی بھی گرد خلیل
کھائیے زہر خطِ عارضِ جانان نکلا

پیامِ وصل شبِ انتظار میں آیا
فرشتۂ رحمتِ حق کا مزار میں آیا

جو عندلیب کو دکھلائی شانِ حسن اوسنے
تو رنگ بنکے گلِ نوبہار میں آیا

رہا جو دل مین بھی تو بھی ہاتھ قابو مین
مثال روح نہ وہ اختیار مین آیا

حجاب سے مین چھپا مثلِ عاملِ معزول
عبث مین ہستیٔ ناپائدار مین آیا

ملی وصل کی لذت وصال بھی جو ہوا
حواس اوڑ گئے جب وہ کنار مین آیا

ہوا خطیرۂ ہستی مین قند سمجھا مین
عدم سے جو چمنِ روزگار مین آیا

علاج سوزِ جگر تھا فراق مین رونا
تپ اور تری جب پسینا بخار مین آیا

جلی مکان مین ہوا دخل شاہِ خوبان کا
خیالِ یار دلِ داغدار مین آیا

الٰہی خیر ہو خط صورتِ طلسم کشا
طلسمِ حسن گلِ روسے یار مین آیا

جو رام وہ بتِ گلگون ہوا تو جان بچے
سمندِ عمرِ رواں اختیار مین آیا

سمائی حسنِ رخِ یار آنکھ مین کیونکر
کہان حباب کے دریا کنار مین آیا

لپٹ گیا جو سرِ راہ دیکھکر اوسکو
خجل ہون کیا دلِ بے اختیار مین آیا

خلل ہوا جو سرِ مو کلامِ شاعر مین
سمجھلے دل مین کہ فرق اعتبار مین آیا

سنا جو نالۂ نے بھی تو مین بھی سمجھا
کہ دردمند کوئی کوسے یار مین آیا

نہ مجھسا بلبلِ شوریدہ سر ہوا پیدا
نہ مجھسا گل چمنِ روزگار مین آیا

زوالِ حسن سے رخ دورِ خط مین تھا محفوظ
ملی پناہ اوسے جو حصار مین آیا

ہوا نہ یان دلِ روشن مین دخل حرص و ہوا
یہ آفتاب نہ گرد و غبار مین آیا

گذر گیا وہ سلامت صراط پر سے خلیل
جو بیعتِ شہِ دلدل سوار مین آیا

دکھلائین شب تجھے صبح وصال ہمسے نہوگا
یہ اے بتِ کافر نجی ہمسے نہوگا

ہے کفر محبت مین حسینونکی شکایت
پھیرے خوبان کا گلا ہمسے نہوگا

آئی ہے گرے عاشق بیباک سے کر جائین
کہتی ہے وہ قتال ادا ہم سے نہ ہوگا ؎

اون گیسوون کے سر مین بھی کیا ہی ہے سودا
موذی کوئی دنیا مین سوا ہم سے نہ ہوگا

جاتا نہ خیالِ رخِ پرنور کا سودا
تل آنکھ کی پتلی کا جدا ہم سے نہ ہوگا

ترجیح عبث دیتے ہو فرہاد کو ہم پر ؎
سر پھوڑ کے مر جانا بھی کیا ہم سے نہ ہوگا

جو دل مین ہے اوس آئنہ رو سے نہ کہینگے
مطلب کسی صورت بھی ادا ہم سے نہ ہوگا

مجرم ہین گنہگار ہین شرمندہ ہین لیکن
منہ اوسکی طرف وقتِ دعا ہم سے نہ ہوگا

دل توڑ کے تجھ سے شیشۂ ناموس کو توڑین
او دشمنِ پیمان وفا ہم سے نہ ہوگا

جھوٹی نہ جتائینگے محبت کبھی او بے مہر
ہم عاشقِ صادق ہین ریا ہم سے نہ ہوگا

تعریف بتان کیجئے کیا حد سے زیادہ
کہدیجئے بندے کو خدا ہم سے نہ ہوگا

کہتے ہین جفائی سے جو کرتا ہون شکایت
ہان وصل کا وعدہ تو وفا ہم سے نہ ہوگا

شاعر ہین خلیل اپنا تخلص ہے جہان مین
عاشق ہون بتون پر یہ جدا ہم سے نہ ہوگا ؎

عشق مین خوش ہو وہ عدو میرے مگر کیونکر ہوا
آئینہ مین ہے نشان آہ کا دور کیونکر ہوا

کیا بتاؤن تمھین تجلی گاہ مین اوس شوخ کے
ہوش آئے کس طرح سے بیخبر کیونکر ہوا ؎

سنکر جو جھڑکی کے نالے ہی نے کیا مجکو تمام
دور سے اس تیرِ قاتل کا اثر کیونکر ہوا

غیر جرمِ عشق کچھ ثابت نہین ہوتا مجھے
میرا قاتل وہ بتِ بیداد گر کیونکر ہوا ؎

کیا کہون مین اے نگارِ گلبدن رنگین ادا
خشک مانندِ حنا خونِ جگر کیونکر ہوا ؎

عشقِ رخ مین کیون مجھے چشمِ سیہ یاد آگئی
سحر گلی مین لوحِ جادو کا اثر کیونکر ہوا ؎

تم تو کہتے ہو مجھے نام مکان سے تنگ ہے
دل مرا اب آپ صاحب کا گھر کیونکر ہوا ؎

دل پہ یا تشاید کسی رشکِ قمر کا اسے خلیل
یہ تو بتاؤ ہیں داغِ جگر کیونکر ہوا ؎

تل رخِ یار پہ چمکا ہے خوش اندامی کا
خط نہیں ہے یہ خطِ منشور ہے گلفامی کا

خوف رہتا ہے محبت میں جو بدنامی کا
نہیں سنتا ہے وہ پیغام بھی پیغامی کا ؎

زلف سے اپنے اوس شوخ کی کیونکر ڈرون
آہوے قلب کو پھندا ہے یہ بادامی کا

مونہ پہ اوس کے چڑھنا نہیں چھپنا اسے ماہ
داغ ہو جائے نہ ٹیکا کہیں بدنامی کا

جب کھینچے نقشِ قلم سے وہ گلِ سرخ بنے
دھیان نقاش کو ہو گر تری گلفامی کا

چشم سے یار کے مردم کشی ابرو سیکھا
یہ ہلال بھی ہے شاگرد اسی جامی کا

کثرتِ داغِ جنون سے میں ہوا ہون رسوا
مجکو ان پھولون نے محضر کیا بدنامی کا

خواب میں بھی نہ رخِ شاہدِ مقصد دیکھا
شور ہے محبت سے مبتلا ہو نہیں ناکامی کا

پیچ والونکے میں کہنے پہ عمل کرتا ہون
وحی ہے قول مجھے یار کے پیغامی کا

روز وہ خالِ تہِ زلف ستم کرتا ہے
کیا سبیل ہے مری ہمت اس شامی کا

جان ہی قیس نے فرہاد نے سر کو پھوڑا ؎
ہم قائل ہے اثرِ عشق میں ناکامی کا

بھاگتا کیون ہے مرے دل سے خیالِ رخِ یار
شغلِ میخانہ کے کیا گھر ہے یہ بدنامی کا ؎

غیر سے حالِ تلِ عشق میں کہنا ہے غضب
دخل منظور نہیں بیچ میں پیغامی کا ؎

نگہِ گرم سے رخسار کا رنگ اوڑتا ہے ؎
قطع اوس شوخ پہ جامہ ہے گلِ اندامی کا

جب چڑھی آنکھ نظر پر کوئی ہم یہ سمجھے
طوقِ گردن میں پڑا اور یہ بدنامی کا

دمِ گلگشت ہزارون کے فنا ہو گئے دم
خوب پھولا یہ شگوفہ تری گلفامی کا ؎

مانگ پر یار کے مائل نہوا یہ دل زنہار
پاؤن رکھ دیکھ کے کوچہ ہے یہ بدنامی کا

یار بھیجے جسے آنکھون پہ بٹھاؤن اوسکو
قرب اللہ کے نزدیک ہے پیغامی کا

چھیڑے ناصح نہ اوسے دیکھ کے گھر پر بیٹھے
جیکے دل مفت مین خلعت لیا بدنامی کا

نہ رہے گا ترا جوبن یہ ہمیشہ اے گل
عیب اس رنگ مین ناپختگی سے ہے خامی کا

ہوئیے سوا جو کرے قد کشی اوس سے تا حشر
سر شمشاد پہ طرّہ رہے بدنامی کا تو

بھاگتے ہین عبث اب عاشقِ بیتاب سے آپ
کیون لگا رکھی جو ڈر تھا انھین بدنامی کا

ساغر چشم سے کس مست کے ہے سرشار خلیل
ہے جو ہر شعر مین انداز سخن جامی کا

خوبرو باوفا نہین ملتا ؎
مال اس جنس کا نہین ملتا

زار ہون دلربا نہین ملتا
کاہ سے کہربا نہین ملتا

اِس لیے پوجتے ہین ہم بت کو
کافرون کو خدا نہین ملتا

مرضِ عشق مین کہان تسکین
صبر سا بہر دوا نہین ملتا

عام ہے خلق مین نا صافی
آئینہ بھی صفا نہین ملتا

کیون نہ مانگون براے وصل دعا
یار بے التجا نہین ملتا

کچھ پتہ جو بتا نہین سکتا
کس سے چھوٹا ہون کیا نہین ملتا

برق خاطف ہے یار ہرجائی
ڈھونڈھتا ہون پتا نہین ملتا

بیدلی سے جو کھائے عشق کا غم
کچھ بھی اوسکو مزا نہین ملتا

عشق مین باعث نزاع ہے رشک
یار سے آشنا نہین ملتا

جسنے پوچھا یہی جواب ملا
آدمی باوفا نہین ملتا

بوالہوس طالبِ وصال نہو
تجھسے دل یار کا نہین ملتا

کسی جگہ جلوہ گاہِ یار نہیں
ڈھونڈ کر تو بھی پتا اُسکا نہیں ملتا

اُسکے کوچے میں جائے کیا بوالہوس
کور کو راستا نہیں ملتا

ہے سراغِ نسیم بھی محال ذرا
نقشِ پائے صبا نہیں ملتا

اُسکے در پر جو بیٹھ رہتا ہے
شاہ سے وہ گدا نہیں ملتا

آسمان و زمیں شکنجہ ہے
چین اسمیں ذرا نہیں ملتا

جسکا عاشق ہوں تنگ دہان ہے وہ
اس سے مطلب سے پتا نہیں ملتا

رزق کیواسطے نہ در در پھر خلیل
بیٹھ رہنے سے کیا نہیں ملتا

خوب جچتا ہے مرے محبوب پہ زیبائی کا
قطع جامہ اسی دارا ہے دارائی کا

رنگ کیا چھپتا نہیں دیدۂ ہرجائی کا
کہیں پڑ جانا نہ پڑے آنکھوں کو بینائی کا

جل بھی جائیگا کہیں آتشِ فرقت کی گرمی
بل نکل جاتا ہے زنجیرِ شکیبائی کا

داغِ سودا سے نہیں جلد بدن کی داغی
پیرہن ہے یہ گلِ لالۂ صحرائی کا

عشق میں چاہیے عاشق کو کہ نہ آہ کرے
یہی جھنڈا تو محبت میں ہے رسوائی کا

ڈھونڈتا ہے وہ یکتا جسے سمجھے تجکو
دونوں عالم میں ہے شہرہ تری یکتائی کا

واسطے عشق و محبت میں ہے ہر اک بہلول
کام دیوانے بیان کرتے ہیں دانائی کا

معرفت کا ترے حق کس سے ادا ہوتا ہے
ما عرفناک مقولہ ہے شناسائی کا

خاک امید ہو نظر آئی نہیں حد ذرا
طول زلفِ شبِ غم کا ہے بینائی کا

دیکھکر تجکو نہ دیکھے کبھی حسنِ رخِ حور
دل نہ جنت میں لگے تیرے شناسائی کا

تیرا عاشق ہے اگر گل میں نہ ہم سیرِ چمن
گیسوئے سنبلِ تر سایہ ہے سودائی کا

بیٹھے انگشتہ بین لوگ جو ہم سے پناہ
رو دو دن سے ہے سودا شب تنہائی کا

رو بیت کیونکر یہ مسافر عدم کے اسباب
کہ قیامت ہے سفر عالم تنہائی کا

بند ہوتی ہی نہ گیا ہوں میں سحر بیان
مشکل ہے دعوی انہیں گویائی کا

ایک سے ایک سوا دشمن عاشق ہے خلیل
خلف الصدق ہے گیسو شب تنہائی کا

فصل گل آئی ہے دے ساقیٔ گلفام شراب
کیا قیامت کو بھلا آئیگی پھر کام شراب

عکس پڑتا ہے جو آنکھوں کا ترے ساغر میں
کرتی ہے پیدا اثر شیرۂ بادام شراب

پینا ہی سے ہے مجھ رند کی دو دور آئے
بھیک محتاجوں کو دے ساقیٔ گلفام شراب

رقص مستانہ کی دکھلاتا ہوں جو کیفیت
محتسب دیتا ہے مجھ رند کو انعام شراب

لڑکھڑاتے ہیں مرے پاؤں جو بدمستی میں
تھک کے زور سے لیتی ہے مجھے تھام شراب

مایۂ عیش و طرب کیجئے تو زیبا ہے اسے
دل سے کھوتی ہے غم گردش ایام شراب

خوش جمالوں کو مری جان حیا لازم ہے
تم کو پینا نہیں زیبا سحر و شام شراب

ہوگئی حسن رخ یار کی رونق دوچند
دست مشاطہ کا بھی کرنے لگی کام شراب

نظر میں آتا ہے زلف و رخ رنگیں کا خیال
مجھکو دکھلاتی ہے سیر شفق و شام شراب

ہو نہیں وہ رند مرے واسطے میخانے میں
توڑ کر شیشہ کو آتی ہے سوئے جام شراب

سکہ مجھ مست کا بیٹھا ہے یہ میخانوں میں
مغبچے سمجھے ہیں لیکے مرا نام شراب

مست ہوں ساقیٔ کوثر کی مئے الفت سے
میرا مذہب مرا مشرب مرا اسلام شراب

جام و مینا کے لیے لوٹتے ہیں غنچہ و گل
باغ میں پیتا ہے جسدم وہ گل اندام شراب

غم دل سے اوڑا دیتی ہے تاریکی کو
مشعل نور کا کرتی ہے یہاں کام شراب

ماہرو ہمسر کیا شمع سے ہمسر آفتاب و ماہتاب
یہ صفا سے ہیں کہ ذرّے کی آب و ماہتاب

ساق ساقی حور بازو کہکشاں سینہ فلک
دو نو ہیں پستان دلبر آفتاب و ماہتاب

عجب دیکھا ہے تجلی جمال یار کو
روز و شب پھرتے ہیں ششدر آفتاب و ماہتاب

کوئی چوگان کھیلتا ہے جس جگہ وہ برق حسن
آتے ہیں واں گیند بنکر آفتاب و ماہتاب

دیکھنا ہجر حرارت سے نہیں منعم کہیں تو
پارۂ دل قلندر آفتاب و ماہتاب

کہکشاں ہے مانگ تا سے خال ابرو ماہ نو
داغ ہیں چیچک کے منہ پر آفتاب و ماہتاب

میکشی میں جام سیم و زر کا طالب ہو جو یار
چرخ سے آویں زمیں پر آفتاب و ماہتاب

عکس پڑ جائے رخ روشن کا تیرے گر صنم
ہوویں آئینہ کے جوہر آفتاب و ماہتاب

آسماں ہے مصفا اے پری تیرا پلنگ
تیرے گل تکیہ ہیں اور بستر آفتاب و ماہتاب

نقش پا سے ہیں مشابہ تیرے اے آئینہ رو
رکھتے ہیں تخت سکندر آفتاب و ماہتاب

بادشاہ حسن ہے تو چاہیے تیرا صنم تو
آسماں ہو تخت افسر آفتاب و ماہتاب

جلوہ گر ہو جس جگہ برق جمال روئے یار
ہوں وہاں ذرّے سے کمتر آفتاب و ماہتاب

وصف لکھتا ہوں رخ روشن کا میرے بن گئے
خامہ سے نقطے ٹپک کر آفتاب و ماہتاب

آسمان حسن ہے تو چاند سورج کے عوض
چاہیے ہوں تیرے سر پر آفتاب و ماہتاب
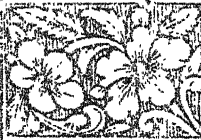
حسن ذاتی کو نہیں آرائش ظاہر خلیل
کب ہوئے محتاج زیور آفتاب و ماہتاب

صورت بسمل گیا ہے مرے دل کا اضطراب
روح بھی باقی نہیں جب تک تھا اضطراب

بحر سالک کو طریق عشق میں رہتا اضطراب
موج کی جا پر سبب کرتا ہے دریا اضطراب

ہاتھ میں رعشہ ہیں پاں ل لرزتے ہیں قدم
صورت خورشید تاباں ہے سراپا اضطراب

اُف نکل جاتی ہے منہ سے ضبط ہوتا ہی نہین
کھولدیتا ہے شبِ فرقت مین پردا اضطراب

پانچ چیزین رکھتی ہین زائل حواسِ خمسہ کو
دیدۂ تر تشنگیِ لب آہ و نالا اضطراب

گاہ ہون سیماب گہہ بسمل گئے قبلہ نما ؛
سیر ہی صورت کرتا ہے تغیر کیا کیا اضطراب

ریگ ہو جاتے ہین پتھر سر ٹپکنے سے مرے
کوہ کو دم بھر مین کر دیتا ہے صحرا اضطراب

ہو نہین وہ مضطر مصور کھینچتا ہے جب شبیہ
صورتِ تصویر سے ہوتا ہے پیدا اضطراب

عشق قیدِ یار مین دل اسقدر بیتاب ہے
کیا عجب گر لے اوڑے بالاے طوبے اضطراب

اوّلِ شب سے لپٹتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
مجکو خوش آتا نہین اتنا بھی بیجا اضطراب

شب یہ کہین بیتاب آنکھین انتظارِ یار مین
پتلیون کو صورتِ قبلہ نما تھا اضطراب

شوقِ دیدار مین دل اسقدر بیتاب ہے
طفل کو ہو جسطرح بہرِ تماشا اضطراب

جوششِ گریہ سے جالے کا عجب چشمون مین کیا
کف عیان ہوتا ہے جب کرتا ہے دریا اضطراب

ضبط کہتے ہین اسے بیتاب ہے دل در کنار
نبض مین بھی یان نہین ہوتا ہے پیدا اضطراب

دخل کیا ہے کر سکون افشا سے رازِ عشقِ یار
جان فی صدمون دکھی ہر چند ایذا اضطراب

ناتوانی سے حیات آب ہون اے بحرِ حسن
دم نکلجاتا ہے جب دیتا ہے ایذا اضطراب

روحِ بسمل کی طرح دم بھر مین اوڑجاتا ہو نہین
ہے پرِ پرواز میرے حق مین گویا اضطراب

زندگی مین دل سے بیتابی نجائیگی کبھی ؛
روح سے توام ہوا ہے میرا پیدا اضطراب

مژدہ صحرا دلا آپہونچی فصلِ گل قریب
روز دیتا ہے مجھے پیغام سودا اضطراب

یار جب ہوتا نہین پہلو مین مثلِ قرضخواہ ؛
نقدِ جان لینے کا کرتا ہے تقاضا اضطراب

دل کی چوری وحشتِ چشمِ سیہ سے کھلگئی
چور کو یہ ہے کہ کر دیتا ہے رسوا اضطراب

کیون نہ مضطر ہون نہ دل ہے بحرِ الفت مین تباہ
ڈوبے جسکی ناو اوسکو ہیگا زیبا اضطراب

اس کو خط اول کی بیتابی کو دیتا ہے اوڑا
آتے تم بھی ہو ہمرہ کے ہو جاتا ہے عنقا اضطراب

شوق کوے یار میں آوارہ رہتا ہے خلیل
واسطے کعبے کے ہے قبلہ نما کا اضطراب ؎

کیا تری بات کا دین یار جواب
دے گئی طاقتِ گفتار جواب ؎

جان لی نقلری سنے میری
اب نہیں اب نہیں ڈر کار جواب

بولتا ہی نہیں وہ بت ورنہ
دیتے ہیں بات کا کُسار جواب

بوسہ مانگون تو یہ کہتا ہے وہ ترک
سخنِ بد کا ہے تلوار جواب ؎

دخل کیا نالۂ رنگین کا مرے
دے سکے بلبلِ گلزار جواب

گالیان دیکے وہ کہتا ہی خموش
مُنہ سے نکلے نہ خبردار جواب

کیا لکھون خط او سے ہر اک خط کا
قلم انداز ہے ہر بار جواب ؎

گور بھنکوائی امیدِ خط نے
اب جو آیا تو ہے بیکار جواب

شعلہ رو یار کا خط آئے تو
ہم بھی لکھیں گے دھوان دھار جواب

خطِ تقدیر کا شکوہ ہے عبث
اس نوشتے کا ہے بیکار جواب

سخت گوئی پہ جو آئے وہ خلیل
دین نہ سنگر کبھی کہسار جواب ؎

بے خبر مجھ سے ہے وہ آفت جان آجکی رات
سو رہا اسے اثرِ آہ کہان آجکی رات

کوئی اگر شب غم مین نہین ہوتا ہے شریک
اوڑ گئے میرے ہوا خواہ کہان آجکی رات

کہا سنے پتے کو سمجھتا ہون جدائی مین حرام
میرے نزدیک ہے روزِ رمضان آجکی رات

خواب ہے سامانِ وصال اسکے گرد دن
مین کہان یار کہان اور کہان آجکی رات

سمجھینگے ہجر اوٹھاتے نہنگے جو تم جاؤ گے / آہ کلی بھاناک کی کھینچینگے کہان آجکی رات

عشق سے بھاندی ہے اگر دل مین مرے دھڑکن ہے / کچھ نہ کچھ اونکو بھی ہوگا خفقان آجکی رات

ہو دیگا شہر خموشان کی طرح سے سنسان تو / گھر ترے جانے سے یہ سرتاج زمان آجکی رات

یار سے پھوٹین ہے اندیشۂ ظلمت کیسا تو / مجکو ہے زلف سیہ ہجر پریشان آجکی رات

کس کشاکش مین پڑا ہون نہ غم تنہائی سے / آ رہے ہے سر پہ سر کے گلستان آجکی رات

شام سے روز شب غم مین رہا ہے یہ خلیل
اونکو بھی میری طرح ہو خفقان آجکی رات
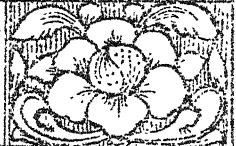
سیر ہو کی جو کرے ترک غذا پائے بہت / تصفیہ قلب کا ہوتا ہے جو کم کھائے بہت

منفعل دل مین ہو محبوب ہو شرمائے بہت / ترک اولی بھی ہو آدم سے تو پچھتائے بہت

اے صنم طول شب غم سے ہوئی جب الجھن / لٹ لٹ کے تری گیسو ہمین یاد آئے بہت

داغ سودا مرے دیکھے تو اونہین رحم آیا / کھوٹے پیسے بھی برے وقت مین کام آئے بہت

اونکی نظرون سے گرا مانگ کے بوسے ہر روز / آبرو رہ گئی کم ہاتھ جو پھیلائے بہت

فرط عصیان سے صفا کیون نہ ہو دل کی زائل / چاند چھپتا ہے جس وقت گھٹا چھائے بہت

سرکشی کثرت نعمت سے کرین کیون نہ حریص / نفس سرکش ہو انسان جو غذا کھائے بہت

حرص نعمت کی بہت کرتی ہے انسان کو خراب / پھوٹ جائے بدن اکسیر جو کھا جائے بہت

اور بیمار ہوئے یار کے گھر جانے سے / ہم شفاخانے سے بھی روگ لگا لائے بہت

بزم سے یار نے یہ کہکے نکالا مجکو / اٹھئے گھر جائیے ہم لیجئے ستائے بہت

مے بے غش جو ملی دور کی سوجھی مجکو / صاف عینک سے تو انسان کو نظر آئے بہت

اینٹھے گیسوئے پر خم کو نہ اتنا اے یار / ٹوٹ بھی جاتی ہے زنجیر جو بل کھائے بہت

اپنی غفلت پہ ارادہ ہے کہ سر کو پھوڑون
قصد کھاتے ہین ہاتھ ملنے کی جو تشدید آئی بہت

مضطرب کیون نہو چاہِ ذقنِ یار مین دل
ہاتھ جو پیاسا رہے آب مین گھبرائے بہت

رنج ہو جانے کا تکرار سے پرہیز کرو
کرتی ہے کار سنان بات جو بڑھ جائے بہت
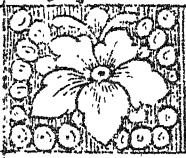
قبر مین ایک نے پوچھی نہ مری بات خلیل
نام کو شہر خموشان مین تھے ہمسائے بہت

اپنی تاثیر الٰہی نہ دکھائے غربت
مثل یوسف نہ عزیزون سے چھڑائے غربت
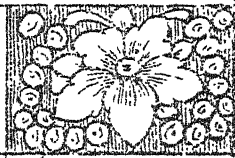
چھٹکے یاران وطن سے یہ دعا کرتا ہون
کسی بندے کو نہ اللہ دکھائے غربت

خار خارِ غمِ یاران وطن کیا کم ہے
ہم غریبون کو نہ کانٹون پہ پھرائے غربت

رخصت اے اہلِ وطن فصلِ بہار آپہونچی
کھینچتی ہے مجھے صحرا کو ہوائے غربت

داغِ یارانِ وطن دل مین ابھی باقی ہے
ڈر یہ ہے اور کوئی گل نہ کھلائے غربت

ہون وہ دیوانہ کا کل اوسے کاکل سمجھون
شام غربت بھی اگر مجکو دکھائے غربت

کب تلک جوشِ جنون سے ہین پھرون آوارہ
اب تو صحرا کا بگولا نہ بنائے غربت

عاشقِ سبزۂ خط ہون مجھے صحرا ہے پسند
کیا مفر خضر کو ہو آب ہوائے غربت

اللہ اللہ اے شاہِ غریب الغربا
ہم غریبون کو نہ غربت مین ستائے غربت

وحشتِ غربت مین نہین میری طرح کوئی غریب
ہے یقین بعد مرے خاک اڑائے غربت

جان فرہاد کی لی قیس کو مارا بیوت
زلفِ خوبان جفا جو ہے جفائے غربت

یہ سمجھتا تو نہ زنہار عدم سے آتا
دشمنِ جان مسافر ہے جفائے غربت

ستمِ اہلِ وطن جسنے اوٹھائے اوسکو
راحتِ گلشن جنت ہے جفائے غربت

کیون نہ ہستی مین بشر منتظرِ مرگ رہے
دار پر رہتے ہین مہمان سرائے غربت

پہنچے غربت کو نہ آوارۂ وطن سے پوچھے
ہوش اڑ جاتے ہیں آسمان کی ہوائے غربت

بیکسی ظاہر ہے یہ ہستی میں عدم سے آکر
جان سے رنگ اڑاتا ہے ہوائے غربت ؎

صورت بیکس نظر روز سفر رہتا ہے
خلق خالق نے کیا مجھکو برائے غربت

سر ٹپکتا ہوا مانند بگولوں کے پھرے
کوہ کو بھی اثر اپنا جو دکھائے غربت

کشتی گردش میں ڈوبی کیوں نہ بھنور کیا پانو
شکوہ ہوتا ہے سوا خوف بلائے غربت

پیچ کرتی ہے بہت شام غریبی مجھسے ؎
بل کی لیتی ہے مسافر سے بلائے غربت

دائم السیر ہے ایذائے سفر سے محفوظ
آب دریا کو نہیں خوف جفائے غربت

پھر کے لاکھوں ہی مسافر وطن تک پہونچے
ٹھگ سے کچھ کم نہیں دنیا میں بلائے غربت

زرد ہے رنگ رخ مہر کا باعث ہے سفر
دائم السیر ہیں پامال جفائے غربت

چاہیے بے وطنی رہبر کامل کو خلیل
اسلیے خضر ہیں مہمان سرائے غربت

ترے اپنے گھر جو گئے صبح کو قمر کی طرح
سفید رنگ مرا ہو گیا سحر کی طرح ؎

بتوں کا داغ نہ ہو اللہ رے قمر کی طرح
بجھے چراغ ہیں بس مفلسوں کے گھر کی طرح

ترا نظارہ کروں کیا کہ پردۂ غفلت
پڑا ہے آنکھ پہ اپنی ترے در کی طرح

کشش ہے عشق کی گھبرا کے یار کہتا ہے
کٹے یہ رشتہ کہیں عاشقوں کے سر کی طرح

جب اونسے کہتا ہوں انکو ملال ہوتا ہے
وہ حال سنتے ہیں میرا بری خبر کی طرح

ہمیشہ جا کے پھر آتی ہے آہ بے تاثیر ؎
در قبول سے مایوس نامہ بر کی طرح

ناخون اپنا دکھاتے ہیں جب وہ عاشق کو
تو اپنے قول سے پھر جاتے ہیں نظر کی طرح

تلاش یار میں گھر سے جو میں نکلتا ہوں
قدم کو رکھتا ہوں منزل بمنزل نظر کی طرح

ہوائے شوق جو مجھ ناتوان کو قوت دے
جہان کا قصد کرون بجائے اڑون نظر کی طرح

مدام باغِ دیدار روئے یار رہا ؛
نقاب یار کا کالا ہو منہ سپر کی طرح

نہ اڑ سکے گا کبھی بارِ ناز بیجا کا
ہماری طبع ہے نازک تری کمر کی طرح

وہ تنگ باغ جو گلشن مین سب بے نقاب ہوا
گلون کا رنگ اڑا بلبلون کے پر کی طرح

شراب ترک ہو گی کیا کرین عدا اعتنا
کسی کی بھی سنون گا مین گوش کر کی طرح

خیال یار جو آئے تو کون مانع ہے
کھلے ہین دیدۂ حیران سحی کے در کی طرح

بغل مین بیٹھیے دل کی طرح سے ہر جا
مین پاؤن پڑتا ہون اٹھیے نہ درد سر کی طرح

دلائے ساقی کوثر سے دل لبالب ہے
شراب نور ہے اس جام مین قمر کی طرح

شراب پی کے جو ہے خواہش کباب اے ترک
شکار کر دل عاشق کو سیخ پر کی طرح

سوائے ذات خدا کس سے کیجیے تشبیہ
لطیف شے نہین کوئی تیرے کمر کی طرح

تمام عمر کٹی حسرت شہادت مین
گلشن بروش ہار روز مین سحر کی طرح ؛

خلیل ہر جہان مین صفا کی دولت سے
گرہ مین رکھتے مین خشک ابرو گہر کی طرح ؛

عدم کی فکر مین رہتا ہون ابر تر کی طرح
خیال ہے مجھے منزل کا نامہ بر کی طرح

بشر تو خیر فرشتہ بھی ہو اگر معشوق ؛
فساد سے نہین خالی کلام شر کی طرح

بلا سے بڑھ ہے درازی تمہاری زلفون کی
ہر ایک بال رسا ہے خطِ نظر کی طرح ؛

پیام صلح پہ بھی مجھ سے جنگ کرتے ہین
ملاپ و رنجش نہ ہوگا خیر و شر کی طرح

جو دست و پا مین ہے جنبش تعقیف بخشی کرے
نہ ہاتھ پاؤن ہلا نخل بے ثمر کی طرح ؛

شبیہ وحشت تار کرن ہی کی جب کھینچی
اڑا دی مو سے نقاش نے کمر کی طرح ؛

تمہارے قد سے کوئی بے سواد دے تشبیہ — کہ شکل الف کی ہے سیدھی جیسے شجر کی طرح

کمال رکھتا ہوں گیا غم شکستہ حالی سے — کہ آبرو ہے بیان جزو تن گہر کی طرح

وبال جان ہوئی حرص ترتیب دنیا — ہوا نے مجکو فنا کر دیا شرر کی طرح

سیاہ بختے عاشق دکھائے گر تاثیر — قمر تو سے کی طرح مہر ہو سپر کی طرح

گرہ ایسی ہے باریک جب جیو اپنے — لپٹ کے رہ گئی مٹھی مین جیسے پر کی طرح

شب فراق مین پہنچے غم کے دل میرا — مسک کے رہ گیا جیسے گہر کی طرح

جلے یہ نجم محبت سینہ کی صورت — ہے جو آب مین بھی دانہ گہر کی طرح

کمال عشق جو افتادگی کی دو ترغیب — پڑے جہان مین پاؤن نہ قاتل بکھون سر کی طرح

تمام ہو گئے گھس گھس کے ناخن تدبیر — کھلی نہ دل کی گرہ عقدۂ گہر کی طرح

اسکو بھیجیے اظہار درد غم کرتا — لگاوٹ آلی جو دل کو پیامبر کی طرح

جو راز عشق کو منظور اپنی شہرت ہو — بغیر پر پیا اوڑے خلق مین خبر کی طرح

عوامس پڑتے ہین اوڑتا ہوا جب آتا ہے — خدنگ جو ترا مرغ نامہ بر کی طرح

یہ آرزو ہے ہمارے خدنگ یار آئے — کبھی کبھی تو ادھر بیکپیش خبر کی طرح

خیال اوس صنم خوشجمال کا ہر دم — دلون مین رکھتے ہین نہ اپنے خدا کے ڈر کی طرح

ہوں عشق سے پیری مین بڑھ گئی غفلت — سحر کو ہوش اوڑے ہاتم السحر کی طرح

ہوا تعرف تاثیر عشق زلف الیا — کہ دل تمام سیہ ہو گیا جگر کی طرح

فراق یار نے ایسا کیا ہے خشک خلیل
بدن کو روح گران ہے لباس کی طرح

ہے چشم مست یار سفید و سیاہ و سرخ — دکھلاتے ہین بہار سفید و سیاہ و سرخ

نیرنگیان ہین ہر قدر در نقش سخن مین — پیوند ہین ہزار سفید و سیاہ و سرخ ؎
ہر سمت ہین رنگ رنگ کا جلوہ نظر پڑا — ہین سنگ کوہسار سفید و سیاہ و سرخ
ہوتے ہین سیار لعل و گہر زلف یار مین — مینے کا جیسے کار سفید و سیاہ و سرخ
سمجھا نہین کوئی چمنستان دہر مین ؎ — یون گل ہین بیشمار سفید و سیاہ و سرخ
ہوتا ہے چرخ گشتہ نیرنگ عشق کا ؎ — ہر ذرّۂ غبار سفید و سیاہ و سرخ ؎
ہوتا ہے رنگ ہر اک حربا کی طرح سے — ہنگام انتظار سفید و سیاہ و سرخ ؎
نیرنگ عشق سے ہین مرے داغ مختلف — اوڑھے ہون جامہ دار سفید و سیاہ و سرخ
دندان و زلف و لب کی جو رشتے نہین پائے — ہین آنسوؤن کے تار سفید و سیاہ و سرخ
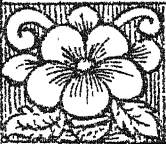
نیرنگ عشق حسن سے ہین داغ اے خلیل
مانند لالہ زار سفید و سیاہ و سرخ ؎
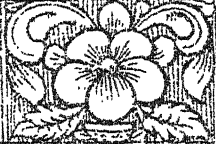
مہربان گر ہو نہ میرے نالہ و فریاد پر ؎ — آہ دل بجلی گرا دون خانۂ صیاد پر ؎
شیفتہ ہین سرو قمری اوس ستم ایجاد پر — قد سے اوسکے ہے قیامت بندۂ آزاد پر ؎
غم ہوا اوس بت کو حال عاشق ناشاد پر — دل کڑھا شیرین کا آخر محنت فرہاد پر ؎
صورت پرکار زور ناتوانی سے ہین پاؤن — اپنا چلنا منحصر ہے غیر کی امداد پر ؎
یہ ملی کنج قفس سے لذت دل بستگی — چھٹکے بھی پھرتا ہون اڑتا خانۂ صیاد پر
دیکھنیکو تیرے آتا اوڑکے اے بالا بلند — مثل قمری باغ مین رکھتا اگر شمشاد پر ؎
کوئے وا ماندہ کی خاطر ہے سر گرم فغان — اے جرس ہے تابے دل اکھڑے تری فریاد پر
دیکھکر کہتے ہین مردم زلف و قد یار کو ؎ — سنبل باغ جنان کیونکر اوگا شمشاد پر ؎
سرو کی عریانتی سے ہمکو یہ ثابت ہوا — قطع عریانی کا جامہ ہے تن آزاد پر

ہے جو شوق تو بجا ہوتا ہے رندانہ مزاج
خوگر کافر مجھے رکھتی ہے نہ دیندار بہار

آیا کرے پھولونکو وہ رشک گلستان لیکر
گل رخسار کے جسکی ہو خریدار بہار تو

ترے چمن میں پھول کھلیں رنج خزان اُٹھا ہو
وہ بھی دن ہو کہ دکھائے کہیں بیدار بہار

گل شگفتہ ہوے اپنا نہ کھلا غنچۂ دل تو
کیا ہیں ہم تیری دنیا میں گنہگار بہار

سرخ ہوا جو چمن میں مجھے ہنستے دیکھا
اپنے پیراہن گلگون کو ہے بیزار بہار تو

صورت کیسہ ہے ہر غنچہ لبالب زر سے
کرے نقد گل کی ہے گلشن میں خریدار بہار

زرد ہو جا جو یہ دیکھے تجھے اے غیرت گل
باغ میں صورت رنگ رخ بیمار بہار تو

ملکے مہندی جو چلے یار گلستان میں خلیل
خاک پا لیکے کرے غازۂ رخسار بہار تو

صفائی ہوئے روشن سے تمہارے آئینۂ دل پر
نہ غل کو رشک ہے خال بت زنجیرہ شمائل پر

یقین شوق شہادت میں ہے بیتابی دل پر
گرا گئی سر غرور رکھو اگے گردن تیغ قاتل پر

غنی کا قرب بھی بے مایہ کو برباد کرتا ہے تو
ہمیشہ خاک اڑتی رہتی ہے دریا کے ساحل پر

نکلسکتا نہیں ہوں الفت زنجیر گیسو سے
بلا کا جال اے صیاد مارا طائر دل پر

فریب حسن آنکھیں پتلیوں کی بند کرتا ہے
نہیں پردے کی حاجت شکل لیلی مجکو محمل پر

کیا ہے ذبح گر مجکو تو دو آنسو بھی رو قاتل تو
چھڑکتے بیشتر پانی ہیں مرغ نیم بسمل پر تو

زبان روش ہو مدت سے سر شوق شہادت تیز
پھڑکتی ہے رگ جان بوسۂ شمشیر قاتل پر

نہ سمجھا میں کیا سمجھے محبت عیار سے خاطر
خدا ہی جانے کیا غفلت کا پردہ پڑ گیا دل پر

وہ نقد دل کی خاطر اس طرح سے تنگ کرتا ہے
تقاضا جسطرح ہوتا ہے باقیدار عامل پر تو

غنی کم مایہ کو دیتے نہیں جا اپنے پہلو میں
خس و خاشاک کو دریا بہا دیتا ہے ساحل پر

بنالی ہے شہیدانِ وفا کی خاک سے شاید
شفق رہتی ہے پھولی تیری دیوار کی گل پر

نہیں گھٹتا عدم کی راہ میں ہموار ہے ایسی
پہونچ جاتے ہیں دم میں بیٹھ اغر کی منزل پر

تری شمشیر ابرو سے شہادت کی تمنا ہے تو
مبارک زخم ہو اسکے جگر پر سینہ پر دل پر

لگا کر تیغ جو اوسنے نقاب اولٹا تماشے کو
گری بجلی فروغِ نورِ حسنِ رخ سے بسمل پر

خوشی سے سر کے بل میں بہرِ استقبال جاؤنگا
سفر کا یار کا قاصد ہے جب دو چار منزل پر

نہیں قابو میں ہے تیرے دست و پا آفت رسیدہ کے
اوڑا جاتا نہیں ہرچند کہ ہے مرغِ بسمل پر

سوال بوسہ کرتا ہوں میں آزردہ نہو مجھسے
خفا ہوتا ہے کیوں صاحب [illegible] سائل پر

ارادہ ہے گلے سے تیغِ قاتل کو لگا لیجے
[illegible]

ارادہ ہے خلیل اللہ سے فریاد [illegible] کو
ستم دستِ بتان سے ہے [illegible] کعبۂ دل پر

یہ ہجرِ یار میں ہے حسرتِ لقاے سحر
کہ رات بھر [illegible] کرتا رہا ہوں دعاے سحر

شبِ وصال میں سینہ سے پار ہوتے ہیں
خدنگ نالۂ مرغانِ خوشنواے سحر

شباب تک ہے صفا حسن کی گھمنڈ نکر
جہان میں ہے نفسِ چند ہی بقاے سحر

فراق میں رخِ روشن کا ذکر لازم ہے
کہ پھٹتے ہیں [illegible] بشر نماے سحر

شگفتہ کیوں نہو پیری میں آہ سرد سے دل
کلیدِ قفل ہے ہر غنچہ کو ہواے سحر

کیا مقابلہ اوس مہر شعلہ رو سے اگر
اوڑے گی صورت کا نور جیسے صفاے سحر

مجھے سوادِ شبِ ہجر کر چکا تھا کور
بیاضِ دیدۂ دل ہوگئی ضیاے سحر

مقابلہ نہ سمن زار اوسکے منہ سے کرے
حضور پیر تو خورشید کیا صفاے سحر

رہے نہان نہ کبھی داغِ عشق پیری میں
چھپے نہ ہر تہِ دامنِ قباے سحر

شبِ وصال میں دردِ اپنا ہو وے اقدح
شبِ فراق میں شغل اپنا ہے دعائے سحر

زمانہ اہلِ صفا کا قلیل ہوتا ہے
زیادہ رات کی مدت ہے کم بقا سے سحر

دیگر

نہیں ہے پرتوِ دندانِ یار سینہ پر
پڑی ہے ہیکل دُرِ آبدار سینہ پر

صفائی حسن سے بال آئینہ میں دکھلایا
پڑا جو ٹوٹ کے گیسو کا تار سینہ پر

بہ رنگ قبلہ نما آہوئے حرم تڑپیں
تفنگ رکھیے جو بہرِ شکار سینہ پر

دکھاتا ہے مجھے نوکِ سنان کی سرکشیاں
کچون کا اسے بہت کم ہے ابھار سینہ پر

ہجوم جو پڑتا ہے ہر بار عکس عارض و زلف
ہوا ہے مجمع لیل و نہار سینہ پر

کسی طرح بتِ گلرو نہیں قرار مجھے
دھرا ہے صبر کا پتھر ہزار سینہ پر

شبِ فراق میں ہمنے جو سینہ کوبی کی
بہ رنگ ماہ ہے داغ آشکار سینہ پر

خراش پنجۂ غم کی نہیں کبھی جاتی
ہمیشہ رہتا ہے یہ پشتخار سینہ پر

ترے تفنگ کے چھروں کا ہوں بہت مشتاق
شکارگاہ بناؤں گا یار سینہ پر

چھپاؤ زلف سے چہرہ تم اپنے محرم کی
تفنگ وحش پہ ہے اور شکار سینہ پر

نہیں خطر ہمیں تیغِ جفائے گردون سے
سپر ہے داغِ غمِ عشق یار سینہ پر

تمہاری زلف کا جاتا نہیں ہے دل سے خیال
بلا یہ رہتی ہے ہر دم سوار سینہ پر

نظارۂ سرِ پستان عجب تماشا ہے
کلی انار کی اوپر انار سینہ پر

رقیب ایک کا ہے دوسرا ترا زیور
الجھتا ہے تری ہیکل کا ہار سینہ پر

نشان ہاتھ کا بنجائے پنجۂ مرجان
دھرے جو ہاتھ کو وہ گلعذار سینہ پر

لٹا نہ رشک سے چھاتی پہ سانپ عاشق کے
نچھو گیسوے پیچان کو یار سینہ پر

تو وہ کافر ہے کہ ہر دم ہے ترے ہاتھون سے
دیر مین سنکھ درِ کعبہ مین نالان زنجیر

اے پری ہین بچتے نہ جو انکے مرنے سے خراب
ہتکڑی طوق رسن خانۂ زندان زنجیر

جوشِ وحشت ہی لگاتے ہے جھڑی اشکون کی
سانپ پانی کا ہوا دیدۂ گریان زنجیر

چھوڑ کر زلف کے تنکے ہزارون پہ ستم
عدل کیواسطے لٹکاتے ہین سلطان زنجیر

اے جنون یہ بھی ہے پُر درد مگر صورت نے
کہ ہر اک بند سے رہتی ہے جو نالان زنجیر

پیرہن ہے تنِ موذی کے لیے دامِ بلا
کیچلی سانپ کو ہے خانۂ زندان زنجیر

لیچل وحشتِ خطرناک مین آجوشِ جنون
کہ جہان ہو نہ کبھی خوف سے نالان زنجیر

مین وہ دیوانہ ہون کش ہون بہار آئے اگر
سیکڑون سے مین توڑ دون سرِ میدان زنجیر

نیند آئے مجھے زندانِ بلا مین کیونکر
طفلِ بدخو کی طرح رہتی ہے نالان زنجیر

مرنے کے ساتھ ہے سامان گرفتاریِ دل
آہنی جال ہے خطِ کاکلِ پیچان زنجیر

فاقہ مستی مین بھی ہے سرکشیِ نفس وہی
رمضان مین بھی پہنتا نہین شیطان زنجیر

آرزو ہے ترے مجنون کو بیدا لے ناقہ سوار
ساربان مین ہون ورا دل حُدی خوان زنجیر

دبلجے گیسو نہ اوس صفحۂ عارض کے قلم
سطرِ خط کی نہین ہوتی کسی عنوان زنجیر

دل گرفتار ہے عشقِ خطِ کاکل مین خلیل
چمن حسن کا ہے سبزہ و ریحان زنجیر
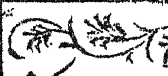
جبین پہ غصہ سے پڑ گئی چین پھر الین آنکھین بھوین چڑھا کر
دہن کا بوسہ جو اوسنے مانگا بگڑ گئے صاف منہ بنا کر

بسر کی عصیان مین عمر ساری بتون سے در پردہ دل لگا کر
الٰہی توبہ الٰہی توبہ گنہ کیے ہین چھپا چھپا کر

کسی طرح سے نہیں صفائی خجل ہوے آئینہ دکھا کر
ملایا مٹی مین سادہ رونے کدورتون کو بڑھا بڑھا کر

نکر تصور بتون کا دل مین محل تو بہ ہے کچھ حیا کر
خلیل کعبے مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر

سوال دیدار پہ صنم نے سنائی برسون ہی لن ترانی
کیا ہے ہم سنگ طور مجھکو جلا جلا کر جلا جلا کر
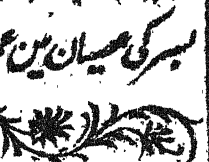
لپٹتی ہے پاؤن سے یہ ہر دم اولجھتی ہر سو قدم پہ صاحب
اسیر زنجیر خود ہوے ہو تم اپنی زلفین بڑھا بڑھا کر

بچائے سایہ بھی ان بتون کا خدا بچائے ہر اک بشر کو
پری کو دیوانہ چٹکیون مین بناتے ہین یہ اوڑا اوڑا کر

ہوئی ہے رت مین وصل کی شب عشر تک سحر نمایان
کرون مین آمین جھکا کے سر کو خدا سے تو اے صنم دعا کر

کیا نہ راز محبت افشا ہزار صدمے اوٹھائے سینے
ضمیر پنہان کی طرح رکھا ہے دل مین اوسکو چھپا چھپا کر

حجاب بیجا ہے وصل کی شب نقاب اولٹیے شراب پیجیے
ہماری سنیے کچھ اپنی کہیے لپٹیے اب منہ سے منہ ملا کر

حسینون مین حسن ضو قمر مین گلون مین بو سنگ مین ہے آتش
کیا ہے عالم کو تو نے حیران ہر اک مین جلوہ دکھا دکھا کر

دل حزین نالہ کش ہو کیونکر کہ محو ہے چشم سرمگین کا

ہمارا اتنا تو بس اسسے ہے حسن نہ ہوا ہے خاموش سر کو جھکا کر

عزیز دل کیون نہ رکھیں مجلسوں مین غنچہ دہن جہان میں عزیز

نسیم گلشن کی طرح سے مین ستے کھلاتا ہون گل بنا کر

قریب ہے اپنے خو بزرگ سے دل ہے نہ داغ الفت بتان کا

سنا ہے حضرت نے جن لوگ اکثر جلتا ہوا سمجھ کر

بتون کو بھی بد نہ کہیے واعظ خدا کو گر آپ مانتے ہے

نکال حسرت دل نہ گفتنی سے خدا را خدا کر خدا خدا کر

کبھی جو صید افگنی مین اوسکا مزاج شوخی پہ آگیا ہے

لگا دیا ہے غزال صحرا کو اوسنے آنکھیں لڑا لڑا کر

حباب کرتے ہین یہ اشارے نہ فکر تعمیر کیجیو یان

کہ بس کرنا پڑے گا دم کو بڑی خرابی سے گھر بنا کر

تمام دن جلد ہو الٰہی قمر کی رفتار مہر کو دے

وہ شمع رو آج شب کو ہوگا چراغ محفل کا میری آ کر

پڑے ہین کتنے جہان مین غافل پہ رنگ عمر روان نہ دم لے

کہ جاگتے راہ رو ہین اکثر خضر کی منزل مین ٹھوکر کھا کر

کبھی جو اوس بت کو وصل کی شب کیا ہے ایما پئے بادہ خواری

لگا کے لب سے لب کہا یہ اتنا خدا کا ڈر بندہ خدا کر

کباب دل کو کیا ہمارے ہنسی ہنسی مین یہ شعلہ رو نے

ہنسا ہنسا یا بجلی کی طرح تڑپ تڑپا جلا کے دیا جلا کر

جو شبکو آئے ہو میکشی کو حیا کو رخصت ہو کچھ دلون کی ٭٭
سرور ہمکو بھی کچھ تو ہو وے شراب اسکو پیا پلا کر ٭

عجب طرح کا ہے خواب شیرین کہ نام رکھا ہے مرگ جسکا
کبھی پچھونکا لحد مین کوئی اٹھا یا شانہ ہلا ہلا کر

دل پر آتش کو آپ میرے نکالدین زلف پُر شکن سے
مزے لیے ہنس کے خندہ زنی مین تو ڑا جلتا ہوا چھپا کر

چمک ہے دانتون کی اوس پری کی مثال برق تجلی طور
تو داغ خجلت سے گل ہوا جب کھائی بتّیسی مسکرا کر
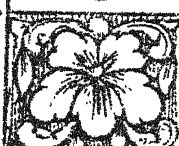
بتان ہندستان مین تو نے بہت سی کی سیر بت پرستی
خلیل کعبہ مین چلکے یان تک اب کوئی دن خدا خدا کر

عشق بت مین مجھے کیونکر نہ رہا ہو پتھر
اے جنون کیون نکرون لشکر مین کھا کر پتھر
کھاون سو سو مین شب ہجر مین کیونکر پتھر
عشق اگر شعبدہ بازی کو دکھائے اپنے
اے صنم چھیڑ نہ مجھ زار مین جوہر ہین کڑے
سختیے عشق بتان ہند و زکھا تک جھیلون
زلفین اینٹھی ہوئی گالو نپہ نہ لٹکا اے شوخ
نہ لگا خضر کو داغ اے ہوس لعل گہر
مضربان ہوتے ہین یہ گالیان دیتے ہین حسین

بت پرستون کی ہے ملت مین خدا ہر پتھر
صورت کبک کے کا رزق ہے کنکر پتھر
اے جنون سنگ ترے سے بھی ہین بہتر پتھر
آگ پانی مین ہے شیشہ کے اندر پتھر
دیکھ لے تارے سے کٹتے ہین برابر پتھر
نہین مزدور جو ڈھویا کرون بھر بھر پتھر
ہین یہ گل رسی سے کھچ جاتے ہین اکثر پتھر
بادشاہون کو مبارک ہون یہ کنکر پتھر
پیچھے ہین تو لگاتے ہین یہ خود سر پتھر

اک بتِ شوخ کے عاشق جو کئی ہوتے ہین
اپنے نزدیک اوٹھاتے ہین وہ ملکر پتھر

رات بھر ہجر مین اعضا شکنی رہتی ہے
طپشِ دل سے جو پڑتے ہین بدن پر پتھر

سنگِ اطفال سے جنون مین نہ اگر بچے ہین
داغ لاسکے بناتے ہین بدن پر پتھر

تیرے ہاتھون سے جو کھاتا ہون سمجھتا ہون مین
اوسے شکر کے ہین او شوخ ستمگر پتھر

کوچۂ یار مین بیٹھے تو نہ اوٹھے عاشق
عشق نے گاڑ دیے حسن کی حد پر پتھر

خاک ہو حوصلۂ دولتِ دنیا کے سبب
ملتے ہین بدلے زر و مال سے کنکر پتھر

ہمنے ڈھنگ سے پہنے ہین جنون مین ہر سو
پاون زنجیر مین گل ہاتھ مین سر پر پتھر

اے فلک ماہ کو بھی ہے کسی بت کا سودا
ہے عیان داغ سے کھایا ہے جبین پر پتھر

دی جگہ گیسوے پرخم مین دلِ عاشق کو
اس فلاخن مین یہ رکھا ہی بتِ خود سر پتھر

کوچۂ عشق مین عزت کا خدا حافظ ہے
پڑتے ہین شیشۂ ناموس بشر پر پتھر

ربطِ ناجنس سے ہوتی ہے شرارت پیدا
آگ چقماق سے دیتے ہین مقرر پتھر

چمنِ دہر مین خالی نہین آفت سے کوئی
ٹوٹتے پھول ہین گرتے ہین ثمر پر پتھر

سخت مشکل ہے غم و داغ کا کھانا غافل
ہر نوالے مین ہین سو رنگ کے کنکر پتھر

عکس اوس مہ کی صباحت کا اگر پڑ جائے
ہے یقین سنگِ قمر ہو وہ بجوہر پتھر

کافرِ عشق ہون کھون نہ گلے مین کیونکر
دھکدکی سے مرے نزدیک ہے بہتر پتھر

کیون مری آہ سے اوس بت کو نہ آجائے جلال
گرم ہون جلنے سے ہوتا ہے مقرر پتھر

مین کعبہ مین لگاتے ہین جو آنکھون سے خلیل
ہے کوئی غیرتِ لیلے یہ مقرر پتھر

ظلم کرتا ہے خیالِ یار ہلاکو ہو کر
دل لگی سبکو ہے ہمسایۂ گیسو ہو کر

اپنی ہستی کو میں رو رو کے مٹا دیتا ہوں
ابر کی طرح فنا ہوتا ہوں آنسو ہو کر

اب یہ عالم ہے نزاکت سے خدا خیر کرے
بل کی لیتی ہے ہوا سے وہ کمر مو ہو کر

بات کیا منہ سے بہانے میں وہ محبوب کہو
سہل کھلتی نہیں ہے تر گرہ مو ہو کر

آپڑی جب کمر یار پہ وہ زلف رسا
گم ہوا زلف میں وہ تار کمر مو ہو کر

الفت گیسوئے محبوب نے وہ زار کیا
ہم بھی شکل کمر یار بنے مو ہو کر

خونفشانی سے ہے دامن مرا تصویر فرنگ
رنگ دکھلاتی ہے مژگان قلم مو ہو کر

آہ میں ضعف کی قوت سے رسائی نہ رہی
دل میں اب رہتی ہے مثل گرہ مو ہو کر

مثل مو رہتی ہیں پڑے میں جو اپنے ہے دماغ
عشقبازوں سے وہ اتراتے ہیں گلگرد ہو کر

دیکھ لینگے جو کبھی یار کے دانتوں کی چمک
نکلینگے چشم صدف سے گہر آنسو ہو کر

خال عارض کا جو ایما ہے ستم یار کرے
دنکو اندھیر مچا دے شب گیسو ہو کر

منتوں پر بھی دکھائے وہ اگر منہ اپنا
گر پڑوں پاؤں پہ میں سایۂ گیسو ہو کر

گھورتا ہوں جو میں غبت سے حسینوں کو
بھاگ جاتے ہیں مجھے دیکھکے آہو ہو کر

آنکھیں اون بت کی تلی رہتی ہیں خونریزی پہ
حوصلہ شیر کا رکھتے ہیں یہ آہو ہو کر

کوئی بلبل نہ کسی پھول کا شیدا ہو خلیل
گل کے پردے میں رہے بندہ اگر بو ہو کر

خوشنما گیسو ہے کتنا ابروے دلبر کے پاس
یہ کمند جانستان زیبا ہے اس خنجر کے پاس

ہو چکی اپنی رسائی اوس پری پیکر کے پاس
گھر وہ بنواتا ہے اپنا مدعی کے گھر کے پاس

کان کا موتی نہیں ہے گیسوئے دلبر کے پاس
ہے ید بیضا کلیم اللہ کا اژدر کے پاس

چھینکر دل کر دیا برباد زلف یار نے
مال یغما کم رہا کرتا ہے غارتگر کے پاس

روز و شب بہتا ہے اب اشک سے دریائے محیط
آشنا بھی آ نہین سکتے مرے بستر کے پاس

سبزۂ خط لب دلبر کا نظارہ کیا تو
خضر پیغمبر کو دیکھا چشمۂ کوثر کے پاس

سب کشی کو جسجگہ بیٹھا وہ دریا نوش ہون
رکھ لیے صہبائے گلگون کے گھڑے بھر بھر کے پاس

دم ٹھہر جاتا ہے میرا اشتیاق قتل مین
تیز کرنیکو چھری لاتا ہے جب پتھر کے پاس

پردہ پوشی خاک سے کرتے ہین اپنی دل جلے
غیر خاکستر نہ دیکھا پیرہن اخگر کے پاس

اسکو برق طور مین سمجھا یہ سمجھا اوسے
کان کی بجلی جو چمکی کان کے گوہر کے پاس

جوہر زینت صاف دل ہوتے نہین ممنون غیر تو
تیغ خورشید فلک جائے نہ صیقلگر کے پاس

سچے ہے دانتون کی صفا سے دون مین کیا نسبت اونھین
کچھ بھی جز گرد یتیمی ہے بھلا گوہر کے پاس

متصل اوس چشم جادو کی نہین زلف رسا
یہ عصائے موسی عمران ہے افسونگر کے پاس

کوئی بھی صورت رسائی کی نہ تھی اسکے سوا
کھیلکر جی پر گیا اوس شوخ بازیگر کے پاس

دل جلون کو دولت دنیا ہے سوز داغ غم
شعلۂ آتش متاع خانہ ہے مجمر کے پاس

یون عروس مشغلے تازہ ہے مجھسے بیحجاب
بے تکلف جسطرح ہوتی ہے زن شوہر کے پاس

ہون وہ محو قامت دلبر نہو جسکو خبر تو
گر قیامت بھی بپا ہو جائے بستر کے پاس

ہمکو بھی اوس سحر خوبی تک ہی ہو پہنچائیگا
جو رسائی رشتے کی کر دیتا ہے گوہر کے پاس

یار بن میخانہ مین جب ہو گیا اپنا گذر تو
متصل شیشے کے ٹپکا سر کبھی ساغر کے پاس

میرے گریہ نے ہر اک کوچہ کو دریا کر دیا
کشتیون پر آشنا آتے ہین میرے گھر کے پاس

دردمندون کی جو غمخواری بھی طینت مین ہے
بیٹھتا ہون شہر مین طفل بے مادر کے پاس

تا کہ ترغیب جوع غیر دین مجکو خلیل تو
ہو نہین مومن تنگ ہے جانا مجھے کافر کے پاس

اولٹتی ہے صف عاشق نگاہ کی گردش
فلک کا دور ہے چشم سیاہ کی گردش

پھرائی ہے مجھے بخت سیاہ کی گردش
قلم کی طرح ہے قسمت مین راہ کی گردش

جہان مین سر و سامان ہے باعث زحمت
حباب کو ہے یہ ذلت کلاہ کی گردش

تلاش یار مین کیونکر پھرون نہ مثل قلم
کہ سر ہے پوست مین میری ہی راہ کی گردش

پڑا جو اسمین ہوا وہ غریق بحر فنا ؏
بھنور ہے چشم بت رشک ماہ کی گردش

مدام ہوش اوڑاتی ہے بادہ خوارون کی
نگاہ ساقیٔ گردون پناہ کی گردش

نشان منزل الفت ملے نہ حشر تلک
بھلاوے خضر کو بھی راہ راہ کی گردش

پسے نہ دیکھکے رقص اوسکا کسطرح دل زار
اصول سے ہے مرے رشک ماہ کی گردش

پسند دل ہے یہان سیر یار ہرجائی ؏
چکور ہون مجھے بھاتی ہے ماہ کی گردش

عجب طرح کا عزیزون مین تفرقہ ڈالا ؏
یہ لوٹے کیا فلک روسیاہ کی گردش

خزینہ دار معانی مین ہوے نقش قدم
برنگ خامہ ہے مجھ روسیاہ کی گردش

جواب خط نہین ملتا خراب پھرتا ہے
لکھی ہے طالع قاصد مین راہ کی گردش

عجب چمک ہے دم رقص چلتے پھرتے ہو
تمہارے پاون مین ہے مہر و ماہ کی گردش

بلند بخت کو ہوتا ہے رنج بھی راحت
سرور بخشتی ہے چتر شاہ کی گردش

ہمیشہ وصل کے اقرار کرکے پھرتے ہین آپ
زبان مین بھی ہے گویا نگاہ کی گردش

امید وصل پہ دوڑا کے پاون توڑوائے
ہمین پسند ہے مجھ بیگناہ کی گردش

نہ پہونچے منزل مقصد کو مثل ریگ روان
ہر اک گلی مین بحال تباہ کی گردش

جلو مین چلتا ہون جاتے ہین جب وہ کھانے
نصیب مین ہے یہ شام و پگاہ کی گردش

دل خراب کی برگشتگی نہ پوچھ اے یار
بتاؤن کیا مین جہان تباہ کی گردش

[illegible] صحرا [illegible] عشق زار
پسند ہے اوسنہیں اپنے سپاہ کی گردش

[illegible] مین [illegible] حسینون کے مختلف تاثیر
کبھی ہے سعد کبھی نحس ماہ کی گردش

جہان مین روشن [illegible] ایک سے ہے اختر
کہ مثل بحر کے دیکھی نہ چاہ کی گردش

کبھی [illegible] کبھی آستین و دامن پر
ہمارے اشکون مین ہے آب راہ کی گردش

[illegible] عالم مین حشر بر پا ہو نہ
تمہاری جنبشِ چشم نگاہ کی گردش

[illegible] آئی ہے مجھے رند سیاہ کار ہون مین
جہان مین ساغرِ آبِ سیاہ کی گردش

پھریگی نہ جائیگا پیکِ خیال تا معشوق
طریقِ عشق مین عنقا ہے راہ کی گردش

نہ رہی تلاش مین مانند مرغِ قبلہ نما نہ
ہمیشہ گھر مین ہی لے رشکِ ماہ کی گردش

الٰہی خیر ہو پھرتا ہے گھر مین غیر کے یار
کہ نحس ہوتی ہے عقرب مین ماہ کی گردش

خلیل شہ ہے چشم بتان سے ہون مین خراب
بلائے جان ہے سفید و سیاہ کی گردش

کیونکر کہون کہ ہے رخِ جانان مثالِ شمع
مہمان ایک شب کا ہے حسن و جمالِ شمع نہ

روشن ہے شعلے سے عارضِ جانان مثالِ شمع
ہوتا ہے سبکو اوج یہ نورِ جمالِ شمع نہ

چھپتا ہی حسنِ یار سے یہ کر کے سرکشی
ہے سر سے تا قدم عرقِ انفعالِ شمع نہ

لطف ای چراغ داغ یہ ہی عشقِ زلف مین
جلنے کی لو لگی رہی شب بھر مثالِ شمع نہ

عاشق ہے گرمیان نہ جلانے کی کیجیے
ہوتی ہے آگ شمع کی آخر وبالِ شمع نہ

دل کیا چھپا داغِ محبت چھپا سکے
فانوس ہو نہ پردۂ نورِ جمالِ شمع نہ

اللہ رے صفائے تنِ یار خوش جمال نہ
پنڈلی کھلی تو صاف ہوا احتمالِ شمع

پھنکتا ہون داغِ آتشِ سودائے عشق سے
جلتا ہون اپنے پھول سے مثلِ نہالِ شمع

نکرے نشو و نما خالقِ عالم اسکی
آگمین آگ سے سرسبز جو ہو دانۂ عشق ⁂

غافل اے رشک پریزاد سمجھنا ہمین ⁂
مثل بہلول کے ہشیار ہین دیوانۂ عشق

چھیڑ سکتا ہے کوئی طفل پریزاد مجھے
دیو سے بھی ہے سوا ہیبتِ دیوانۂ عشق

خوب دل کھو سکے کی خانہ خرابی میری
اور مین کیا کہون آباد رہے خانۂ عشق

شہر مین غل ہے ہٹو دور ہو بھاگو سرکو
مست ہاتھی کی طرح پھرتے ہین دیوانۂ عشق

آئے جو شخص کہ جا ہے نرہیگا محروم
رحمت اللہ کی ہے بادۂ میخانۂ عشق ⁂

اثر افتادگیِ عشق کا ادنی سایہ ہے
وہ زمین پھر نہ اٹھی جسمین گرے دانۂ عشق

در گذر یار جو تقصیر کوئی ہو مجھسے ⁂
کہ خطا سے ہے بڑی لغزشِ مستانۂ عشق

شرم اللہ سے کر عشقِ بتان چھوڑ خلیل
لوگ کہتے ہین مجھے راہبِ بتخانۂ عشق

قتل ہی کرتی ہے انسان کو بیماریِ عشق
ستمِ شمر سے بد تر ہے جفا کاریِ عشق

ان حسینون کے نہین ٹوٹتے ہین قفل فریب
مدد اے قوتِ سر پنجۂ عیاریِ عشق

رشتۂ الفتِ معشوق ہے زنجیر و کمند
ہے جدا خلق سے سامان گرفتاریِ عشق

اشکِ خونین سے ہین دامن پہ لہو کے دھبے
چشمِ خونبار دکھاتی ہے یہ گلکاریِ عشق

پھر نہ دیکھو مجھے تم چشمِ حقارت سے کبھی
آنکھیں کھلجا ئین جو تمکو بھی ہو بیماریِ عشق

گریۂ عاشقِ بیتاب پہ ہنستے ہو ہنسو ⁂
ابھی دیکھا نہین تمنے اثرِ زاریِ عشق

ہم کیے دیتے ہین دل دو حسینون کو خلیل
دیکھو پچھتا وگے ابھی نہین بیزاریِ عشق

ذکر پہونچا تری کاکل کا صنم دور تلک
سلسلہ بڑھ گیا یہ زلفِ سیہ حور تلک

شوق دیدار جو گھبرا کے مجھے لے نکلا
ٹکٹکی باندھ کے گھر سے میں گیا دور تلک

سیر صحرا میں جو وہ ناقہ سوار آ نکلا ؛
دوڑتے دوڑتے پیچھے میں گیا دور تلک

کیوں جلوں میں کہ ترا عشق صباحت نہ رہا
کٹتی ہے گرمی اثر سر دیے کافور تلک

سہم جاتے ہیں ترے تیر نظر سے موذی
نیش لیتے ہیں چرا ایسے کے زنبور تلک

مر چکا ہجر میں میں زیست کا ہے کیا عذر
اٹھو احباب مجھے لے چلیں اوس گور تلک

ہو نہ ہنگامہ بپا دھویئے تلوا سے خون
قتل کی میری خبر پہنچ گئی ہے دور تلک

آب تیغ اور مے بت بدمست کی رکھتی ہے مزا
زخم دل پر کبھی بندھتا نہیں انگور تلک

میں وہ بیکس ہوں گیا باغ جہاں سے جو خلیل
پھوٹ کے روتے ہیں مجھ پست کو انگور تلک

ہے لب تشنہ سے جو مری آہ رسا گرم ؛
خورشید کی تاثیر سے ہوتی ہے ہوا گرم

چلتی ہے جو ہر دم مرے آہوں کی ہوا گرم
گھر خانۂ حمام سے رہتا ہے سوا گرم

دل آتش فرقت سے جو ہے بعد فنا گرم ؛
تربت ہے مری کان سے گندھک کے سوا گرم

تاثیر تپ عشق ہے دنیا سے نرالی
تن برف سے ٹھنڈا ہے دل آتش سے سوا گرم

ہر رنگ میں یکساں ہے اثر اہل صفا کا
تاثیر ہے اک آب بقا سرد و ہوا گرم

جب سے ہے الم یار کی تیغ شرر افشاں
دن رات رہا کرتا ہے بازار قضا گرم

جل جل کے مرے اشکوں سے ہیں آبلہ آنکھیں
کام آگ کا کرتا ہے جو پانی ہو سوا گرم

دل آتش فرقت سے یہ جلتا ہے شب و روز
گویا مرے پہلو میں ہے دن رات توا گرم

تم شعلۂ رخسار کو دیکھو جو دم صبح
آئینہ ہو خورشید فلک سے بھی سوا گرم

ہے مالک خشک و تر عالم وہی انسان
وہ وقت خدا سے رہے جس کا سر آب غذا گرم

اللہ ری میرے دلِ سوزان کی حرارت
یک قطرۂ خون ہے یہ جہنم سے سوا گرم

جلتی ہے مرے آنسوؤن سے آنکھ کی پتلی
اس چاہ مین پانی سے بھی رہتا ہے توا گرم

کیا چاہیے مجھ رند برہنہ کو دوشالہ
لپٹی مجھے پشمینے سے رکھتی ہے سوا گرم

کم سوزشِ دل جنبشِ مژگان سے نہو گی
پنکھے سے بھی گرمی مین نکلتی ہے ہوا گرم

جلتا ہے بدن شمع کی صورت تپِ غم سے
ہے جامۂ فانوس کے مانند قبا گرم

تپ چڑھتی ہے کر لیتا ہے دل جب کبھی نالے
ہو جاتی ہے بندوق ہر اک بعد صدا گرم

چشم و دلِ عشاق مین ہوتی ہے تفاوت
پانی کا کرہ سرد ہے آتش کا کرہ گرم

افسردہ ہے داغِ دلِ بے عشق ہمیشہ
نادار کے گھر مین نہین ہوتا ہے توا گرم

بوگیر ہے مشکین کی سنگھاؤ نہ جنون مین
سم ہے مرضِ حار مین انسان کو دوا گرم

ہے آہ شرربار مری بزمِ بتان مین ؛
یون دامنِ کہسار مین چلتی ہے ہوا گرم

مرنے پہ بھی قاتل نہ بجھے عشق کی آتش ؛
اوس حسن کے شعلے کے ہین انداز و ادا گرم

دکھلاؤن اگر آہِ شرربار کی تاثیر ؛
کشمیر تلک ہند سے ہو جاے ہوا گرم

تم گرمیان کرنے لگے ہر بات مین سب سے
اب حد سے سوا ہو گئے ہو نام خدا گرم ؛

وہ حسن کا شعلہ نہ لپٹکر کبھی سویا ؛
جاڑے مین کسی شب مرا پہلو ہوا گرم

خواہان ہین ترے چاہنے کو گھر کے ہزارون
بازار ہے کافور کا اے ماہِ لقا گرم

میخواریان کین موسمِ سرما مین لبِ جو
مین آٹھ پہر عالمِ آبی مین رہا گرم ؛

دکھلاؤن خلیل اپنی اگر آہ کی تاثیر ؛
جلنے لگے چلّے کی بھی سردی مین ہوا گرم

رکھا نہ تارِ پیرہنِ جسم زار مین ؛
کیا کیا جنون نے رنگ دکھائے بہار مین

ہاتھ کر بنا دیا ہے جنون نے بہار مین
ہے پردہ پوشیٔ تنِ عریان غبار مین

جب غم سے تیر سے ہوگا نہ دل اختیار مین
تارے گرونگا سیکڑون اگر گلعذار مین

روتا ہون مین تصورِ دندانِ یار مین
موتی کیواسطے ہے سمندر کنار مین

رکھتے ہین اکے الجھے ہین مژگان سے لخت دل
کیا خوب ہنسنے پھول پروسے ہین خار مین

کرتے ہین قتل گھر مین بلا کر یہ خوبرو
مہمان کُشی کی رسم ہے انکے دیار مین

عشقِ بتان مین صبر کی طاقت ہوئی فزون
پتھر اوٹھا کے جب کیا اختیار مین

اللہ رے اضطراب دل بیقرار کا
مر مر کے صبح کی ہے شب انتظار مین

کیا کشمکش مین عشق نے ڈالا ہے کیا کرون
یارا اختیار مین نہ اجل اختیار مین

اللہ رے حسن عارضِ رنگین کے عکس سے
یاقوت بن گیا ہے گہر گوشِ یار مین

مرنے کے بعد بھی نہ چھٹا قرب شکر ہے
مٹی ہوئی عزیز مری کوے یار مین

اندیشہ کسکو لشکرِ رنج و ملال کا
رہتے ہین روز نقرے کے حصار مین

پہونچین پرہا ہان بھی اگر اضطراب دل
پھیلا کے پاون سوینگے کنج مزار مین

صید افگنی جو یار کی مد نگاہ ہو
ڈوبے ہون صرف آنکھ کے دامِ شکار مین

آنکھون سے میرے اشک نکلتے ہین جدا
ہوتا ہے ورنہ شور بہت آبشار مین

بزمِ بتان مین چھوڑ دیا دل کو بے خطر
شیشے کو جیسے پھینک دیا کوہسار مین

آنسو گرے جو آنکھ سے مٹی مین ملگئے
یہ طفل کھیلتے ہین ہمیشہ شکار مین

دل سوختون کو زینتِ ظاہر نہین پسند
دیکھا حنا کا رنگ نہ دستِ نگار مین

گرمی سے سوزِ عشق کی آہین نکر دلا
لازم ہے احتیاط ہواے بہار مین

اللہ سے دعا یہ شب و روز ہے خلیل
کعبہ کو ہو پہونچون زندگیِ مستعار مین

ہجر غفلت مین بسر ہوتی ہے اپنی روز و شب
کچھ نہین معلوم ہم سوتے ہین یا بیدار ہین

عیب دشمن کا بھی سننا ناگوار طبع ہے
اب خدا سے صورت گل گوش کر دیکار ہین

اسکو یان تاب تحم دان کسکو پڑھنے کا دماغ
ورنہ قاصد شرح شوق وصل کے طومار ہین

ناتوانی کے سبب یہ حال پہونچا ہے خلیل
شکل تصویر ہو گئی اعضاے تن بیکار ہین

وصف روے یار مین تقریر کی حاجت نہین
پاے خواب آلودہ کو زنجیر کی حاجت نہین

کی ہے فرمائش یہ تجھسے اوسنے بہر امتحان
کوہکن شیرین کو جوے شیر کی حاجت نہین

چین پیشانی ہے میری قتل کو تیغ دودم
اے صنم تیغ و سنان و تیر کی حاجت نہین

تیرہ باطن سے نہین ملتے ہین روشندل کبھی
آتش موسے کو آتشگیر کی حاجت نہین

دست مشاطہ سے مستغنی ہے حسن روے یار
شمع کوہ طور کو گلگیر کی حاجت نہین

دلہی دل مین گفتگو رہتی ہے باہم روز و شب
میرے اوسکے درمیان تقریر کی حاجت نہین

قتل پر میرے اوٹھاتے ہو عبث تیر و کمان
جنبش مژگان ہے کافی تیر کی حاجت نہین

فکر بیجا ہے گرفتاری کی مجھ دیوانے کی
زلف کافی ہے مجھے زنجیر کی حاجت نہین

کوچہ کو آوارہ خود رہتے ہین مثل بوے گل
مجرمان عشق کو تشہیر کی حاجت نہین

جو کہ دیوانے ازل سے ہین نہین پابند حکم
بید مجنون کو کبھی زنجیر کی حاجت نہین

عرض حال ایسا جو کرتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
مدعا معلوم ہے تقریر کی حاجت نہین

عقدۂ قسمت کے کھلنے کی عبث ہے جستجو
اس گرہ کو ناخن تدبیر کی حاجت نہین

دیگر

بہتر عدم سے کوئی جہان مین سفر نہین
یہ راہ وہ ہے جسمین کہ رہزن کا ڈر نہین

ہرگز سبکروون کو عدو سے خطر نہین ✽ پائے صبا کو خار سے صحرا مین ڈر نہین

آگاہ میرے حال سے وہ سیمبر نہین ✽ سچ ہے کسیکے دل کی کسیکو خبر نہین

اے شاہ حسن کونسا ہے خوشجمال جو ✽ درگاہِ حسن کا ترے دریوزہ گر نہین

دیکھا جسے وہ رہروِ ملکِ عدم ہوا ✽ تیرِ قضا ہے یار کی ترچھی نظر نہین

یہ ناتوان کیا تپِ فرقت نے اسے خلیل
کھلتی اب آنکھ ضعف سے دو دو پہر نہین

چشم مین لختِ دلِ زار رہا کرتے ہین ✽ پھول اس نخل مین دو چار رہا کرتے ہین

آگے رہتا ہے کبھی شب جو وہ خورشید لقا ✽ شام سے صبح کے آثار رہا کرتے ہین

حال پرسی مری اے رشکِ مسیحا ہے عبث ✽ اچھے کسدن ترے بیمار رہا کرتے ہین

کیا عجب رحمتِ حق سے نہ ہین یہ محروم ✽ منفعل دل مین گنہگار رہا کرتے ہین

عشقِ گیسو مین نہ کسطرح ہو دل کو ایذا ✽ رنج مین رات کو بیمار رہا کرتے ہین

جسم ہے صورتِ تصویر گلی بے حرکت ✽ عضو سب ضعف سے بیکار رہا کرتے ہین

دیکھکر شہر مین کہتے ہین پریزاد مجھے ✽ اسی دیوانہ سے ہشیار رہا کرتے ہین

لڑکھڑاتے ہین جو چلنے مین حسینون کے قدم ✽ بادۂ حسن سے سرشار رہا کرتے ہین

چھاگیا یار کے اوپر اثرِ عشق مرا ✽ زرد اب پھول سے رخسار رہا کرتے ہین

کسی محبوب سے اب دل کو لگا لینگے خلیل
ایک مدت ہوئی بیکار رہا کرتے ہین

دل سے ہم شیدا ہوئے چشمِ یار ہین ✽ نرگسِ بیمار کے بیمار ہین

فندقِ پائے نگارین سے ترے ✽ خاک پر نقشِ قدم گلنار ہین

ہوں میں آوارۂ تلاشِ یار میں
سیکڑوں پائے طلب میں خوار ہیں

دیکھتا ہوں خواب میں شکلِ حبیب
طالعِ خفتہ مرے بیدار ہیں

مہرباں ہوں یا کریں جور و جفا
ہم تو ہیں مجبور وہ مختار ہیں ۞

زلفِ مشکیں کی ہے رہ رہ کے یاد
تارِ سنبل آنسوؤں کے تار ہیں

نقدِ دل لیتے ہیں نظروں میں چرا
سب حسینانِ جہاں عیار ہیں

ضعف سے ہوں شکلِ تصویر گلی ۞
سب کے سب اعضائے تن بیکار ہیں

چھیڑتے ہیں عاشقانِ زار کو ۞
خوبرو کتنے غریب آزار ہیں

درد کا کس کس کے وہ درماں کرے
اک مسیحا سیکڑوں بیمار ہیں

صفحۂ کاغذ گلستاں ہے خلیل
کسقدر رنگیں ترے اشعار ہیں

صورتِ سوزنِ فولاد جو خو کرتے ہیں
زخم کے چاک کو مژگاں سے رفو کرتے ہیں

تشنہ ہا چشم کو ترسے عرق ریزہ جو کرتے ہیں
جسم میں مثلِ حنا خشک لہو کرتے ہیں

کم نہیں اثرِ فولاد سے مژگانِ صنم ۞
شانۂ آئینہ کو دو جبیں سے ہو کرتے ہیں

غیر دیدوں کا نظارہ نہیں غم سے خالی
روتے ہیں جانبِ خورشید جو رو کرتے ہیں

عشق کی کعبۂ ابرو میں جو پڑھتے ہیں نماز ۞
پانچ وقت اشکوں سے وہ لوگ وضو کرتے ہیں

باغِ الفت سے شہادت کا وہ پھل پاتے ہیں
تیغِ قاتل کو جو پیوندِ گلو کرتے ہیں ۞

گھونٹ دیتا ہے گلا رشک سے زلفوں کا خیال
سانس رک جاتی ہے جب یاد گلو کرتے ہیں

جیسے ثابت ہوئی کچھ بھی کمر اوس گل کی
شعرا ہیچ ادائی کا غلو کرتے ہیں ۞

بیکسی سے مری عاجز یہ ہوئے ہیں سرکش
سجدے مجھ رند کو مینا و سبو کرتے ہیں ۞

مست ہوتے ہیں تو ہم جاتے ہیں مینا کی طرف
عالم آب میں سیر لب جو کرتے ہیں تو

ساقیا شور قلقل کا سمجھ دور کی میں
شیشے حق حق تری تعریف گلو کرتے ہیں

کرتے ہیں ہم ذقنِ یار کی تعریف بیاں
منتخب سیب سمرقند کی بو کرتے ہیں

خال مشکین کے برابر نہ کبھی ہوگا مشک
ناحق آہوئے ختن خشک لہو کرتے ہیں

سی نہ سکے ہو تو محرم کو بت رشک چمن
گل کہیں اپنے بھی جامے کو رفو کرتے ہیں

جلوۂ یار کو آئینے میں ہم دیکھتے ہیں
گویا نظارۂ تصویر دو رو کرتے ہیں

قد بالا ہے علم بال ہیں سر کے پرچم
سہم جاتا ہوں پریشان جو وہ مو کرتے ہیں

زلف پرخم ہیں خدایا کسی محبوب کے ہم
جانب پا سے نہاں سر بہ فرو کرتے ہیں

شوخ چشموں سے ملاتے ہیں جو ہم آنکھ مری
غمزے کر کے طرف آئینہ رو کرتے ہیں

عشق میں دوست کی صورت ہوئی میری خلیل
رحم حالت پہ مرے میرے عدو کرتے ہیں

موسم گل ہے میہمان چمن
کیوں ہوا پر ہیں طائران چمن

تھالیاں پھول کی بجاتا ہے
موسم گل میں باغبان چمن

بہر گلگشت جب وہ طفل گیا تو
کیا ہی چٹّا ہے نوجوان چمن

زمزمے کرتے ہیں ہمارے حضور
ہم سے اڑتے ہیں طائران چمن

گل خورشید بہر بلبل ہے
ذرۂ خاک آستان چمن

تو نہ جائے تو گل ہوں پژمردہ
اے گل اندام تو ہے جان چمن

اپنی محفل کا لطف ہم سے پوچھ
یعنی بلبل ہے قدردان چمن

وصف روئے نگار کرتا ہوں تو
لکھتا ہوں شرح داستان چمن

آزردہ گل ہے کہ فکر بلبل کیا تو
کچھ پسند آتی نہیں اوسے بیان چمن

ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں نہ کھینچ اے بلبل
برق ہو پہنچے نہ تہ زبان چمن

ہے مرقع طلسم باطل کا
سب کہ تصویر ہیں تمام گلان چمن

گر بیان تیری برق طور کلیم ہو
سرد ہو جائے تیری خزان چمن

اثر سموم بہار سے ہے تو
پھول لیجاتا ہے باغبان چمن

فصل گل قتل ہوئے گلشن میں
مسکراتے ہیں زاغان چمن

با بلبلوں سے بیان شوق گل بلبل
ہے بہت طول داستان چمن

لگائی ہے چراغ داغ نے آتش مرے تن میں
فتیلہ شمع روشن کا ہے ہر رگ میری گردن میں

لگا دیتا ہوں سرمہ ور چشم شوخ پرفن میں تو
میں اپنے ہاتھ سے دیتا ہوں خنجر دست دشمن میں

دم گلگشت کبھی نزاکت اوسکو گلشن میں
رگ گل ہے کمر ظالم بھر پھولوں کو دامن میں

وہ زینت میں بھی رکھتے ہیں عنایت بے پرستی کی
صراحی دار موتی ہیں صراحی دار گردن میں

جبین سونے کی تختی ہے جبینی لقری افشان
کہیں گا مول چاندی کا نہ بیچے گیل کندن میں

چھپا لے اے تفنگ انداز اپنے شعلہ رخ کو
نہ جا رکھیں سونے کا توڑا شیر گردن میں

نہ جلن کا تیر ہے تیر مژہ اوسکا ڈراتا ہے
چھلتا ہیں قدرہ میں جا آئینہ میں جوشن میں

تمام رقص اوس نے بے ہم کر دیا محفل کی محفل کو
دھنک تلوار کا بیٹھا ہوا قاتل کے دامن میں

پیشوائی ہے مسیحا کی اوسکے ٹوٹے بالوں کی تو
دل دیوانہ نے ڈالا ہے مردہ سانپ گردن میں

قدم ان باقلی سے ہے اور مری فریاد و زاری سے
سنگ گریہ نالے درود سے قلب دشمن میں

لیلی دل چھپا آیا ہے خیال چشم رنگین
دریچہ کھل گیا فردوس کا پہلو سے مدفن میں

جو دل میں داغِ غمِ یارِ خوش جمال نہیں
مثال خانۂ تقویم گھر ہے مال نہیں

ہمارے قتل سے قاتل کو انفعال نہیں
کوئی مرے ملک الموت کو خیال نہیں

کہو نہیں کیا گنہگار بال بال ہوں میں تو
گناہ جتنے ہیں اوتنے بدن پہ بال نہیں

شراب پاک پلا دے تو ساقیِ کوثر تو
حرام زاہد کے اوپر کبھی حلال نہیں

صفائے یار دکھاتی ہے صبح کا عالم تو
شبِ وصال میں لطفِ شبِ وصال نہیں

جنون میں غل مری زنجیر یہ مچاتی ہے
کڑی میں کوئی کسی کا شریکِ حال نہیں

حسین جو دے کوئی بوسہ مانگتا ہوں ابھی
حرام ایسی جگہ پر کبھی سوال نہیں تو

خراشِ ناخنِ غم ہے یہ نالہ رو تجھ بن تو
کوئی جگہ نہیں تن پر جو پوست لال نہیں

درازیِ شبِ ہجران بھی اک نمونہ ہے
بلا سے بدن پہ ترے لمبے لمبے بال نہیں تو

تمام جسم حسین ہو جو صورتِ مہ تو
سجودِ یار کی خاطر تو کچھ کمال نہیں

ہوا فساد اور وہ بلبلوں خزاں آئی
چمن کی آب ہوا میں اب اعتدال نہیں

نثار کرکے گلوزری بھی وہ توڑ دیکر دل
اگرچہ صدقہ ہے سادات پر حلال نہیں

یہ دل خراش ہے مژگان یار کا ہر مو
بروتِ شیر کا بھی قابل ایسا بال نہیں

محیطِ جلوۂ خورشید ہووے کیا روزن
ہمارے آنکھ میں ایسا ترا جمال نہیں

جو بوسہ مانگتا ہوں میں تو کہتے ہیں یہ حسین
تجھی سے بھی ہے جو پورا ہو یہ سوال نہیں

خدا کو بھول گئے لوگ فکرِ روزی میں
خیالِ رزق ہے رزاق کا خیال نہیں

ہمارا حال تو بے خوف کہیو اے قاصد
نہ ڈریو ایلچی کیواسطے زوال نہیں

خلیل الفتِ زلفِ بتان کو ترک کرو
پھنسے ہوئے ہو بلا میں تمہیں خیال نہیں

جگر پہ تیر لگا ہو تو آنکھوں خون روان دیکھیں تو
الٰہی عمر محبت کے ہم نشان دیکھیں تو

جگر میں دل میں جگہ دیں خدنگ یار تو آئیں تو
ہماری چشم تر دشت بیکران دیکھیں تو

نہان ہے تو ترے جلوہ سے محو ہیں مردم
قیامت آئے جو صورت تری عیان دیکھیں

کہیں نیام سے کھینچ کے چلے ہے تیغ خوش آب تو
اس آبجو کا بھی پانی کہیں روان دیکھیں

پسند طبع ہمیں ہے کسی کی نیرنگی
خزان کی بھی نہ چمن میں کبھی خزان دیکھیں

مگر کہان مرا محبوب خوش جمال کہان
نگاہ چشم کر اک سے آسمان دیکھیں

ترا شباب مرا شیب کیا قیامت ہے
تری بہار کو دیکھیں مری خزان دیکھیں

تھکا ہوا ہون میں مری واماندگی پہ رحم کریں
ادھر بھی مڑ کے ذرا اہل کاروان دیکھیں

جنون جو پھینک دے اقلیم تجرید میں ہمیں
نئی زمین طبق تازہ آسمان دیکھیں

خرابیان مرے دل کی گزر گئیں حد سے
پڑے ہیں وہ وا تعمیر کے یہ مکان دیکھیں

وہ گل مہکتا ہے مرا ہے تو ہزار و نیز
عزیز ہو لی ہے ٹی تری کمان دیکھیں

یقین ہے کہ چھین لیں رہ آسمان دون ہمت
وہان سگ میں پھر دل آستخوان دیکھیں

مری طرح سے جو کھائیں غم لے غصہ و غم تو
نہ چشم پوشی نہ پیچ و تاب آسمان دیکھیں

خدا نے اس لیے آنکھوں میں روشنی بخشی
کہ ان کو جہان الس و جان دیکھیں

پڑے یقین ہے میزانِ عقل و دین میں فتور
جو مدابرے دلبر جسا بدان دیکھیں

وہ گل چمن میں بلائے تو جاؤں مثلِ نسیم
مجال کیا ہے جو صیاد و باغبان دیکھیں

ہزار الفتِ گیسو ملیگی شاعر ہیں تو
بندھینگے صورتِ مضمون کہان کہان دیکھیں

مسافرِ رہِ نا آشنائے منزل ہیں
مثالِ ریگِ روان جائینگے کہان دیکھیں

خلیل اہلِ سخن سے طلب ہے دادِ سخن
ہمارے پیچ اکھاڑے کے پہلوان دیکھیں

ہون مین حیران صنعتِ زلفِ بتِ پرپیچ مین ⁂ سو برابر بھی نہین لٹکا ہے اس زنجیر مین ⁂

واہ رے قسمت بغل مین دل ہے سو وہ بھی دونیم ⁂ ٹوٹا ہی آئینہ تھا پھوٹی ہوئی تقدیر مین ⁂

زخمِ مژگانِ صنم اچھا ہو تو کیا عجب ⁂ بیشتر ناسور پڑ جاتا ہے زخمِ تیر مین ⁂

جب لگا لایا اونہین حکمت سے سب کہنے لگے ⁂ ہے یہ دیوانہ ارسطو سے سوا تدبیر مین

تیرے دانتون کی چمک کا لے پری دیوانہ ہون ⁂ کر مقید مجکو موتی چور کی زنجیر مین ⁂

تم ہے حسنِ ملیحِ یار کا پیری مین عشق ⁂ پیچ پڑ جاتا ہے تاثیرِ نمک سے شیر مین

کیا کریگا ماہ اوس خورشید سے گرمیان ⁂ جوش آتا ہی نہین زنہار ٹھنڈے شیر مین

اوس بتِ بدمست کی رفتار کا لکھون جو حال ⁂ لڑکھڑائے صفحہ پر پائے قلم تحریر مین

دل نہین قابو مین رہتا آنکھین ہو جاتی ہین بند ⁂ رعب نادر شاہ کا ہے یار کی تصویر مین

کوچۂ قاتل سے بھی مر کر نہ اوٹھینگے خلیل ⁂
ہم شہیدون کی ہے دشتِ کربلا جاگیر مین ⁂

ترکِ دنیا خوب ہے حرص و ہوا اچھی نہین ⁂ ہر کس و ناکس کے آگے التجا اچھی نہین

موبرابر الفتِ زلفِ رسا اچھی نہین ⁂ جان لیکر چھوڑتی ہے یہ بلا اچھی نہین

مانگتا ہون بوسہ جب آ کے تو کہتا ہے وہ شوخ ⁂ اس گدا سے کہدے کوئی یہ صدا اچھی نہین

تشنۂ خون دوست دشمن کی طرح رہنے لگے ⁂ رنگ بگڑا ہے زمانہ کی ہوا اچھی نہین

امتحان سو مرتبہ مہر و محبت کا کیا ⁂ ابتدا اچھی ہے لیکن انتہا اچھی نہین

دستیاری سے حسینون کی کریگی خون خلق ⁂ باغبان سر سبز ہے نخلِ حنا اچھی نہین

چشمِ شرم آلود سے ایما ہے زلفِ یار سے ⁂ ترکِ غارتگر کی آنکھون مین حیا اچھی نہین

مجھ سے برہم کرتی ہی جا کر مزاجِ یار کو ⁂ روز غمازی یہ اے بادِ صبا اچھی نہین

وصل کی شب بیحجابی کا مزہ ہے اے صنم
ہاتھ اوٹھا منہ سے اتنی بھی حیا اچھی نہیں

ہاتھ چوٹی کو لگاتا ہوں تو کہتا ہے وہ شوخ
گوندھی چوٹیا بگڑ جائیگی دیکھ ایسی خطا اچھی نہیں

آشنائی سے یار کا شکوہ کبھی اے دل نہ کر
آنکھ کا ہو سر گلا ایسی خطا اچھی نہیں

اے صنم باز آ ستم سے ڈر مری فریاد سے
جسکا دل دکھتا ہو اوسکی بد دعا اچھی نہیں

اوس صنم کو دل دیا جسکی ہے صورت حور کی
کیا کہوں میں صنعتِ دستِ خدا اچھی نہیں

حرف مطلب میں شب اوس سے نالے کرکے یکسر خموش
فال یہ کہتے ہیں ہنگام دعا اچھی نہیں تو

عندیہ تن میں نہیں ہے درد ناں کیونکر کھینچئے تو
صاحبِ نبضِ مفاصل کو دوا اچھی نہیں

شکوہ کریں گو بغیر بیاں ہیں وہ قبر دل پر نگاہ
ہجت اسکا شرمیاں کریا اچھی نہیں

عاشق صادق ہیں یہ عمدہ کے آئے ادائے دوستو
اے صنم یہ زنجرا ہے یہ وفا اچھی نہیں

وصل میں کیا سرگذشت ہجر کہئے یار سے
عیش میں تقریر درد و ابتلا اچھی نہیں

تشنۂ دیدار ہوں کیونکر نہیں فاقے کروں
طبع مستغنی کسی صورت تیرا اچھی نہیں

ترک کر دو جستجوے وصل جانان کو خلیل
دیکھو باز آؤ تلاش کیمیا اچھی نہیں
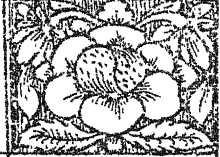
عطر اوس شعلہ رو کے ملتے ہیں
ابتو گھی کے چراغ جلتے ہیں

دم نکلتا ہے سامنے اوسکے
حرف مطلب نہیں نکلتے ہیں

جسکی جانب گئے ہلاک کیا ناز
مونچھ کی طرح سے وہ چلتے ہیں

داغ دل کا ہے وصل یار انجام
پھول کے بعد نخل پھلتے ہیں

جو عدم کو گیا کہا میں نے
ٹھیرو ٹھیرو کہ ہم بھی چلتے ہیں

نہ پسند نگاہ یار ہوے
درہم داغ قلب ملتے ہیں

دف ہوں میں دائرۂ امکان میں … اسلیہ … یت ہوں میں
پوچھ لو مجھسے محبت کے لغات … نہ … ہنگ ہوں میں
اے گل اندام نہ ہنسنا مجھپے … جلت رنگ حسن میں

قطعہ کر قید ع … ں
ابتو ان بیڑیوں …

ہوئے ہے بے مایہ عجمی بیٹھ کے خونخواروں میں … ے تلواروں میں
اول عشق میں آخر ہوا ہے وصل حبیب نہ … ہے جو … ے یاروں میں
راج اب ہے ترا معمار کو کہدے ظالم نہ … چمن … ے زند … واروں میں
سنگسار ایسا کیا ہے ترے دیوانے کو … ای پری دشت نظر آ … ں
نہ چھٹینگے کبھی اس قید کی رسی ہے دراز … غل یہی رہتا ہے زلفوں …
چھوڑکر زلف سے دل سبزۂ خط میں اولجھا نہ … صید یہ جال سے نکلا تو پھنسا … ں
جان جان عاشقوں میں نام جدائی کا نلو … موت کا ذکر نہیں کرتے ہیں بیماروں میں
پیچ ڈالونگے سبب یار سے سودا نہ بنا … مول دلال بڑھاتے ہیں بازاروں میں
سبزۂ خط یہ نہ لٹکائے گیسوے دراز … جال بیٹھا ہے گا اولجھا یہ اگر خاروں میں
کسطرح دون رخ رنگیں سے تری یار مثال … زخم ہیں سیکڑوں ہی پھول کے رخساروں میں
اے صنم یاد فراموش نہو جاے تری نہ … برہمن روز گرہ دیتے ہیں زناروں میں
دیتے ہیں عاشقوں کو زلف کے ٹوٹے ہوے بال … بیڑیاں ہوتی ہیں تقسیم گنہگاروں میں
ہے عدو میرے عناصر کی ملاحت اوسکی نہ … رخنہ اس گل سے ہوگا تری دیواروں میں
یاد میں آنکھوں کی ایک میل نکہ اوس رخ کا خیال … کہتے ہیں آنہ سکتے نہیں بیماروں میں نہ

مرغ دل پھنس گیا دیکھا جو سواد خط یار
کشش دام کی سیہ رنگ ہے ان خارون مین

دیکھیے جسکو وہی زلف کا سودائی ہے
ایک زنجیر ہے لاکھون ہی گرفتارون مین

شمع ہون مجکو نہ رلوا ابھی مرجاؤنگا
رشتۂ جان ہے مرا آنسوؤن کے تارون مین

چشم میگون کو مین ساقی کے نہ کیونکر دیکھون
جام مے دیدۂ پرنور ہے میخوارون مین

خوبرویون مین بھی گھٹتے ہین بدو نیک اکثر
مشتری سعد ہے تو نحس زحل تارون مین

وہ چھپا رہتا ہے جلوہ ہے زمانے مین عیان
گل ہے پردے مین نہان رنگ ہے گلزارون مین

مایۂ عیش سے کم ظرف کو ہوتا ہے غرور
سرکشی ساری ہے خزانے سے قارونون مین

کیون نہ حسرت کی نگاہون سے مین اونکو دیکھون
خال ہین آنکھ کے تل یار کے رخسارون مین

مہر اک ذرہ ہے کوچون مین گل اندامون کے
قدر کیا پھول نہالی کی ہو گلزارون مین

صورت کعبہ سیہ پوش ہون کیون نہ خلیل
ایک مدت سے ہون مین دل کے عزادارون مین

قد کشی کو جو گلستان مین وہ اڑ جاتے ہین
تار بھر سرو چمن خاک مین گڑ جاتے ہین

بت خوش چشم جو دم بھر کو بچھڑ جاتے ہین
حلقے آنکھون مین غم ہجر سے پڑ جاتے ہین

مین کہان عشق سر گیسوے محبوب کہان
جب بلا آتی ہے پیچ ایسے ہی پڑ جاتے ہین

حیرت حسن اوٹھانے نہین دیتی ہے قدم
پاؤن رہرو کے ترے کوچہ مین گڑ جاتے ہین

بحر عالم مین طلسم تن خاکی ہین حباب
دم مین بنتے ہین تو دم بھر مین بگڑ جاتے ہین

سرد مہری سے ترے پڑتا ہے جنکو پالا
جیتے جی مردے کی صورت وہ اکڑ جاتے ہین

کم دباتے نہین اے یار جدائی تیری
سیکڑون گھر غم فرقت سے اوجڑ جاتے ہین

خندۂ یار کی تقلید سے کھلتے ہین یہ گل
کہ دہن غنچون کے ہنسنے مین بگڑ جاتے ہین

چھوٹ کر نہیں جدائی سے شب وصل میں بھی
کچھ بھی مطلب کی جو کہتے ہیں تو بگڑ جاتے ہیں

ہجر میں [illegible] جدائی کا جو لگتا ہے ان میں حال
جو زبس پا ختہ وصلی کے اکھڑ جاتے ہیں

جب [illegible] گھونگھٹ سے پہ نکلتے ہیں تو عاشق سر راہ
دیکھنے واسطے صف باندھ کے اڑ جاتے ہیں

[illegible] ہے سفر راہ عدم وحشت خیز
آشنا پہلے ہی منزل میں بچھڑ جاتے ہیں

[illegible] حسرت گو ز اشک محبت میں تو کیا
گنج تارون بھی یہان ہون تو بگڑ جاتے ہیں

[illegible] رخ یار میں یہ گرمی ہے
چھالے آئینے کی چھاتی میں بھی پڑ جاتے ہیں

دل کی بیتابی سے ٹکراتا ہون جس دم سر کو
دونو بازو سے در یار اکھڑ جاتے ہیں

[illegible] کہتا ہے وہ سرکش سب سے
ایڑیاں جو سے کو میں رگڑ جاتے ہیں

[illegible] خوان سے بھی سوا عشق کی تقریر کرے
یان قدم رستم دستان کے اکھڑ جاتے ہیں

الحذر گیسوے پرپیچ سے اوس بت کے خلیل
جان لیتے ہیں یہ کالے جو بگڑ جاتے ہیں

جان اے یار مرے پاس سے مہمان کہین
جیتے جی تن سے جدا ہوتی ہے کیا جان کہین

ہو سے [illegible] یار کو ہو وصل کا سامان کہین
یہ بھی نکلے دل مشتاق کا ارمان کہین

حال دل کا سر محفل نہیں سنتے نہ سنو
کیا ملو گے تو تنہا مری جان کہین

دیکھکر یار کو کہتے ہیں پریزاد تمام
ہمنے اس شکل کا دیکھا نہیں انسان کہین

دعوی آہو کو ہو یار سے خوش چشمی کا
ہمسری کرتے ہیں انسان سے حیوان کہین

اٹھیان ہجر کی ایذا سے کہانتک ہر گردون
یا الٰہی مری مشکل بھی ہو آسان کہین

کچھ کا کچھ منہ سے نکلجاتا ہے بیہوشی میں
پھر اشکوہ کرو دل ہی کہین ہیان کہین

زاہد اس ڈر سے نہیں دیکھتے اوس بت کی طرف
کہ تلف مفت میں ہوجاے نہ ایمان کہین

جس طرح ہجر کی شب چھپ گئے ہین مرے گھر مین تمام
ہو گیا یون شہر خموشان بھی نہ سنسان کہین

ہون وہ غمگین مری تقدیر سے ہو بزم عزا
محفل عیش مین بھی جاؤن تو ہو ان کہین

دم ابھی لب پہ ہے جینا دل سے تمہاری میرا
اس محبت سے مین باز آیا بچے جان کہین

اسے غم یار سکتا مجکو نہ دل مین رکھ
تیر بان کا نہین خون بہتا ہے جان کہین

قید ہے زلف کو پابند ہے اسلام کہان
کافر عشق کا رہتا نہین ایمان کہین

خط نکلنے پہ بھی اوس بت کو رہی مجھ سے گریز
نہ چڑھا گھات پہ میری کسی عنوان کہین

وسعت ارض و سما تنگ ہے کیا نالہ کرون
لائق اس تیر کے ملتا نہین میدان کہین

زانوے نیر سے تکیہ کے عوض سر رکھے
کیا بھلا رحل پہ رکھتے نہین قرآن کہین

نزع مین حسرت دیدار سے رہتا ہی خلیل
شکل دکھلاؤ تو مشکل ہو یہ آسان کہین

اب تو اے عاشق ازل ہے یہ تمنا دل مین
آنکھون مین یار کی تصویر ہو نقشا دل مین

چشم و ابرو و مژہ کا ہو جو سودا دل مین
داغ ہو زخم ہو ناسور ہو پیدا دل مین

عکس افگن ہو جو نور رخ زیبا دل مین
حور کے کان کا موتی ہو سویدا دل مین

پھول اتنا بھی نہ اسے لالۂ صحرا دل مین
داغ الفت کا ہمارے بھی کبھی تھا دل مین

کی ہے جس روز سے آئینہ کی ہمنے تقلید
نہین رہتا اثر نیک و بد اصلا دل مین

دیدۂ دل سے جو دیکھے تو نظر آتی ہے
رفعت کنگرۂ عرش معلا دل مین

سرد و گرم اثر عشق و محبت سے عجیب
پانی آنکھون مین بھرا رہتا ہے شعلہ دل مین

رنج اوٹھا لیتے ہین سفلی کے سبب عالی
خار تلوون مین چبھے ہوتے ہین ایذا دل مین

تم جو صدمہ اسے دو گے تو کرے گا نالے
جز فغان مثل جرس اور ہے یان کیا دل مین

تاب ہے وہ بھی رکھتے ہیں تری الفت میں
غبار خاطر ہوس داغ تمنا دل میں

کاوش سوزن مژگان صنم سے سوراخ
صورت رشتۂ دانۂ تسبیح ہیں صدہا دل میں

بستر خواب پہ ہر شب یہ دعا کرتا ہوں
مرے پہلو میں ہو جسکی ہے تمنا دل میں

صاحب درد کی طینت ہے مری سختی سے
استخوان ایسے ہوتا نہیں اصلا دل میں

فصل گل میں مے معشوق سے توبہ کی ہے
اس خطا میں خجل ہوتا ہوں کیا کیا دل میں

بے سبب مجھ سے رہا کرتا ہے یار آزردہ
بغض میں پیار سے رکھتا ہے سویدا دل میں

ہم بنا اسلیے آہو کے نشان رکھتے ہیں
گر گیا عشق قد یار کا نقشا دل میں

اثر سوز غم عشق سے مثل یاقوت
رنگ باقی ہے فقط خشک لہو کا دل میں

لوٹ کے صبر کی دولت کو نہ انکار کرو
یہ تو فرمایے کیا اور کوئی تھا دل میں

یار کی آنکھ نے مژگان سے اک آفت ڈھائی
سینہ دیکھ کیا اس چوٹ سے رستا دل میں

اشکباری مژۂ تر کی مری دیکھ اے یار
یہ وہ فوارہ ہے جبکا ہے خزانا دل میں

ربح الفت کبھی گھٹتا ہے کبھی بڑھتا ہے
کبھی ہو جاتا ہے قطرہ کبھی دریا دل میں

خاک اڑنے لگی اک آن میں پانی جلجائے
دیدۂ داغ جنون ہو گل صحرا دل میں

طالع بد کی برائی سے یقین ہے یہ خلیل
داغ اچھا ہو تو ناسور ہو پیدا دل میں

عزیز خاطر رندان بادہ خوار ہوں میں
جہاں میں ولولۂ آمد بہار ہوں میں

کہیں عزیز کہیں ذلیل و خوار ہوں میں
چمن میں پھول ہوں دشت جنون میں خار ہوں میں

کسو کی خبر نہیں لیتا ہوں داس جلتا ہوں
کسی غریب کی شمع سر مزار ہوں میں

مرے پھنسانے کو زلفوں کے بال بنتے ہیں
پکڑتے ہیں جسے پھندوں سے وہ شکار ہوں میں

جہاں کلیم کو حکم برہنہ پائی تھا
وہاں کے دشت کا لالے گلعذار خار ہوں میں

کبھی تو آمرے پہلو میں اے بت خوش چشم
مثال ابر وِ سر تا بپا کنار ہوں میں

ثواب سے نہیں خالی مری سیہ کاری
برنگ اس شب سبکا پردہ دار ہوں میں

یقین ہے کہ وہ غم ہجر یار کاٹوں گا
پہاڑ ہے مری ہمت بلا کا بار ہوں میں

وہ بدگمان ہوں کہ ہوتا نہیں جدا دم بھر
برنگ سایۂ کاکل قضائے یار ہوں میں

مجھے قفس میں تمنا نہیں رہائی کی
اسیر الفت صیاد گلعذار ہوں میں

نہ ہوگا مجھسا بھی یوسف کوئی زبون طالع
کرلئے قافلے والوں کے دار بار ہوں میں

نسیم آہ سے رہتا ہے جان کا کھٹکا
ہوا عدو ہے مرے حلق میں شرار ہوں میں

خدا کیواسطے مجھسے جلی کٹی نکرو
زبان شعلۂ شمشیر آبدار ہوں میں

چھپا ہوں جیسے بت غیرت مسیحا سے
مثال نبض تپ حار بیقرار ہوں میں

کسی طرح نہیں ہوتی ہے یار کو رغبت
غذائے غم کی طرح تلخ و ناگوار ہوں میں

ہٹا دیے مرے جوہر مری کدورت نے
نہاں ہوں گرد میں اپنی وہ شہسوار ہوں میں

ازل سے وصل کا طالب ہوں دیجیے نہ جواب
خیال کیجیے کیسے امیدوار ہوں میں

جو کاٹنا ہے شمشاد قد کو ہو منظور
پکارے سرو کہ انگشت زینہار ہوں میں

تڑپتی ہے مری حالت کو دیکھکر بجلی
چمک سے درد جگر کے بیقرار ہوں میں

عجب نہیں جو ہوں اشعار میرے گرما گرم
خلیل حضرت آتش کا یادگار ہوں میں

بدنام ہوگا بوٹے سے قد سے بڑھی نہیں
جھنڈے سے یہ کہدو سرو چمن سے چڑھے نہیں

آتی ہے جب گھٹا یہ دعا مانگتا ہوں میں
دکان مے فروش الٰہی اٹھے نہیں

سمجھے نہ کوئی کیا کہون تمہین اپنے پلنگ پر تو
تم خواب مین بھی ایسی تو تیکھی ہوئے نہین

اللہ کے سوا نہ دیا ہی غیر سے تو
کشتی پہ ناخدا جو ہوا ہم خضر سے نہین

مر کر دیکھیے تو دفن مین گلزار ہا تو
پھولینگے ٹوکرے مین زمین کا گڑھے نہین

دیکھے جو تیرا عارض گلرنگ اے صنم
کافر ہے وہ درود جو دل سے پڑھے نہین
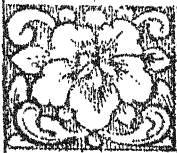
شمشیر بے غلاف زبان ہے مری خلیل
مثل سپر کوئی مرے منہ پر چڑھے نہین

غنی فقیر کو کرتے ہے زبان ہلانے مین
نہین ہے مال کا توڑا اتنے خزانے مین

بحرف الفت گیسو کا ہے زمانے مین
بلا ہے شانے کی حرکت ہے خانے خانے مین

جو سمجھتے سب بھی تری چشم مست کو دیکھے
مرید پیر مغان ہو شراب خانے مین

دکھاے اپنی جو تاثیر سحر گیسوے یار
بلائین آئین نظر شانہ بین کو شانے مین

ستارے چھپتا ہے ابرو مین یار افشان کے
چراغ کرتا ہے روشن کمان خانے مین

سمند حسن رخ یار کیون نہ گرم رہے
بلا کی چوٹی ہے کاکل کے تازیانے مین

مین کیا کرون جو گریزان ہے وہ حسین مجھسے
کچھ اختیار ہے عمر روان کے جانے مین

مدام کھینچتا ہے دل کو عشق خال سیاہ
کشش ہے دام کی ہشیار تیرے دانے مین

طلسم یار کا برقع ہے نور عارض سے
کہ آفتاب ہے جالی کے خانے خانے مین

ہنسی خوشی سے چڑھاتے ہین جو حسین بیڑہ
لگی ہے شاخ کوئی زعفران کے شانے مین

وہ شاعری نہین اعجاز شاعری ہے خلیل
قبول خاطر مردم جو ہو زمانے مین

یار مین شوخی شباب نہین
ابتلک گرم آفتاب نہین

نور ہر سو ہے وہ حجاب نہین
نور سے جسکے آگے آفتاب نہین

منہ سے بولو تو کچھ کہون مین بھی
چپ ہو تم اسکا کچھ جواب نہین

لوٹ لینے مین نقدِ دل اونکو
بندوون کی طرح حجاب نہین

یار بین جانتا ہون شیشے مین
پانی چھپا لے کہین ہے شراب نہین

چشمِ دل سے جو یار کو دیکھے
پھر کوئی بیچ مین حجاب نہین

اوسکی رحمت ہے بے حساب ایسی
بوندیون کی طرح حساب نہین

وصل مین ٹالتے ہو بوسے پہ
یہ روش تم کو اتنا حساب نہین

غور سے دیکھتے ہو کیا اسکو
آئنہ کاغذِ حساب نہین

جتنے عاشق ہین اشک جلتے ہین
کس گنہگار پر عذاب نہین

بے تردد ہمارے قتل پہ کھنچ
تیغ ہے کچھ شراب ناب نہین

دلِ صد چاک مین سرور کہان
جام گل لائقِ شراب نہین

موج دریا ہولے چل سے ہون
اختیاری کچھ اضطراب نہین

حسن ذاتی نہین ترقی خواہ
حور کو حاجتِ شباب نہین

نہ کبھی کرین ترے گیسو
پیچ کے روکنے کی تاب نہین

عشق مین فاقے بوالہوس نکرین
ان مزدورون کا کچھ ثواب نہین

رنگ کیا مشک ختا نے بدلے
امتحانی مین انقلاب نہین

اوسکے غصے سے کیون ڈرون نہ خلیل
بادشاہون کا کچھ عتاب نہین

روٹھ جاتے ہین بگڑ جاتے ہین خفا ہوتے ہین
نازبیجا ہی حسینون کے بجا ہوتے ہین

یاد کرکے مجھے آزردہ سوا ہوتے ہین
آپ کرتے ہین خطا مجھ پہ خفا ہوتے ہین

تفرقہ جسم مین ہے قرعۂ رمال کی طرح
عضو سے عضو شبِ غم مین جدا ہوتے ہین

دست رنگین مین علی بند سے ثابت یہ ہوا
پابزنجیر یہان دزدِ حنا ہوتے ہین

جوشِ وحشت مین جو چلتا ہون قلم کی رفتار
حرفِ مطلب مرے نقشِ کفِ پا ہوتے ہین

کیون نہ پیری مین کرین اوس سے کنارہ عاشق
صبح کو شمع سے پروانے جدا ہوتے ہین

آبِ زر ہے عرقِ چشم بُتِ غیرتِ مہر
پاون سے کفش کی گل قرصِ طلا ہوتے ہین

کور ہو جاؤ لگا جاؤ نہ مرے پاس سے تم
آنکھ کے تل نہین آنکھون سے جدا ہوتے ہین

ہمنے جب دن سے کہا یار پریزادون کو
آدمی زاد کے سائے سے خفا ہوتے ہین

چین جبین پر ہے گرہ زلف مین ابرو پہ ہے بال
کیا انہین کھولون یہ عقدے کہین وا ہوتے ہین

جسم رنگین ہی کسم کے تو پسینا ہے شہاب
ایسے رنگین کہین معشوق بھلا ہوتے ہین

دہن و مجے میان کا ترے عقدہ نکُھلا
اے صنم سچ ہے یہان رازِ خدا ہوتے ہین

خاکسارون ہی سے منزل کا پتا ملتا ہے
نقشِ پا رہروون کو راہ نما ہوتے ہین

سچے عشاق ہین اے یار حبابِ لبِ جو
ہوتے ہین جم تری الفت کا فنا ہوتے ہین

پل ہے دریاے محبت کا خمِ تیغ حبیب
پار اوترتے ہین وہی جو کہ فدا ہوتے ہین

سادگی نے تجھے بناوٹ سے پھرایا ہے مزاج
شکل مشاطہ سے بھی اب تو خفا ہوتے ہین

نہ چھوٹے مر کے بھی ہم سلسلۂ گیسو سے
ورنہ میعاد پہ محبوس رہا ہوتے ہین

دو نو ہو جاتے ہین ناقص خطِ توام کی طرح
ہم جدا دل سے وہ جب ہمسے جدا ہوتے ہین

الحذر کیون نکہون دیکھکے اوس قد کو خلیل
اس قیامت کے سبب حشر بپا ہوتے ہین

بوسے ہمکو صنم حور لقا دیتے ہین ۃ
چین کرتے ہین مقدر کو دعا دیتے ہین

شعلۂ رخ سے بہت دل کو جلا دیتے ہین
کعبہ مین بھی شرر آگ لگا دیتے ہین

ہوش جب اوڑتے ہین اوس روے کتابی سے مرے
لوگ غش مین مجھے قرآن کی ہوا دیتے ہین

مرد عاشق بھی ہین ان بچتا ہون بوسے پر ۃ
آپ گاہک ہین تو فرمایئے کیا دیتے ہین

گرد ہے حسن پریزاد تمہارے آگے
آپ تو سایہ سے دیوانہ بنا دیتے ہین

پھول جھڑتے ہین تکلم مین ہزارون منہ سے
ڈھیر پھولون کے وہ باتون مین لگا دیتے ہین

نالے موقوف کرون موسم پیری آیا ۃ
شمع روشن کو دم صبح بجھا دیتے ہین

رخ و دندان کا سمجھتے ہین وہ جسکو عاشق
چاندنی رات مین الماس کھلا دیتے ہین

دیدہ و دل سبب حسن سے کرتا ہون عشق
یہی دشمن مجھے آفت مین پھنسا دیتے ہین

دفن اوس مست نگارین کے جہان کشتے ہین
ذرۂ خاک وہان بوسے حنا دیتے ہین

بوسہ دو تم بھی ہو[illegible] گیا آخر رمضان
نقرہ سب عید کو اے ماہ لقا دیتے ہین

کمرِ یار کا اسرار کہین ہم کیونکر ۃ
واجب القتل ہین جو راز بتا دیتے ہین

اے صنم دل کو مرے آنکھ سے اپنے نہ اوتار
یون نہین طاق سے شیشے کو گرا دیتے ہین
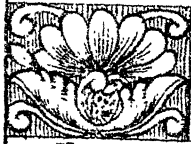
اپنے شعر اسلیے ہین غیرت گلزار خلیل ۃ
ہم غزل حضرت آتش کو سنا دیتے ہین ۃ
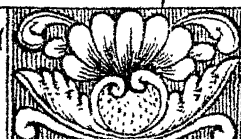
اک مسیحا کو بیمار کرتا ہون ۃ
اپنی ہمت پہ آپ مرتا ہون

دم ازل سے تمہارا بھرتا ہون
دیکھیے کب سے پیار کرتا ہون ۃ

ہجر جانان مین ہے مجھے سکتا
نہ تو جیتا ہون نہ مین مرتا ہون ۃ

نالے بھی کھلکے مین نہین کرتا
تیری بدنامیون سے ڈرتا ہون

رو بہ رو اوس نگار انگلین سے
صد بیان اُن کی طرح ڈرتا ہون

آنکھین مین خون جگر سے کرتا ہون لال
شیشۂ دین مین شیشہ بھرتا ہون

تر مین کرتا ہون غم سے مژگان کو
رنگ پچکاریون مین بھرتا ہون

یہ معشوق ہی ہی مین جو گذرے
زندگانی پہ ایسی مرتا ہون

دل کو کرتا ہون آہ سے فانی
یون ہی ان زندگی بسر کرتا ہون

پوچھتے کیا ہو حال عاشق زار
ہم نہین جانتے کہ کرتا ہون

مین چھپون آگے ہلال ابرو
تیری بانکی ادا پہ مرتا ہون

دل غنی ہے مرا قناعت سے
بے نیازی پہ ناز کرتا ہون

شب ہجران کی دم شماری سے
یاد روز حساب کرتا ہون

نہ سنی بات کچھ رقیبون کی
کان اوس گل کے روز بھرتا ہون

جو کہ پنہان ہے مثل فواتِ خدا
اوس بت خودنما پہ مرتا ہون

اپنے بیت الحزن مین مدت سے
دل کا ماتم خلیل کرتا ہون

کیا بلبلون مین دلسوختہ بے یار چمن مین
بے شمع کے پروانہ ہے بیکار چمن مین

عشاق کو محفل سے اوٹھاؤ نہ حسینو
آئے ہین ہوا کھانے کو بیمار چمن مین

گلگشت گلستان سے شگفتہ ہوا دل
ٹھہری نہ طبیعت مری بے یار چمن مین

دل تنگ ہے یار کے یون گھر مین ہمیشہ
جس طرح رہے کوئی گرفتار چمن مین

کیا جانیے کیا چھوڑ کے آئے ہو شگوفہ
گل پھول لیتے ہین سیکڑون اے یار چمن مین

گلگشت نہی تھی جو ہوے بند قفس مین
ہم ایک نظر کے ہین گنہگار چمن مین

پردے سے اٹھائے رُخِ رنگین کبھی گرینگے — جائیگی نظر توڑ کے دیوار چمن مین ؛
اللہ کرے داغ محبت کو لگے آگ ؛ — لالہ بھی اوگے اب تو نہ زنہار چمن مین
برہم ہو جو گھر مین تمہارے اگر آئے ؛ — آتے نہیں پھولون کے خریدار چمن مین
دکھلائینگے آہِ دلِ سوزان کا تماشا ؛ — مہتابیان چھوڑینگے چلو یار چمن مین
تم سیر کو جاتے ہو دھڑکتا ہے مرا دل — بلبل کہیں مرجائیں نہ دو چار چمن مین
پژمردہ گلِ داغِ دلِ زار ہے بیقدر — مرجھایا ہوا پھول ہے بیکار چمن مین

دیگر

غم دل کو ہے ذانت لوٹتے ہین — یوسف سے عزیز چھوٹتے ہین ؛
بلبل مرے نالے سن کے صیاد — چھپکے یہ چمن مین چھوٹتے ہین
الفت مین ضرر دھرا ہوا ہے ؛ — اس کشتی سے جسم چھوٹتے ہین
مرکر ہوگی نجات غم سے ؛ — قیدی مدت پہ چھوٹتے ہین
غارتگرِ دل ہین اُسکے رخسار — گورے اس گھر کو لوٹتے ہین ؛
ہر موسمِ گل مین طوق و زنجیر — توبہ کی طرح سے ٹوٹتے ہین ؛ ؛
وہ آہوے چشم کرتے ہین ظلم ؛ — صحرائی یہ ہمکو لوٹتے ہین
یہ جائینگی آنکھیں اب نہ رلواو — دیکھو یہ چراغ پھوٹتے ہین
دل توڑ کے کیون سخان ہے یار — سر کرکے خُم کو لوٹتے ہین
کیا وصل کا وہ کرینگے اقرار — بت بھی کہین منہ سے پھوٹتے ہین
وہ مانگ دکھا کے لیتے ہین جان — رستا بتلا کے لوٹتے ہین ؛
رخ چھو کے جو مانگتے ہین بوسہ — کیا کیا منہ ہاتھ لوٹتے ہین

کیا دور یہ اے خلیل بدہے
یوسف کو عزیز لوٹتے ہین ؎

لیے ہین بوسہ ابروے معشوقِ جوان برسون ؎
رہی ہے یار الگ ہمسے دلِ تاب و توان برسون ؎
عجب کیا ہے جلائے مجکو گروہ جان جان برسون ؎
بسر کی یون ترے کوچے مین لے آرام جان برسون
کرون رنگین بہارِ گل سے رنگین تر بیان برسون
عدم مین جاکے ہستی سے خیال آئیگا ہستی کا
زباندانِ محبت بزم عالی مین نہین کوئی ؎
چھپا ہے سفر ہر دم رہا مین وارد دنیا مین ؎
حسینون نافۂ خالی ہے بوے مشک آلی ہے
اثر شاعر یہ کر جائے جو حسنِ یار کی حیرت ؎
ہوائے وصل شوقِ کیمیا ہی جانتے ہین ہم ؎
کسی گل تک گلستان مین اگر اپنی رسائی ہو ؎
اوٹھاتے ہین وہی کیفیتِ مے بزم عالم مین
نہین ہے لطف سے خالی زوالِ حسن بھی اوسکا
نہین کچھ قیس ہی نے ایڑیان رگڑین محبت مین
الٰہی آتشِ الفت ہے آگ آتش پرستون کی ؎
ٹھہرتے ہین بہت مشکل سے سالک منزلِ غم کے

لڑائی ہے زبانِ تیغ سے تیغِ زبان برسون ؎
رہا گردش مین ہے یوسف ہمارا کاروان برسون
خدا نے بھی کیا ہے انبیا کا امتحان برسون ؎
جبین سائی حسینون کی تو رگڑین ایڑیان برسون
سنے صیاد اگر گل کی سناؤن داستان برسون
محبت سے تو ہے انسان کو رہتا ہے جہان برسون
سنا تا ورنہ حسن و عشق کی مین داستان برسون
جناب نوحؑ کی صورت بسر کی بے مکان برسون
رہا کرتا ہے جانے پر بھی الفت کا نشان برسون ؎
رہ سکتا نہ ہرگز ہو طبیعت بھی جوان برسون
نہ ہاتھ آئیگا وہ ہر چند رگڑین ایڑیان برسون
رہین باہر چمن کے عندلیب و باغبان برسون
کہ دل اسکو کرتے ہین جو خدمت پیر مغان برسون ؎
شرابِ کہنہ کیفیت مین رہتی ہے جوان برسون
یہ پایا ہے ہمنے بھی بیٹھے ہین زیر آسمان برسون
نہین تم سمجھتے رہا کرتی ہے یہ دل مین نہان برسون
سرشک دیدۂ ناسور رہتے ہین روان برسون ؎

خلیل آخر ہوا دورِ انتہا عیش و عشرت کا
مے و معشوق کا آنا نہیں اب کریان برسون تک

مری قدر کیا ہو جہان مین کہین مجھسا کوئی بشر نہین
وہ دوا ہون جسمین شفا نہین وہ دعا ہون جسمین اثر نہین

نہ جمال مین نہ کمال مین کہین مجھسا کوئی بشر نہین
تری جلوہ گاہ تجلی ہے وہ جگہ کہ جہان کسی کا گذر نہین

مرے دل کو جسکا خیال ہے شب و روز شوق وصال ہے
وہ کہان ہے کون ہے کیا ہے شے ابھی تک کچھ اسکی خبر نہین

نہین عمر زندگی ہے یہ جگہ جو خیال بھی ہے عروج کا
تو صدا یہ آتی ہے کان مین کہ بس اب تو حباب اب بسر نہین

کوئی کو ہوا او ڈھونڈھتا جو پھرے جنوب و شمال مین
نہین اوسکو قید جہانکی وہ کہان نہین وہ کدھر نہین

مرے اوسکے بیچ ہے معاملہ وہی اوسکو خوب ہے جانتا
یہ مقام راز و نیاز ہے دل و جان کو اسکی خبر نہین

تم اور اوسکے نہ ایسے یہ اثر دکھائے گا ایکدن
مرا نالہ شب ہجر ہے یہ صدائے مرغ سحر نہین

مین قبول خاطر خلق ہون کہو کسطرح سے جہان مین
وہ زمین ہون جسمین شجر نہین وہ فلک ہون جسمین قمر نہین

مرا نالہ آہ یتیم ہے کہ نہین کچھ بھی اسکا خیال ہے
یہ اثر دکھاتا ہے اوس جگہ کہ جہان دعا کا گذر نہین

نہ غرض نسیم سحر کی کچھ نہ صبا سے کام جہان مین
کہین نامہ بر سے پیام کیا او نہین کیا ہماری خبر نہین

وہ فلک نہ غیرت حضرتین مین فسردہ خاک ہون
مجھے کیا امید وصال ہو جو نظر پڑا تو گذر نہین

نہ چھپا جمال نقاب مین کہ یہ برق شعلہ طور ہے
کبھی چھپ سکیگا نہ اے صنم ترا جلوہ تیری کمر نہین

وہی نور ہے وہی طور ہے وہی برق حسن و جمال ہے
کوئی کیا مجال کہ جو دیکھے کسی آنکھ مین یہ نظر نہین

کرے دید اوسکی مجال کیا وہ جمال دشمن عشق ہے
جھلک اوسکی جسکو نظر پڑی اوسے پھر کسیکی خبر نہین

وہ جمال ہوش ربا ہے وہ کہ ہمیرون کو غش آگیا
اوسے دیکھ لے جو نگاہ سے کسی آنکھ کا یہ جگر نہین

جو وہ کر تمہین مرا امتحان پڑین بیچ والے نہ درمیان
اگر آگ مین بھی وہ پھینک دے تو خلیل کچھ مجھے ڈر نہین

جام اوٹھا ساقیٔ گلفام گھٹائین آئین تو
گرم ہو صحبت مے سرد ہوائین آئین

زندگی بھر نہ کھلا ساز نفس کا پردہ تو
ایک اس تار سے کیا کیا نہ صدائین آئین

ہجر مین یاد کے سمجھا مین دھوان مرگھٹ کا
کالی کالی جو پہاڑون سے گھٹائین اوٹھین

اوٹھ گیا یار جو برسات مین پہلو سے مرے
بیکسی پر مری رونیکو گھٹائین آئین تو

کس پہ برباد کیے کاکل کا مین بلوا بھولون
کہ بلائین مری لینے کو بلائین آئین تو

بشر و حور و پری سے نہیں ترے سے انداز
تجھ مین حیرت ہے کہ کیا شیوہ و ادائین آئین

فاتحہ پڑھ کے جو وہ گنج شہیدان سے پھرا
شور و شر دیر ہزارون مین صدائین آئین

دل نے چھپائے ہیں الم اشک بھی نکلینگے مگر تو
پینے بھی ہے گا یقین آہ جو گھٹائین آئین

مے و معشوق سے ہر چند کہ توبہ کی ہے
دل مین لہرا گئی جب وقت گھٹائین آئین

کوچۂ عشق و محبت مین قدم لینے کو تو تو
لاکھون آسیب ہزارون ہی بلائین آئین

پردۂ گوش گل تر مین جو کھٹکے کھٹکے
درد انگیز کسیکی تو صدائین آئین

جال دنکو کسی کاکل نے جو مارا اجھر پر
بل کی لیتی ہوئی راتون کو بلائین آئین

چادرِ اشک گھٹا اوڑھ پہ ہوئی آنکھون کو
ہجر مین کچھ بھی نہ سوجھا جو گھٹائین آئین

سوت آئی نہ رقیبون کو کسی روز خلیل
یونہی تو ہر سال زمانے مین وبائین آئین

مے کی رغبت ہوئی موزون کی صدائین آئین
شکر ہے شکر ہے گھنگھور گھٹائین آئین تو تو

اونکی زلفون کی محبت مین ہوا جب سودا
چین سے سیکھے لیے بندھکے دوائین آئین

تیرگئ غم سے مبدل ہوا سامانِ نشاط
گھٹ گیا دم خفقان سے جو گھٹائین آئین

آگئے پیش جو مین رکھی ہے مکافاتِ عمل
جو کہا جسکو وہی مجکو صدائین آئین

ورد لب نام علی تھا تو رہا دل محفوظ
در پہ تھا حرز تو گھر میں نہ بلائیں آئیں

اوسنے ہر رنگ سے انسان کو پہنچایا رزق
بطن مادر میں لہو بنکے غذائیں آئیں

پاکبازی نے پس مرگ دکھایا یہ اثر
کہ کفن کو مرے حوروں کی ردائیں آئیں

کسنے دیکھا ہے جمال رخ پر نور اوسکا
طالب دید کو پردے سے صدائیں آئیں

کس زبان سے میں کروں شکر ترا اے رزاق
دانت نکلے تھے جب منھ میں غذائیں آئیں

دل ہوا مورد آفات گناہوں کے سبب
فسق جس گھر میں ہوا اوس میں بلائیں آئیں

برگزیدہ اوسے خالق نے کیا ہے ایسا
شجروں سے جسے باغوں میں صدائیں آئیں

گھر یار کا ادراک ہوا جب منظور
کچھ نہیں غیب سے مجکو یہ صدائیں آئیں

جسنے دیکھا اوسے بیساختہ چلا اوٹھا
دہن گنگ تلک سے بھی صدائیں آئیں

زار ہوں چھیڑیے نالے نکروں گا زنہار
تار سے اشک کے ہرگز نہ صدائیں آئیں

جام پر قوس ہے صورت طاؤس میں
دیکھ ساقی طرب انگیز گھٹائیں آئیں

دل طلسم غم و اندوہ میں ہے یا پھنسا
گم ہوئی نوح تو کیا کیا یہ بلائیں آئیں

کسکے بار سیہ زلف کا سودا ہے مجھے
ناگ پیچ سے جو مرے گھر میں بلائیں آئیں

کان کھولے مری غفلت میں جو حسرت نے خلیل
سیکڑوں شہر خموشاں سے صدائیں آئیں

میکشی میں کٹیں شباب کے دن
نہ دکھائے خدا خضاب کے دن

آفتیں ہجر یار میں جھیلیں
تھی بلا مدت عذاب کے دن

ڈر یہ ہے سب حساب گندہ ہے
کیا قیامت ہونگا میں حساب کے دن

شکوہ ایام ہجر کا ہے فضول
سخت ہوتے ہیں انقلاب کے دن

منہ دکھایا نہ وصل کی شب نے
نہ پھرے عاشقِ خراب کے دن

حسن آخر ہے گرمیان نکھرو ؎
اب نہیں وہ رہے شباب کے دن

کیون نہ دل دھڑکے روز ہجر خلیل
ہول ہوتی ہے اضطراب کے دن

ہجر مین موت ہین حیات کے دن
نظر آتے نہین نجات کے دن ؎

مر بھی جاؤن تو وہ نہ یاد کرین
فاتحہ دین نہ شب برات کے دن

کسی شے کی ہوس نہین شبِ ہجر ؎
نہین مرغوب کچھ وفات کے دن

یاد ہے لطف وصل ہجر کی شب ؎
قدر ہے زیست کی وفات کے دن

صدمہ عشق و عاشقی سے خلیل
مر کے کاٹے ہین اس حیات کے دن

سیر ہی مین سلاکشِ زندان گشتہ ہین بیہین ہیا
دل خاک ہو شگفتہ اوس گل کی انجمن مین

اے سوزِ ہجرِ جانان بھڑکا یہ آگ تن مین ؎
رہتا ہے شکوہ نالان دل اوسکی انجمن مین

گلگشت کو اگر وہ رشکِ بہار جائے ؎
کیا اوسکی جستجو نے چھڑوا دیے ہین مسکن

رندون کی یہ دعا ہے ایسی بہار آنے
گالون پہ خط عیان ہے آئینہ دیکھیے تو ؎
فصلِ بہارِ گل مین دو نو طرب فزا ہین

بھاگڑ کا وقت آیا ہلچل ہے اب وطن مین
کھٹکے ہزار ہا ہین بلبل کو اس چمن مین

لالے کی طرح داغی ہر عضو ہو بدن مین
کیا بولتا ہے رنگی بلبل مرا چمن مین ؎

شادی سے پھولے جاتے کچی کلی چمن مین
پروانے ہین چمن مین بلبل ہین انجمن مین ؎

صحرا مین قہقہے ہون اور چہچہے چمن مین ؎
گھاس اسقدر بڑھی ہے گل چھپ گئے چمن مین

بلبل ترا ترانہ میری غزل چمن مین ؎

انھون کا قول یہ ہے دیدار عام ہوگا ❊ دیکھیگا کون جسدن بیٹھا وہ انجمن مین

خالی فروتنی سے اپنی نہین ریاضت ❊ جب کی ہے ہمنے ورزش مٹی ملی بدن مین

کرتے ہین عشقبازی معشوق نوجوان سے ❊ جمتا ہے رنگ اپنا اکثر سُنے چمن مین

ہنس ہنس کے عکس دندان وہ شوخ اگر دکھائے ❊ جل جل کے آبلے ہون دُر سیپ کے دہن مین

عشق مژہ نے مجھکو ایسا سکھا دیا ہے ❊ کانٹے ہین مثل ماہی سب پسلیان بدن مین

نالون سے بلبلون نے گلشن مین سر پہ ایا ❊ ہو خشک مثل منقار انکی زبان دہن مین

کیا ہو خدا یہ صحبت عصیان سے دل سیہ ہے ❊ کھاتے نہین ہین کھانا جب چاند ہو گہن مین

مجرم پر گواہی دیتے ہین بے زبان بھی ❊ شاہد تھا چاک دامن یوسف کے پیرہن مین

اہل عدم عدم مین سر پیٹتے ہین اپنا ❊ غربت مین جیسے ہو کوئی کہرام ہے وطن مین

نور جمال جانان پردے سے بھی عیان ہے ❊ خلوت مین وہ نہان ہے جلوہ ہے انجمن مین

رویا جب اوسنے آگے شوخی سے بول اوٹھے وہ ❊ برسات آگئی ہے جھولا پڑے چمن مین

مین جیسے ناتوان ہون بے آب و تاب ہے نظم ❊ زشتی سے پڑ گیا ہے رخنہ دُرِ سخن مین

جینے سے تنگ ہون مین بے ساقیِ پریرو ❊ ہے دورِ جام حلقہ پھانسی کا انجمن مین

پہونچی ہے اب یہ نوبت نقارچی ملک بھی ❊ ڈنکے بجا رہے ہین شعر و سخن کے فن مین

ہر دل عزیز اگر وہ ہوتے نہ ابتدا سے ❊ پڑتے کبھی نہ جھگڑے یہ شیخ و برہمن مین

ہے قاتل خلائق چشم سیاہ اوسکی ❊ شیرون سے بھی سوا ہے مردم کشی ہرن مین

افسوس نامیون کے کیا کیا نشان مٹے ہین ❊ خوشبو رہی نہ باقی سادات کے بدن مین

اتنا نہ مل چلو تم پچھتاوگے خبردار ❊ وہ اے خلیل یکتا ہے دلبری کے فن مین

خاک اوڑتا ہے ناتوان مشہور سر برسات مین
اوسکو نہیں سکتی ہی گرد رہگذر برسات مین تو

لطف بارش کیا سو وہ پاس اگر برسات مین تو
ابر ہر دوست ہے بد تر ابر تر برسات مین

مرتی ہے اوسپر خلائق شب بسر برسات مین
گرتے ہین اکثر پتنگے شمع پر برسات مین

سبزۂ خط رخ دلبر کا جب سے عشق ہے تو
خضر کا بیڑا اوٹھاتا ہو گلین ہر برسات مین

سینہ کوبی کیون نہ عاشق جوش گریہ مین کرین
گوشتے ہین لوگ کوٹھے شب بسر برسات مین

منہ دکھاتا ہی نہین وہ غیرت شمس و قمر
چھپا رہا مہ ابر کی طرح دو دو پہر برسات مین

رحمت حق سے بخشون کا ہوتا ہے گزر
مثل چوب تر برستی ہے سپر برسات مین

بجلیان گرتی ہین غضب کی طرف اگر ہون ہائے ہائے
لوٹ ہوتا ہے بہت نالون کا اثر برسات مین

اسکی چھت کی نیچے نام ہے جسکا فلک
بے تمہارے لوٹتا ہون رات بھر برسات مین

ابر رحمت پر ہے رزق اہل عالم کا مدار
کال پڑ جائے نہ برسے مینہ اگر برسات مین

تشنۂ دیدار ہون ترسا نہ مجکو اے مسیح
ہجر مستسقی نہایت ہے خطر برسات مین

فیض ابر برسکالی سے جوان ہوتے ہین پیر
راست ہوتی ہے کمانون کی کمر برسات مین

دیکھیے ہووے نجے نہ ہو نجے یہ تردد مجکو ہے
ڈوبتا رہتا گیا ہے نامہ بر برسات مین

خام جو ہے اوسکا پانی سے بھی اٹھتا ہے فروغ
پڑتی ہے اوس آفتابی ڈھال پر برسات مین

داغ دیکر مجکو سو سو بار ہوتا ہے نہان
جھلکیاں دکھلا کے وہ مثل قمر برسات مین

دشت غربت رات اندھیری مینہ کی شدت بیکسی
مجسا بھی ہوگا بھلا کوئی بشر برسات مین تو

سوکھے دھانون پر گیا پانی ارے ہم ہو گئے تو
وہ جو نکلا مثال ابر تر برسات مین تو

سانولوں کی ٹھیکری بھی کہین شوخی سے ہم
لال جیسے سر پہ اوسکے ہوا اگر برسات مین تو

صنعت باری نہ پائی ہے کبھی کم جڑتے خلیل
کاغذی لیمو کو کیا ہو نجے ضرر برسات مین

اپنی خطا پہ دل مین بشر منفعل تو ہو ؎
دُرِ نجات ہے صدفِ انفعال مین ؎

جز رخِ دلی سے کیا طلبِ مال و زر کرون
کھلجائیگا بخیل کا پردہ سوال مین

موتی کے مانگنے سے بھی جاتی ہے آبرو
پڑجاتین آبلے کفِ دستِ سوال مین

کامل کو سب عزیز جو رکھتے ہین مثلِ روح
کیا نور بادہ مصر ہے اہلِ کمال مین ؎

جو دل مین ہے وہ آ نہین سکتا زبان پر
کیا کہیے منہ سے کون ہے حسن جمال مین

ملتا ہے دل کو نعمتِ کونین کا مزہ ؎
ذوقِ جمالِ یار سے شوقِ وصال مین

اوس گل کے دامِ زلف کو دیکھے تو عندلیب
چلتے اسیر ہونکے باندھے گا جال مین ؎

پیدا صفا ہے قلب مین رویا کرو خلیل
ہے یہ دُرِ یتیم اسی آبِ زلال مین ؎

روزِ الست سے ہے وہ میرے خیال مین
اللہ کب سے محو ہون شوقِ وصال مین

تحلیل روح ہولی ہے شوقِ وصال مین
رہتا ہے آفتاب ہمارا زوال مین ؎

دریا سے شور کی بھی مقید رہا ہوسے
چھوٹا کوئی نہ پھنسکے محبت کے جال مین

ہے منفعت جو ربط ہے خاکسار سے
کھانے کا ہے ثواب ظروفِ سفال مین
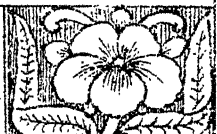
مردم کشی مین دیدۂ خوبان دلیر ہین
دیکھو تو مردمی ہے یہ چشمِ غزال مین

ہو انفعال کچھ بھی تو رحمت کا در کھلے ؎
قفلِ نجات کی ہے کلید انفعال مین

سچ کہتے ہین کہ مرگ بھی انبوہ کا ہے جشن
دل عاشقون کے شاد ہین زلفون کے جال مین

دل اوڑکے آپ پھنستا ہے اللہ ری کشش
آہن ربا کا جذب ہے زلفون کے جال مین

معشوق خوبرو کا تنزل نہین پسند ؎
دیکھین نہ آفتاب کو بھی ہم زوال مین

جو پھنسکے چھوٹ جاتے ہین اونکا یہ قول ہے
اوکھن فشار قبر ہے زلفون کے جال مین

کسنے نجان دی ترے کندن سے رنگ پر
لاکھون ہوے تباہ تمناے مال مین

دریا زمین پر مہ و خورشید چرخ پر
پھرتے ہین سرکے بھل ترے شوق وصال مین

عقدہ نیاز و ناز کا ہرگز نہ حل ہوا
آیا نہ حسن و عشق کا قصہ خیال مین

آخر فراق یار نے لی جان اے خلیل
تحلیل روح ہو گئی رنج و ملال مین
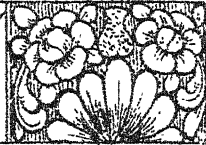
جس جگہ بیٹھ گئے ضعف سے کم اوٹھتے ہین
مصحفی طرح کبھی نام کو ہم اوٹھتے ہین

دیگر

نالے کرتا ہون ترے دل مین اثر ہو کہ نہو
صور مین پھونکتا ہون تجکو خبر ہو کہ نہو

کردیا کور سواد شب تنہائی نے
مجکو کیا کام ہے دنیا مین سحر ہو کہ نہو

مین تو شاعر ہون غلو کرتا ہون کہتا ہون عدم
مجکو کیا کام حسینون کے کمر ہو کہ نہو

ہجر مین وصل کی امید پہ مین روتا ہون
پانی اس نخل کو دیتا ہون ثمر ہو کہ نہو

حشر پر وعدہ دیدار ہے مین ڈرتا ہون
پھیر ہووے گی رخ یار ادھر ہو کہ نہو

طالب بوسہ ہون منہ اپنا دکھاؤن تمہین کیا
غش ہو سکتا ہون مجھے تاب نظر ہو کہ نہو

پیار دل کھولکے کریون کوئی حسرت نرہے
رات پھر وصل کی اے رشک قمر ہو کہ نہو

پھر وہی طول شب ہجر نظر آتا ہے
پھر وہی ہے مجھے دھڑکا کہ سحر ہو کہ نہو

شعلہ و برق شرارت نے بنایا ہے تمہین
تمہین منصف ہو کہو ہر بات مین شر ہو کہ نہو

دل غم و درد سے خالی نہ رہے عاشق کا
گل لالہ کی طرح داغ جگر ہو کہ نہو

تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤن گا
درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

بھیجکے یار کو خط رہتی ہے تشویش مجھے
دیکھیے وان مرے قاصد کا گذر ہو کہ نہو

کیونکر نہ کہون تمھین مسیحا — درد دل زار کی دوا ہو

ہے تیر نظر جو سرفرازے — پابند طریق نقش پا ہو

کیا مجھکو جنون مین چاہیے عقل — یا لنگ کو حاجت عصا ہو

اکدم کو تو دو جا ہستا ہون — خیمہ ہے سر اسباب کا ہو

اے شوخ عشق پہنچکے سے تو — جو چیز کہ یار کے سوا ہو

سنتے ہین بہشت کی تری بو — نقشہ تو نہ روے یار کا ہو

کیا راہ عدم ہے صاف و ہموار — اندھے کو نہ حاجت عصا ہو

ہم تم دونو ہین خط توام — ناقص ہون ایک اگر جدا ہو

کیا کرے مری طرح غم اگر چرخ — پھر ال سکے یہ امتلا ہو

منظور ہے جو ہو سے نفس کش — اس سنگ سعادت ہما ہو

کرتا ہے پرورش وہ سبکی — لولا لنگڑا اگرا پڑا ہو

پیری مین شیخ کیون بھرون دم سرد — ٹھنڈی دم صبح کی ہوا ہو

کس کسکو کیا نہ تونے برباد — اے حرص و ہوا ترا برا ہو

خالی ہی نہیں یا سبو کوئی — رندا نہیں ہو خواہ پارسا ہو

ہو سبزہ کہ خنجر اشہر دل — بولی نہ کہین گرہ کشا ہو

زلفین تری بال بال کھولون — گر عقدہ پادشاہ کا ہو

یون تشنۂ وصل کو لگا تیغ — غل قتل کا تا بکربلا ہو

پھیر لیگے نہ منہ کو عاشق خال — خنجر اپڑا جو توبہ کا ہو

ابرو کا نہ عشق دل سے ہو دور — ناخن کب گوشت سے جدا ہو

تلوار جو مجھکو تم لگاؤ تو — ہر زخم سے شور مرحبا ہو

شک مجھکو ہے آپکو دہن مین — ہنس دیجیے تو یہ عقدہ وا ہو

کرتے ہو خلیل بت پرستی
مشہور جہان مین پارسا ہو تو

پھول وحشت نے گلستان سے جو مارا مجھکو — گل کے کھانیکا کیا ہے یہ اشارا مجھکو

ناز سے منہ کو جو زلفون مین چھپا لیتے ہو تم — جیسے بھایا ہے یہ انداز تمھارا مجھکو

بس نہین آج خفا یار ہے دشمن ہے جہان — ایسے جینے سے تو مرنا ہے گوارا مجھکو

آگیا یاد ترے کان کا موتی اے ماہ — نظر آیا جو کبھی صبح کا تارا مجھکو

سرو قد سیب ذقن غنچہ دہن گل رخسار — تیرا نظارہ ہے گلشن کا نظارا مجھکو

چشم بیمار کی الفت نے تو بیمار کیا — پیچ مین لاکے تری زلف نے مارا مجھکو

دل کا لینا ہے اگر یہ نظر حاضر ہے — جان جان تجھسے سوا دل نہین پیارا مجھکو

یہی رہتا ہے زبان پر تری دنرات خلیل
بے اجل حسرتِ دیدار نے مارا مجھکو

قتل مین میرے تحمل یا رب گران جانی نہو — رنج قاتل کو نہو مجھکو پشیمانی نہو

چھوٹ جاؤن غم کے ہاتھون سے نکلجائے جو دم — پاؤن کی زنجیر میری لے گران جانی نہو

حیف کی جا ہے کہ قاتل سیکڑون سیراب ہون — میری قسمت کا تری شمشیر مین پانی نہو

عطر مجموعہ کا زلفون مین ملا ہے یار نے — دیکھیے کس کسکے دل کو اب پریشانی نہو

حسرتِ دل کی رقم مضمون ہین دیوان مین مرے — ہر ورق کیونکر بیاض چشم قربانی نہو

دل مین رہتا ہے بت کافر کی کاکل کا خیال — میری صورت سے عیان کیونکر پریشانی نہو

نسبت نہین ہے گیسوے پُرخم سے یار کی
زنجیر کو کمند کو سنبل کو دام کو

زخمِ جگر کو تیرون کی پیکان سے بھر دیا
بھیجے یہ تحفے خوب پیامِ التیام کو

عاشق کے مُنہ سے مُنہ کو کسی دن ملائیے
شیرین دہن کبھی تو کرو تلخ کام کو

لہرا رہی ہے زلف خطِ روے یار پر
صیاد نے لگایا ہے سبزے مین دام کو

یان مر کے بھی نہ سلسلۂ فقر جائیگا
تکیے مین لوگ گاڑینگے مجھ تلخکام کو

دن گذرا رات گذری نہ تجھے کرم کیا
کیا خوب کہگئے تھے کہ آؤنگا شام کو

کم سلطنت سے حسن کا رتبہ نہین خلیل
مین در پہ اوسکے دیکھتا ہون خاص و عام کو

رو دل یہ ہجرِ بتان مین دل اگر بیتاب ہو
پتھرون مین آتشِ پنہان کے جلے آب ہو

بحرِ ہستی مین ہوا سرگشتۂ ذوقِ فنا
پھرتی ہے کشتی ادھر میری جدھر گرداب ہو
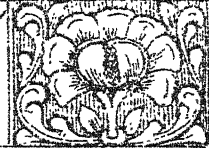
ہر طرح سے پار اوتر جائینگے تیرے عشقباز
بحرِ غم مین پُل ہو یا کشتی ہو یا پایاب ہو

ہو گئی حیرت جو آئے لختِ دل آنکھون کی راہ
لعل جیسے دریا سے نکلین کیون نہ استعجاب ہو

ہے خجل کیسہ کا باعث گرمیِ رخسارِ یار
موم آتش سے جب ہوجائین پیچ و تاب ہو

سینے جب اپنے لگے مین وہ بتِ خورشید رو
ہر ستارہ نقرئی زنجیر کا قلاب ہو

پھونک دین ہو شبِ غم مین اگر سامانِ عیش
پھوڑ ڈالون آنکھ فرقت مین جو میلِ خواب ہو

آرزوے عشق غارتگر تری تاثیر سے
مین ادھر نالے کرون وہ شب ادھر بیتاب ہو

تو وہ ہے خورشید رو تجھسے مقابل ہو اگر
ایکدن مین گھٹتے گھٹتے ماہِ نو مہتاب ہو

دم نکلجائے یون گر فرقتِ محبوب مین
بادۂ گلگون کلیجے کو مرے تیزاب ہو

یار کو نامہ رقم کرکے جو ہم رونے لگین
خط کے لیجانیکو اپنا نامہ بر سیلاب ہو

اشکباری کے سبب ناسور آنکھین ہو گئین / غار پڑ جاتے ہین جسجا پر گذارِ آب ہو

کیا تماشا ہو جو نالہ ہو مرا گردون کے پار / تیرِ بے پیکان سپر توڑے تو استعجاب ہو

آہ سے کیونکر نہووے شدتِ گریہ فزون / جب ہوا چلنے لگی تب جوشِ موجِ آب ہو

دیکھ لے جب چاہے حالِ آفتاب وے یار / قلبِ عاشق صاف اگر ہووے تو اسطرلاب ہو

ڈوبکر نکلا نہ دل چاہِ زنخدان سے ترے / ورنہ آتا ہے ابھر جو شخص غرقِ آب ہو

وصلِ یوسف سے زلیخا کا نہوتا کس طرح / جلد ہوتا ہے اثر ظاہر جو سچا خواب ہو

دیدۂ تر سے ہے میرے سر تلک سیلابِ اشک / ورنہ دیکھا ہے کہین کشتی کے اوپر آب ہو

دھیان ہو مرغِ سحر کا وصل کی شب مین کسے / شورِ محشر سے نجاگون یار اگر ہمخواب ہو
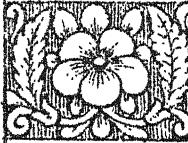
مطمئن ہین دشمنِ اسفل سے اعلی اے خلیل
آتشِ موسیٰ کو کیا عالم مین خوفِ آب ہو

چشمون سے گریہ کم دلِ اندوہگین نہو / تا موج بحر پر شکن آستین نہو

نالہ رسا جو تا سرِ عرشِ برین نہو / نقشِ مرادِ دل کبھی کرسی نشین نہو

کاٹون گلے کو آپ جو قاتل کہین نہو / پھانسی مین دون جو حلقۂ فتراکِ زین نہو

آتا نہین ہے چشمِ تصور سے بھی نظر / موے میانِ یار بھی خطِ جبین نہو

ہوتی نہین ہے قہرِ خدا کی کسیکو تاب / اے بت خدا کیواسطے چین بر جبین نہو

اہلِ صفا کی ترکِ وطن مین ہے آبرو / ہرگز صدف مین قیمتِ درِّ ثمین نہو

حاصل نہووے لطفِ قناعت حریص کو / پر بوالہوس کو لذتِ نانِ جوین نہو

چھٹجاؤن غم سے مین جو نکلجائے تن سے تو / زنجیرِ پاؤن کی مری جانِ حزین نہو

کہتا ہے اپنے عکس سے آئینہ مین وہ بت / مجھسا زمانہ چاہے تو پیدا حسین نہو

یکجا اجتماع و صوت سے میرے ہین اسقدر
حق حق بھی مین کہون تو تیون کو یقین ہو

دیگر

توڑونگا اپنے یار کی شرم و حجاب کو ✽
سنتا ہون دشمنی ہے حیا سے شراب کو

بھڑکایا گر شراب نے حسن شباب کو
پھونکے گی آتش رخ دلبر نقاب کو

دولت ملی تو کرتے ہین کمظرف سرکشی
فوارہ ضبط کر نہین سکتا ہے آب کو

آئینہ بنتے ہی جھپکنے سکھاتا ہے شوخیان ✽
یہ لوح توڑتی ہے طلسم حجاب کو ✽

اعجاز حسن یار دکھایا کیا مدام ✽
دھبا لگا نہ آتش رخ سے نقاب کو

پیدا ہین داغ پر دل سوزان کے کیا دھوئین
ٹوپی کی احتیاج نہین آفتاب کو

آئین ہنر سے در پہ تو حاصل ہو کبھی ✽
مہتاب کو کمال شرف آفتاب کو

چکر پہ عشق حسن رخ یار نے دیے
پتھر کی بنا دیا ورق آفتاب کو

اس برق وش کو تو نظر ہو تو اے فلک
بجلی سے کرلے حلقہ بگوش آفتاب کو ✽

تشبیہ خلد سے رخ رنگین کو دیجیے
پردہ در بہشت کا کھینچے نقاب کو ✽

دیکھا تڑپتے مجھکو جو بے یار ابر مین ✽
بجلی بھی بھول بھول گئی اضطراب کو

وحشت مین اوسکے کان کی بجلی کو چھو گیا ✽
پکڑا سمند حسن پری کی رکاب کو

نیند ایسی اک پری کے تصور مین اڑ گئی
آنکھین ترستی ہین مری ذرات خواب کو

نیرنگ عشق اس سے زیادہ ہے اے صنم
ہنسیے نہ دیکھکر مرے حال خراب کو

کرتا ہے کوئی دانت جو پیری مین اے خلیل
روتا ہون ڈاڑھین مار کے عہد شباب کو ✽
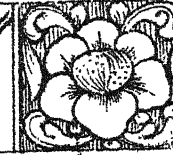
نہین ملتی رہائی دل گرفتار محبت کو
شفا ہوتی نہین عیسی سے بیمار محبت کو

مسیحائی کا دم بھرتے ہو دکھلا دو مسیحائی
اجل کا سامنا رہتا ہے بیمارِ محبت کو

دلا پھانسی کی ایذا روح کو اس سے پہونچتی ہے
سنبھلکر ڈالنا گردن مین زنارِ محبت کو

سزا کو عاشقون کی زلفِ محبوبان خندہ رکھتے ہین
یہی پہناتے ہین بیڑی گنہگارِ محبت کو

شرابِ عشقِ چشمِ یار سے مدہوش رہتا ہون
مغان تکلیفِ مے بیجا ہے سرشارِ محبت کو

رگڑواتا ہے گردون ایڑیان کوی حسینا ز
پہونچتے ہین بڑے صدمے طلبگارِ محبت کو

دکھاتے ہین جو شانِ بے نیازی وہ کبھی اپنی
چڑھاتے دار پر ہین نازبردارِ محبت کو

بتون کے عشق مین کھو یا دل و دین سخت نادم ہون
وہ کافر ہو پھر اب پہنے جو زنارِ محبت کو

نگاہِ پاک گر رکھے جو بازارِ حسینان مین
ہر اک یوسف نظر آئے خریدارِ محبت کو

نہ گستاخانہ لے شوقِ ہم آغوشی اوس سے
دلِ معشوق سے نازک سمجھ بارِ محبت کو

خط و رخسارۂ رنگین سمجھے دو نو برابر ہین
گل و رخسار ایک ہین گلچین گلزارِ محبت کو

اجل ہے گھات مین دم توڑتا ہون تم مسیحا ہو
اکیلا چھوڑ کے جاؤ نہ بیمارِ محبت کو

صنم للہ اپنے نرگسِ بیمار کا صدقہ
چھڑا دے غم سے اپنے دل گرفتارِ محبت کو

اشارون مین بیان کرتا ہون حالِ دلِ خلیل اوس سے
زبان پر بھی نہین لاتا ہون اسرارِ محبت کو
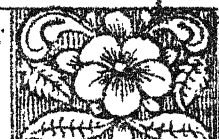
اوٹھے گی برہم ہوئیگی بل کرنیکی خو گیسو
سکھایا زلف کافر کیش نے اوس طفلِ ہندو کو

دکھایا جب سے اوسنے جلوۂ رخسار و گیسو کو
نہ راحت ہے مسلمان کو نہ آسائش ہے ہندو کو

محبت اوسکی مجھ سے پاک ہے اوسکے گیسو کو
یہ مصحف ہے جسکے واسطے سودا ہے ہندو کو

دعا سوتے مین ہے مانگی جو دیکھا اوس پری رو کو
خدا دے طول روز افزون شبِ تاریک گیسو کو

ہتھیلی سے تپلا تھا بہت دعویٰ صفائی کا
کھلی قلعی جب آئینہ نے دیکھا یار کے رو کو

جو بے پردہ خلیل اوسکے رخِ پرنور کو دیکھین
مسلمان ہو کے عزمِ کعبہ ہو ہر ایک ہندو کو

ہوتا ہے پیچ و تاب مرے بال بال کو
مجھ سے نہ مثلِ زلف بڑھاؤ ملال کو

کیون سر پہ چھید و بند کی کہتی ہے تجکو فکر
اے زلفِ یار سر پہ نہ لے اس وبال کو

ابروے یار دیکھکے قالب سے ہی کیا
کھٹکا اپنے بانکپن کا بڑا بل ہلال کو

کہتا نہیں وصال مین بھی مدعاے دل
بند آستین مین رکھتا ہون دستِ سوال کو

زلفون مین بل ہین دانِ دل وحشی کی خیر ہو
پھندون سے بھی پکڑتے ہین اکثر غزال کو

اے رشکِ گل چمن مین کوئی گل کھلائیے
بوٹے سے قد یہ اور بڑھے گلنار شال کو

اللہ ری مردمی تری چشمِ سیاہ کی
دل شیر کا دیا ہے خدا نے غزال کو

ایسی کمر ہے یار کی باریک وقتِ فکر
سوجھی کبھی نہ شاعرِ نازک خیال کو

بوسہ نہین دیا لبِ شیرین کا یار نے
غربا عطا کیا ہے یہ مجھ خستہ حال کو

اے بت تجھے یقین محبت ہو یا نہو
اللہ ہی جانتا ہے مرے دل کے حال کو

خط سے صفائی چہرۂ محبوب اڑ گئی
اس چور نے بجھا دیا شمعِ جمال کو

اے ماہ تیرے طوقِ گریبان کے سامنے
ہنسلی کی ہڈی جانتا ہون مین ہلال کو

کیا نشۂ شراب جوانی اوتر گیا
روتا ہون آفتاب سریع الزوال کو

کر کے بناو آئنہ دیکھو نہ بار بار
اپنی نظر بھی لگتی ہے اپنے جمال کو

آتا ہے جی مین اوس بتِ خوشخط کو دیجیے
وصلی پہ لکھکے فقرۂ شوقِ وصال کو

چپکے سے ہمنے بوسہ مانگا جب اونسے تو بول اوٹھے
گونگے کی بھی زبان کھلی ہے سوال کو

دل کا نشانہ اڑ گیا جب سامنا ہوا
مسّا تفنگ کا مین سمجھتا ہون خال کو

دون نقدِ دل نہ غیر کو ہرگز سوائے یار
دیکھا ہے ہم نے لعل در آتش ہلال کو

بوسہ دو گالیاں دو نہ دو کچھ جواب دو
آیا ہے اے کریم یہ سائل سوال کو

رشنے سے میرے دل کی کدورت فنا ہوئی
کاٹا ہے تیغ آب نے کوہِ ملال کو

کمسن ابھی ہو میرے دمِ سرد سے ڈرو
پالے کا خوف چاہیے ہر نونہال کو

آنکھوں میں جیسے ابروے جانان سما گیا
میں جانتا ہوں شمر کا خنجر ہلال کو

دل لیکے زلفیں اینٹھتی ہیں ابسے یار کے
چوروں نے خوب گانٹھ لیا کوتوال کو

دل اوس بت ملیح کو دیکر اوٹھائے رنج
کھاری کوئیں میں پھینکدیا اپنے مال کو

کرتا ہوں یہ دعا شبِ گیسو کو دیکھکر
ہو طول اسقدر مرے روزِ وصال کو

آیا ہے یار تمکو منانے کیواسطے
تم بھی خلیل دل سے مٹادو ملال کو

کرتے ہیں پیرہن کو مرے تار تار ہاتھ
ہو جاتے ہیں بہار میں بے اختیار ہاتھ

بے غیر مل سکیں نہ مرے زینہار ہاتھ
ضعفِ بدن سے ہو گئے ہیں پشت خار ہاتھ

دیکھے جو سرخ پوش تجھے یار رشک سے
ملتی ہے چمن کی روش پر بہار ہاتھ

اوس بت کے دیکھتے ہی ہوا دل اسیرِ عشق
پتھر کے نیچے دب گئے بے اختیار ہاتھ

ہے ساق پا میں شمعِ سرِ طور کی چمک
دستِ کلیم سے ترا روشن ہے یار ہاتھ

کڑیاں حسین بند کی پھندی میں جال کر
کھیلے گا مرغِ رنگِ حنا کا شکار ہاتھ

قرصِ قمر میں بیجۂ مرجان نظر پڑے
مہندی جو ملکے کان پہ رکھے وہ یار ہاتھ

سوزِ دروں سے یہ کفِ افسوس جب ملے
پتھر کی طرح سے لگے دینے شرار ہاتھ

آیا جو روزِ وصل شبِ ہجر کا خیال
سینہ میں دل اوچھلنے لگا چار چار ہاتھ

ہے ہر اک بیت میں اوس آئنہ رو کی تعریف
یار نامہ ہے ترے چشمِ سیہ کی تعریف ؂
رازِ عاشق سے قلم کی بھی نہ محرم ہو زبان
رشک کا تو کیا ذکر جو مرجاؤں بھی
صفحۂ رخ پہ خطِ یار جو نکلا دیکھا ؂
وصفِ خط کیا کروں اوس آئنہ رو کے آگے
دیدۂ عارض سے مقدم ہے نظارہ خط کا
سبزۂ خط نہیں اوس آئنہ رو کے منہ پر ؂
تیرے کہنے میں تامل ہے تو خط ہے مجبور
خط ہے اوس رخ پہ طلائی یہ خدا کی قدرت
رخ دیکھ کے اغیار نہ اب غدر کریں
مطلبِ خطِ رخِ یار کو دل جانتا ہے
وصل کی یاد سے ٹھہرے تو ابھی شادی سے
وہ زمانہ ہے نہیں کوئی کسی کا پرسان
رہروِ کوچۂ معشوق ہے داغ بسر
دیکھے دل اوس بت کافر کو میں یوں نادم ہوں
آج وہ آئینہ دار آپکی ہیں صحبت میں ؂

نظم میری ہے نظامی کا سکندر نامہ ؂
حال رازِ دلِ عاشق سے کبوتر نامہ
حق تعالیٰ کو نہ لکھتے تھے پیمبر نامہ
تعزیت کا بھی نہ لکھے وہ ستمگر نامہ
میں یہ سمجھا کہ لفافہ سے ہے باہر نامہ
کیا سناؤں میں سکندر کو سکندر نامہ
نامے سے پہلے ہر اک دیکھتا ہے سر نامہ
خطِ ریحان میں لکھا ہے یہ سکندر نامہ
کہتے ہیں لطفِ ملاقات ہے دلبر نامہ
کوئی لکھتا نہیں سونے کے ورق پر نامہ
نہ لکھیں چاہ میں یوسف کو برادر نامہ
سامنے کیا ہے ارسطو کے سکندر نامہ
تہنیت کا میں لکھوں شہر میں گھر گھر نامہ
قیدِ یوسف ہو تو لکھیں نہ برادر نامہ ؂
پیک چلنے میں تو رکھ لیتے ہیں سر پر نامہ
منفعل جیسے ہو قاصد کوئی کھو کر نامہ
بیچتے پھرتے تھے کل تک جو سکندر نامہ

اثرِ عشقِ قدِ یار یہانتک ہے خلیل
اپنے پیشانی پہ رکھتا ہے الف ہر نامہ

ہجر کی شب ہے روزِ حشر کی صبح
دیکھیے کیا اضطراب ہے یہ

دختِ رز کو لگاؤں منہ کیونکر
جانتا ہوں بڑی خراب ہے یہ

دل پہ ہے حالِ رفتگان مرقوم
جس سے عبرت ہو وہ کتاب ہے یہ

خط سے حسن اوسکا قریبِ زوال
اب لبِ بام آفتاب ہے یہ

نہ کٹے گی شبِ فراق کبھی
کافرِ مردہ کا عذاب ہے یہ

دل جلا عشقِ چشمِ بتان میں جو خلیل
نہ سمجھے ہم نرگسی کباب ہے یہ

نہ آیا پھر کے میں روتا ہوں نامہ بر کے لیے
الٰہی خیر ہو بھیجوں کسے خبر کے لیے

ہوا نہ ختم مرے مرنے کا اوس پہ پردہ کو
وہ کون لوگ ہیں گزرتے ہیں جو خبر کے لیے

شبِ فراق میں جسم قلق ہوا ہے مجھے
پڑھا ہے سورۂ والفجر کو سحر کے لیے

خیال لگا ہے کبھی بوجھ اوٹھا نہیں سکتے
کہاں سے لائیے ٹیکا تری کمر کے لیے

کیا غریب کو کشتہ یہ دل میں آتا ہے
لگادون یار پہ تہمت میں نامہ بر کے لیے

دکھاؤ جلوۂ دیدار بند ہوں آنسو
دوا یہ خوب ہے ناسورِ چشمِ تر کے لیے

طمع کے ہاتھ سے ہستے ہیں جانور بھی خراب
گلوں پہ مرتے ہیں سب عندلیب زر کے لیے

ذلیل ہے دلِ بیداغِ عشق یاروں میں
چمن میں قدر نہیں نخلِ بے ثمر کے لیے

خرید کر لیں جہنم کو خواہ جنت کو
یہ دو مکان ہیں تیار اہلِ زر کے لیے

بنائیے رخِ روشن پہ خال سرمہ کا
کہ داغ چاہیے رخسارۂ قمر کے لیے

یہ عشق وہ ہے اوڑاتا ہے جانور کے بھی ہوش
چکور آگ اوٹھا لیتے ہیں قمر کے لیے

حلال ہوتے ہیں لاکھوں ہی بے قصور انسان
یہ حسن دشنۂ قصاب ہے بشر کے لیے

مین وہ ہون طائر بے بال و پر مرا صیاد
دعائین مانگتا ہے سر کے بال و پر کے لیے

کبھی ہوا ہے جو باریکیے سخن کا خیال
تو ہنسنے فکر سے مضمون تری کمر کے لیے

روان ہین آنکھون سے خوناب یاد دندان مین
لہو اوگلتی ہین یہ سیپیان گہر کے لیے

خدا سے کعبہ مین فریاد گیر ہونگے خلیل
کہ یہ شریر ہین آمادہ مجھسے شر کے لیے

کیا قاصدی کریگا بھلا اوس جمیل کی
سدرہ تلک پہونچ ہے فقط جبرئیل کی

جسدن نہ اوٹھکے دیکھون مین شکل اوس جمیل کی
آنکھون کو موند کے سلائی ہون نیل کی

کھو دیتی ہے نگاہِ غضب اوس شکیل کی
طاقت ہر ایک صحیح کی ہے صحت علیل کی

افسردہ خاطری کو یہ عاشق سے پوچھیے
رہتی ہے مضمحل ہی طبیعت علیل کی

یہ عشق خط یار سے ہون ناتوان و زار
ڈھیلی قبا ہے مور کی بھی میرے ڈیل کی

تم جیسے رک گئے ہو مریجان بے سبب
چلتی نہین ہے نبض تمھارے علیل کی

کیجے جلی کٹی ہین نہ اغیار کو شریک
اس جھگڑے مین نہ چاہیے شرکت وکیل کی

پیری مین عشق باز کو ملتا ہے لطفِ عشق
خوش ہوتی ہے سحر کو طبیعت علیل کی

دیتے ہین داغ دل کو بتِ آتشین عذار
کعبہ کو پھونکتے ہین وہ ہالی خلیل کی

باتین بنا کے غیرون نے کروا دیا بگاڑ
جب اونسے رسم و راہ کی کوئی سبیل کی

سودائے زلف مین ہون یہ مست اے جنون
بیڑی ہے میرے پاؤن مین زنجیر فیل کی

دلداری چاہیے دلِ بیمار کی ہمین
بہر ثواب کرتے ہین خدمت علیل کی

قاصد کی قدر کیون نکرون مین بھی یار بھی
توقیر جانبین سے تھی جبرئیل کی

ملتا نہ دل تو یار سے جھگڑے کا لطف تھا
کھولی مقدمہ کو ہے سازش وکیل کی

دیدار عام ہوگا تو دیکھینگے حشر کو
بنتے ہیں شکل نور کی پتلے اس جمیل کی

رکتا نہیں چھپا کے تہ خاک مال و زر
ملتی ہے خاک میں یہ کمائی بخیل کی

وہ شمع رو پتنگ اڑاتا ہے شاید آج
کھچتی ہے پیچ پڑگیا ہے جو آنے میں ڈھیل کی

رہتا ہے دود آہ دل زار سے سیاہ
کمرہ بنا ہے رہنے کا کوٹھی ہے نیل کی

خدمت غریب شہر ہو دم لاکھوں بار ہیں
چلیے سے کھائی بات نہیں اوس بخیل کی

[illegible] سیکھے ہیں [illegible]
صورت سخی کی رکھتے ہیں سیرت بخیل کی

[illegible] آہ [illegible]
تاثیر ہو جو الفت چشم کحیل کی

[illegible] عشرت [illegible]
ہوتی ہے دیکھنے ہی کو دولت بخیل کی

گھٹتا ہے داغ دل [illegible]
کیا چیز [illegible] بہار ہے شاخ نخیل کی

[illegible] سیاہ [illegible] چل تو اسے جنون
سودا ہے زلف یار [illegible]

[illegible] سمت سے گزرنا پاؤں پر
قاصد تجھے قسم ہے [illegible] جبرئیل کی

مطلع کرو یہ مضمون اشعار رسیلے سب
دیکھیں غزل جو حضرت آتش خلیل کی

وہ رشک گل جو نہیں میرے پاس رہتا ہے
تو عیش باغ میں بھی دل اداس رہتا ہے

امید وصل کہاں میں کہاں وہ شوخ کہاں
دل ایک عمر سے پابند یاس رہتا ہے

سواد شام شب ہجر کا جب آتا ہے
سحر تلک مرے دل کو ہراس رہتا ہے

تمہاری زلف کا قیدی ہوں کیوں نہ غم ہو مجھے
دل اسیر ہمیشہ اداس رہتا ہے

شب وصال میں کرتا ہوں جب اونہیں عریاں تر
خدا کا خوف نہ بندوں کا پاس رہتا ہے

جنون میں بھی یہی دھن ہے کوئی اودھر لیجائے
جدھر وہ دشمن ہوش و حواس رہتا ہے

یہ جی مین آتا ہے جا کر پکار رون
کوئی صنم بھی یہان حق شناس رہتا ہے

لگا یا دل کہین تو سب ہے کہ خلیل
یہ جا سبب ہے جو چہرہ اداس رہتا ہے

بیجرم سر پہ تیغ بت بیوفا لگی
جب سر کے عشق مین کوئی نہ بولا خدا لگی

سودائے زلف یار ہوا ابر بہار مین
پھر مجھ بلا نصیب کے پیچھے بلا لگی

اختر گواہ ہین شب تار فراق کے
سویا کہان کا آنکھ نہ دم بھر ذرا لگی

ترغیب ترک عشق یہ دیتا ہے تو مجھے
دل پر ترے یہ چوٹ نہین ناصحا لگی

گل کی طرح سے پھولتے ہین آپ حسن پر
مارے تمھین بھی باغ جہان کی ہوا لگی

سایہ نہ جنکا ہے پری کی جھپیٹ ہے
مجھکو ہے عشق زلف سیہ کی بلا لگی

ہتکڑیان ہاتھون مین ہین ہمارے ستائیے
چھیڑینگے ہم بھی آپکو جسدن حنا لگی

گل کی طرح سے ہوتی ہے از خود قبا قبا
کیا اے جنون بہار کی مجکو ہوا لگی

دیکھیگا روز حسن پر آشوب یار اگر
سن لینا چشم مہر مین اکدن ہوا لگی

زلفین سنواری جیسے مرا دل ہوا اسیر
پھانسی کہین بنی مری گردن مین آلگی

کیونکر نہ آہ سے ہو سوا شور داغ عشق
آتش بہت بھڑکتی ہے جسدم ہوا لگی

پہونچا کنار یار تلک دل بہک بہک
ہو کر تباہ ناؤ یہ ساحل پہ جا لگی

اللہ ری صاف گوئی محبوب بیوفا
کہنے پہ آگیا تو نہ رکھی ذرا لگی

ہم ہین خراب حال ترا کوسنا لگا
تو ہے فراغبال ہماری دعا لگی

ہوتی ہے پاؤن سے مرے اکسیر خاک راہ
دولت قدم سے ہے مرے اے دلربا لگی

طبع روان نے قافیون کا مضمون دیا مجھے
دریا سے ہاتھ سلک در بے بہا لگی

کام کیا نکلے گا داغِ دل سے جلنے کے سوا
کھوٹے پیسے کو نہیں دیکھا ہے کام آتے ہوئے

فصلِ گل میں کسطرح انکار مے سے کیجیے
جشنِ توبہ کی اوسے دیکھا ہے پچھتاتے ہوئے

ایکدن دیکھا تھا تمکو گھر سے اے نورِ نظر
اشکِ عاشق کی طرح باہر نکل آتے ہوئے

آب و دانہ عشقِ گیسو میں رہا ہم پر حرام
مر گئے جھٹکے اسی زنجیر کے کھاتے ہوئے

رزق اپنا ہے جو کوون کو کھلایا اے خلیل
عمر گذری اپنے حصہ داروں کا غم کھاتے ہوئے

دیکھی نہ وہ کمر ہوئی الفت جو نام سے
غائب ہیں ہو گیا نظرِ خاص و عام سے

کھٹکے ہزار ہا ہیں جہان میں قیام سے
اچھے ہیں جو کہ کر گئے کوچ اس مقام سے

سمجھے انفعال چاہیے فعلِ حرام سے
اے بیخبر ہے بیخبری انتقام سے

الفت میں دل کو کیون نہ ستائے تمہاری آنکھ
بادام کو جدا نہیں پاتے ہیں دام سے

بنت العنب سے کیون نہ ڈرین ہم کہ ہو گیا
عورت نے کیسی کی ہے جدائی امام سے

احسان کرین بلا مین نہ محشر مین گر مجھے
مین گوشہ گیر بھاگتا ہون ازدحام سے

کافر ہو جسنے شکل بھی دیکھی ہو یار کی
ہان عشق دل مین رکھتے ہین الفت کے نام سے

اے چرخ سب طرح کا تنزل قبول ہے
لیکن گرائیو نہ مجھے اوسکے بام سے

ہے بے حجاب عالمِ مستی مین روے یار
شمشیرِ آفتاب ہے باہر نیام سے

اول ہی شب کو وصل مین دھڑکا ہے ہجر کا
کھٹکا ہے دن مین صبحِ قیامت کا شام سے

طفلی مین مجکو عالمِ پیری کا رنج ہے
شبنم کی طرح صبح کو روتا ہون شام سے

اے محتسب نہ چشمِ حقارت سے دیکھنا
بوے بہشت آتی ہے رندون کے جام سے

اہلِ کمال خلق مین ہوتا ہے ایک ایک
خالی زمانہ رہتا نہیں ہے امام سے

کیا انتہا سے حسن نے مغرور کر دیا ؎
نفرت کمال ہے اونہیں سقف کے بام سے

آغاز عشق دیکھ کے بادام چشم یار ؎
ہم پختہ مغز ہو گئے سودائے خام سے

رگ رگ کے کوسے یار ہیں کیونکہ نہیں جان پہ
غافل نہیں ہوں حج حرم میں مقام سے

جاتی ہے آپ بام فلک پر نمازِ عشق
کیا کام نردبان قعود و قیام سے

حلقے سے شاعروں کے گیا چال سی خلیل
خالی ہوئی ہے محفل سبحہ امام سے

کیونکر ڈروں نہ اوسکے خرامِ مشکفام سے
یہ جو بچھے ہیں شیدوں کو بت سیم فام سے

اپنے دہن سے کم نہیں ہم جانتے اوسے
ہے ربط جس نگین کو صنم سیب فام سے

موتی صدف کو لعل کیا سنگ کو عطا
باقی رہا نکوئی مرے فیض عام سے

اونکو کیا خدا نے سلیمان ملک حسن
چمکا ہے خوب بخت نگین اونکے نام سے

اسدرجہ عشق زلف کا مشتاق ہم ہوئے
نسبت قدِ خمیدہ کو ہے اپنے لام سے

ان بدزبانیوں سے زبان کو سنبھالیے
یہ تیغ بید ریغ نہ نکلے نیام سے ؎

اوس بت نے اپنے دل سے اوتارا نہیں مجھے
اللہ نے گرا دیا کعبے کے بام سے

اوس بت کی سنگ در پہ جبین سا ہو تو مٹے
ٹیکا کلنگ کا رخِ ماہِ تمام سے

اللہ ہی بچائے اسیری سے تو بچوں ؎
صیاد دیکھتا ہے مجھے چشم دام سے

تشبیہ لب سے دی تو جلال اونکو آگیا ؎
سرخ آنکھیں کر لیں لعل بدخشاں کے نام سے

اوٹھے تو فرش سے تو گئے آپ عرش تک
کیا معجزہ ہوا یہ تمہاری خرام سے

روزِ فراق کم نہیں بہرِ غم و الم ؎
عاشور کی سحر شبِ ماتم کی شام سے

روشن ہے سواد زلف سی وہ رخ ملیح سے
سرخی شفق کی ہے یہ عیاں رنگ شام سے

جاؤن کنار یار تلک لوٹتا ہوا جو
دے اضطراب موج دل زار اگر مجھے

رکھا بیان نہ کچھ بھی شب وصل یار نے
یعنے دکھائی اوسنے وہان و کمر مجھے

مضمون جو سمجھتا ہے شاید وہ نکتہ فہم جو
حد سے زیادہ ہوتا ہے خوش باندھ کر مجھے

یاد آگئی جو آتش رخسار یار کی جو
لو ہو گئی چمن مین نسیم سحر مجھے

ہے یار کو جو قدر مرے رنگ زرد کی
سر پہ بٹھا لی صورت تعویذ زر مجھے

غیرت نے آنکھ جو دکھایا مآل کار جو
مردون کی قبر ہو گئیں سند گھر مجھے

خاک ہو گیا جو ہو گیا اوس بت کا شیفتہ
ایذا رقیب چاہتے ہین نامہ بر مجھے

جاری ہین اشک رخنۂ کشتی کی طرح سے
دریا مین کیا ڈبو ئیگی یہ چشم تر مجھے

تیغ جفا سے چرخ سے ہرگز نہین پناہ
خشت سر مزار نے دی ہے سپر مجھے

ذرد حنا کی طرح شب وصل یار نے
مٹھی مین لیکے اپنی دکھائی کمر مجھے

آیا جو یاد زانوے دلبر فراق مین
سنگ مزار ہو گیا بالین سر مجھے

عاشق ہون خال و زلف کا زیبا ہے شعلہ رو
تو عود کی طرح سے جلائے اگر مجھے

پرواز منحصر ہے مری دست غیر پر
بیکار مثل تیر ملے بال و پر مجھے

حصہ ازل کے دن جو بنا حسن و عشق کا
نور قمر ملا اوسے داغ قمر مجھے

جام شراب نوح کی کشتی سے کم نہین
طوفان بحر غم سے نہین کچھ خطر مجھے

کیون سنگسار کرتے ہین لڑکے بہار مین
یہ خام طبع سمجھے ہین پختہ ثمر مجھے

پیری مین داغ غم ہوا اک نونہال کا
ہنگام برگ ریز ملا ہے ثمر مجھے

آواز غیب ہے دہن یار کی صدا
آتا نہین جو وقت تکلم نظر مجھے جو

خط کی طرح جبین پہ شکن ہے ملال سے
پیغام غم تو دے نہ کہین نامہ بر مجھے

کرنے دو کرتے ہین جو شرارت بتان ہند
مین بھی خلیل ہون نہین خوف و خطر مجھے

آدمی ہی فیل ہے یا مور ہے
ہر کوئی رزقِ دہانِ گور ہے

یار کی خونریزیون کا شور ہے
خلق مرتی ہے وبا کا زور ہے

یار جاتا ہے مین روکون کس طرح
کچھ مرا عمرِ روان پر زور ہے

زلف سے دل کو اڑا لیتا ہے خط
چور کے گھر مین یہ گویا مور ہے

یون تو سب دلچسپ ہین ناز و ادا
پر تری گردن کا دورا دور ہے

دیکھین کیونکر آدمِ خاکی تجھے
چشمِ تصویر گلی کی کور ہے

بحرِ عالم مین ملاحت کا تری
اب سمندر کی طرح سے شور ہے

اور ہے رشکِ سلیمان کی کمر
سائے مژگان چشمِ مور ہے

ہر مریضِ نرگسِ بیمارِ یار
قابلِ دار الشفائے گور ہے

ہے دلِ پُر داغ کو سودا ترا
پائمال ان خوبیون کا مور ہے

یار گھر جائے گا مر جائینگے ہم
صبح کی نوبت پرانی بھور ہے

گوشِ چشمِ یار سے کیا دون مثال
گوشِ گل کر چشمِ نرگس کور ہے

چھپنے مین دل کو ستم ہے وہ چشم
ناتوان مین پہلوان کا زور ہے

سیمتن محبوب جو چاہین کرین
دست زرین سب طرح کا زور ہے

بادشاہون کا بھی مٹتا ہی تمام
بے نشان بہرام کی بھی گور ہے

قافیے موزون کیے سب اے خلیل
اور جو باقی ہے وہ آخور ہے

کچھ شرارت سے نہین دل ہی جلانے والے
آپ تو پانی مین ہین آگ لگانے والے

نالۂ عشاق کے سنتے نہین معشوق کبھی
کان بھر دیتے ہین بے طور لگانے والے

اپنے پاؤن نہین جاتا ہے کوئی مرنے کو
کام کرتے ہین ترے کوچہ مین جا بسنے والے

حال ہر پیر سے رستے ہین بہت شعلہ مزاج
چھپے بیٹھے ہین مجھے آگ لگانے والے

گرکے جو نقش نظر سے ترے اٹھے مر جائے
اوسکے تابوت پہ آتے ہین نہ اوٹھانے والے

یار سے عذر گنہ چاہیے لے دل دم نزع
بخشوا لیتے ہین تقصیر کو جانے والے

غم نہین آپ جو بیزار ہین میرے دل سے
اس کبوتر کے ہزارون ہین بلانے والے

گالیان دو ہمین ہم نہ برا مانینگے
زہر کو شہد سمجھ لیتے ہین کھانے والے

نہ کھلا نالۂ زنجیر سے عقدہ مجھپر
قید آہن سے نکلجاتے ہین جانے والے

موت آئی جو شب ہجر مین معلوم ہوا
بن بلائے بھی چلے آتے ہین آنے والے

تیغ بے آب جو رکھتے ہو سمجھتا ہون وجہ
تم لگی کو نہین بندے کی بجھانے والے

دیکھ لو آنکھ نہ جھپکے گی نقاب اولٹو تو
ہم تو خورشید سے ہین آنکھ لڑانے والے

شاید آتی ہے نظر صورت انجام اونکو
بیٹھ کر روتے ہین سرمے کے لگانے والے

بہکے ہین دیکھ کے اوسکو مرے ناصح کچھ تو
منہ کی کھانے لگے باتون کے بنانے والے

ہر قدم پر مجھے پامال کیا کرتے ہین تو
پائے تیرے خرام کے انداز سے چلنے والے

صرفہ کھاتے ہین کلیجے کو کرین کیا غم عشق
مفت کے مال کو جیکر جاتے ہین کھانے والے

گرم اشکون سے جلاتے ہین مجھے دیدۂ تر
آگ دن رات لگاتے ہین بجھانے والے

کبک و طاؤس سکھائینگے تمہین کیا رفتار
آپ تو سب کو ہین چال بتانے والے

موت کا خوف ہے کسکو ملک الموت تو آئے
ہم تو سر پر ہین کفن باندھکے جانے والے

دل نہ دینا کسی خوش قد کو زمانے میں خلیلؔ
گھات میں پھرتے ہیں چھینٹے یہ چڑھانیوالے

مانع ہے رشکِ دید کا گو اشتیاق ہے
آنکھوں سے دیکھنا دلِ مضطر کو شاق ہے

دکھلائے آئنے میں رخِ رنگین کو جسے تم
اے رشکِ باغ بلبل و گل میں نفاق ہے

مرتے ہیں شوقِ دید میں تشریف لائیے
آنکھوں کو دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے

جب گھل گئی لپٹ گئے پروانے آنکر
کیا شمع کوہِ طور مری یار ساق ہے

اے بادشاہِ حسن کرم کیجیے ادھر
نظارہ کا فقیر کو بھی اشتیاق ہے

حیرت حجابِ دیدۂ تر میں ہے وہ صنم
غفلت سے عینِ وصل میں رنجِ فراق ہے

پیغمبرِ جمال حسینوں میں آپ ہیں
گلگون صبا خرام تمہارا براق ہے

کھاتے ہیں غم کو پیتے ہیں خونِ دل و جگر
جسکو جہان میں کچھ بھی سخن کا مذاق ہے

دنیا سے رسمِ مہر و محبت کی اٹھ گئی
کم اتفاق ہے تو بہت سا نفاق ہے

ہے اضطرابِ وصل کی شب میں شام سے
آنکھوں سے تیغ سپیدۂ صبحِ فراق ہے

خورشید دن کو شب کو نکلتا ہے ماہتاب
ان خوبصورتوں میں بھی کتنا اتفاق ہے

حسرت ہی یہ رہی کبھی پوچھا نہ یار نے
کسواسطے یہ سوکھ کے اسدرجہ قاق ہے

پھیلائے کس امید پہ ہاتھ اسکے سامنے
نعمت سے آسمان کا خالی طباق ہے

لاشہ پہ میرے بھیڑ زیارت سے ہے جمعِ خلق
کیا زخمِ تیغِ یار بھی کعبہ کا طاق ہے

عاشق ہیں پاک قید سے مطلب ہے یار سے
کچھ وصل کی خوشی ہے نہ رنجِ فراق ہے

دنیا سے اے خلیلؔ کنارہ ہی خوب ہے
یہ زن مدام قابلِ ترک و طلاق ہے

عشق گیسوے بتان قہرِ خدا ہوتا ہے
شاہ اس پیچ مین آئے تو گدا ہوتا ہے

اونگلیان اپنی ڈبوتا ہے لہو مین قاتل
خون شہیدون کا بھی انگشت نما ہوتا ہے

ہے شہادت سے جو منظورِ سعادت مجکو
سایۂ تیغ مجھے ظلِّ ہما ہوتا ہے ؏

جوشِ گریہ سے نکلتی ہے کدورت دل کی
آبِ دریا سے یہ آئینہ صفا ہوتا ہے

تیرے زلفون کے گرفتار کا اے غیرتِ ماہ
شبِ تاریک مین احوال بُرا ہوتا ہے

تیرے آگے سے گذرتا ہے جو او صید فگن
تیر کی طرح روان رو بقضا ہوتا ہے

رہنما عقل کو کسطرح نہ زاہد سمجھے ؏
خضرِ رہ کور کو بیچ ہے کہ عصا ہوتا ہے

ملتا ہے فقر مین ہر یقۂ شاہی غافل
تاج رکھتا ہے وہ سر پہ جو گدا ہوتا ہے

تا دمِ مرگ نچھوڑے گا یہ بیمار قدم ؏
لاکھ پرہیز کرین آپ تو کیا ہوتا ہے ؏

ہون وہ دیوانہ جو صحرا کو نکلتا ہون ؏
مجھسے سایہ مرا وحشت مین جدا ہوتا ہے

ہے وہ محرابِ خمِ تیغِ ستمگر جس مین
سجدۂ شکر شہیدون کا ادا ہوتا ہے

دولتِ وصل کی کرتا ہے تمنا دلِ زار
بادشاہی کا طلبگار گدا ہوتا ہے ؏

مرضِ ہجر کی تکلیف سے پاتے ہین نجات
دردمندون کو ترا وصل دوا ہوتا ہے

جبر سے جیسے ادا کرتا ہے لیکر کوئی قرض
اس طرح ہمسے ترا فرض ادا ہوتا ہے

چھپ نہین سکتی ہے تابندگیِ برقِ جمال
لاکھ پردون مین چھپین آپ تو کیا ہوتا ہے

جلوۂ رنگ طلائی سے ترے اے محبوب
تار سونے کا ہر اک تار قبا ہوتا ہے

کیا عجب گر ہمسے ابرو رخِ مژگان ہے ترا
قبلہ رو دستِ تمنا وقتِ دعا ہوتا ہے

اے شہ حسن اوسے کیا تیری قبا سے نسبت
جامۂ غنچۂ گل دلقِ گدا ہوتا ہے ؏

دود آتشکدۂ حسن سے ہوتا ہے بلند
خط نہین رخ پہ ترے جلوہ نما ہوتا ہے

اپنی عریانی ہی آزاد کو رہتی ہے پسند
سرو باغی نہیں محتاج قبا ہوتا ہے

کچھ بھی کم ہوئے کدورت تو کرے دل پانی
بولتا ہی نہیں جب شیشہ بھرا ہوتا ہے

لخت دل آہ مین ہوتا ہے تو کرتی ہے اثر
ہو نہ پیکان تو پھر تیر سے کیا ہوتا ہے

کر دیا عشق خط یار نے بیزار خلیل
بن مرا مور کا خار کف پا ہوتا ہے

رخ حبیب کے اوپر اگر نقاب نہووے
بشر تو کیا ہے ملک کو نظر کی تاب نہووے

بتوں کے گیسوے پُر خم کا مجکو ہے سودا
دھوین سے آہ کے کسطرح پیچ و تاب نہووے

مدام رہتا ہوں آوارہ بوے گل کی طرح
کوئی جہان مین یوں خانمان خراب نہووے

وہ رند ہوں جو نہو مے جوان مین صحن جگر
جلاؤں آگ پہ دل کو اگر کباب نہووے

شب وصال خدا سے یہی دعا ہے سحر
طلوع صبح قیامت تک آفتاب نہووے

قرار کی ہیں زنہار ناصحا صورت
محال ہے دل عاشق کو اضطراب نہووے

وہ رند مست سبوکش ہوں نہیں کہ صورت مینا
کبھی نہ بولوں اگر طاقت شراب نہووے

تڑپ تڑپ کے کیا تار تار بالش و بستر
کسیکو ہجر مین اتنا بھی اضطراب نہووے

حذر کر آہ جہانسوز سے تو اوسکی ستمگر
تمام عمر جو مطلب پہ کامیاب نہووے

ملایا خاک مین بے پردگی نے غیرت گل کو
کمال حسن کا ہے عیب اگر حجاب نہووے

ہوائے لطف مین اوس بت کے جو اوٹھاتا ہوں صدمے
الٰہی بیت کافر پہ وہ عذاب نہووے

صداے قلقل مینا ہو شور زاغ سے بدتر
جو اپنے دورے مین وہ ٹھنڈک آفتاب نہووے

تمام خلق اوسے دیکھتی ہے وقت سواری
ہلال عید کہین یار کی رکاب نہووے

نقاب اولٹ کے نہ چہرے سے پی شراب ای یار
کباب آتش رخ سے بط شراب نہووے

نہ ہوشے موت سے گر قطع امید وصل صنم کی
کسی بشر کو دم نزع اضطراب نہ ہوے

بڑھا کے کہتے ہیں ہر دم مرے فسانۂ غم کو
یقین نہیں کہ مرا واقعہ کتاب نہ ہوے

چھٹے جو گھات پہ وہ ماہ آتش بوسے لبن اوسکو
ستارہ ہاے فلک پر کہیں حساب نہ ہوے

سبب جلے دھواں شعلہ رنگ حنا کا تو
تمہارے ہاتھ کی مچھلی کوئی کباب نہ ہوے

میں وہ ہوں شاعر معجز بیان خلیل ہرگز
کلیم سے بھی غزل کا مری جواب نہ ہوے

نہیں بے لخت دل منہ سے کوئی نالہ نکلتا ہے
پیرِ یاقوت جب لگتے ہیں تب یہ تیر چلتا ہے

سبب گستاخ ہونا یار سے اچھا نہیں اے دل
وہ گرتا ہے مثل ہے دوڑ کے جو شخص چلتا ہے

وہاں بے اعتنائی دل یہاں جامے سے باہر ہے
بلا میں ہوں نہ اوسپر بس اسیر زور چلتا ہے

شرار آہ سے ہے گلخن حمام گھر اپنا
بدن احباب کا گرمی سے دیواروں کی جلتا ہے

الٰہی خیر کیجیو ہجر کا دھڑکا قیامت ہے
ابھی سے دل مرا سینے میں دو دو ہاتھ اوچھلتا ہے

ہمیشہ چاند سا مکھڑا ہے دو زلفوں کے دورے میں
وگرنہ تیرے دن ماہ عقرب سے نکلتا ہے

دل بے عشق کا گاہک کوئی ہوتے حسین کیونکر
کہیں بازار الفت میں بھی کھوٹا دام چلتا ہے

نہال عشق کی نشو و نما اے دل قیامت ہے
ثمر لاتا ہے غم کا جسگھڑی یہ نخل پھلتا ہے

نہیں کچھ غم جو ہے افتادگی میں علی حامی
کہ جسکے نام سے گرتا ہوا انسان سنبھلتا ہے

رواں آنکھوں سے ہیں آنسو تماشا ہے عیاں اے دل
نشان اوٹھتے ہیں جب لشکر کسی جانب کو چلتا ہے

نتیجہ اس سے کیا ہووے گا اعجاز مسیحائی
گلی میں اوسکی مردہ اوٹھ کر اپنے پاؤں چلتا ہے

فنا ہونا فلک کے ہاتھ سے انجام ہے سبکا
اسی گرگ کہن کیواسطے ہر طفل پلتا ہے

بیان کرتا ہوں جب حسن و صفائی یار کا عالم
سخن نوک زبان پر بات کرتے میں پھسلتا ہے

کسی سے ذکر جب سنتا ہون اے جانِ جہان تیرا
اجل ہے منکر اعجاز دکھلائے مسیحائی ٭
کلیجہ منہ کو آجاتا ہے دل کو کوئی ملتا ہے ٭
مسیحائی خبر دم تیرے بیمارون کا چلتا ہے

جگر کی آگ ہے گلہائے داغ عشق ہو دل مین
خلیل اب آتش گلزار کی گرمی سے جلتا ہے

غم زیر چرخ دل کو جو ہو کیا بعید ہے
بیدرد کے قیدخانہ مین ایذا شدید ہے
ملتے ہین لوگ تم بھی ملو روز عید ہے
تم دور بھاگتے ہو نہایت بعید ہے
آمادہ بلا ہے جو مشتاق دید ہے ٭
چشم سیاہ یار کا فتنہ مزید ہے
انسان مین حسن پھول مین بو نور مہر مین
جلوے عیان ہین یار کے گو ناپدید ہے
محشر کے روز اٹھے گا یقین ہو وہ سرخرو
شمشیر ناز کا جو تمھاری شہید ہے
نیلم ہے خال لعل ہین لب دانت ہین گہر
دیدار تیرا کان جواہر کی دید ہے
اے غیرت مسیح جو اعجاز حسن ہے
تصویر تیری بول اوٹھے کیا بعید ہے
کہتے ہین سرفراز ترے پائمال کو ٭
جو تیری راہ مین ہوا کشتہ شہید ہے
نقش قدم ہین یار ترے رشک مہر و ماہ
ہو جائے آسمان زمین کیا بعید ہے
ہوتا ہے یار عالم ہستی مین بے حجاب
موج شراب قفل حیا کی کلید ہے
حیران ہون طالب محو معشوق جو نہین
ماہ صیام مین او نہین کیون نوید عید ہے
ناسور داغ دل مجھے دونو عزیز ہین ٭
وہ مونس کہن یہ رفیق جدید ہے ٭
عشق غمزہ ہے درد کچھ دل کا پوچھیے
اس آبلہ مین خار کے ایذا شدید ہے
آغاز خط نو ہے رخ سبز یار پر
کیا اعتبار خط معافی جدید ہے ٭
ہے نقش دل پہ خال رخ یار کی بنا ٭
کندہ ہوئی نگین پہ دعائے حدید ہے

شہرہ ہوا ہے یہ ترے حسن و جمال کا تو
اندھوں کے دل کو یار ترا شوق دید ہے

مجھ پر وبال زلف پریشان ہے اے خلیل
ہو انتشار عقل میں تو کیا بعید ہے

خلقت یار ہوئی خلق خدا سے پہلے
نور اوس ماہ کا تھا ارض و سما سے پہلے

حشر کے روز خدا سے یہ کہونگا پہلے
خون عشاق کی پرسش ہو جفا سے پہلے

مے کے پینے کا ارادہ کرو تیجے مری ساتھ
بیحیائی کو تو رخصت ہو حیا سے پہلے تو

دشت پرخار میں پھر وحشت دل تو ٹھہرا
پارہ پارہ ہوں دل و جان کف پا سے پہلے

منعم و فقر یہ درگاہ خدا میں ہے عزیز
خلد میں جائینگے مفلس امرا سے پہلے

اب تو شمشیر ادا سے ترے مرتے ہیں فنا
مرتے ہو دینگے بشر تیغ قضا سے پہلے

آئے ہو دو نہ الم عمل بد کی مری
حشر برپا نکرو روز جزا سے پہلے

یار اگر حسن سے اعجاز مسیحا دکھلائے
جی اٹھیں لوگ مرے ہیں جو قضا سے پہلے

ہے خدا سے اگر امید اجابت غافل تو
تصفیہ قلب کا لازم ہے دعا سے پہلے

طفل روتے ہیں جو ہستی میں عدم سے آکر
رنج ہوتا ہے نئی آب و ہوا سے پہلے

خاکساری میں قدم جو کوئی اپنا مارے
سیکھلے عجز کو نقش کف پا سے پہلے

بعد معشوق ہوا خلقت عاشق کا ظہور
کعبہ تعمیر ہوا قبلہ نما سے پہلے تو

اب ہوے سیکڑوں خون یار کا ٹوٹا جو حجاب
ہے ادا خنجر بے آب حنا سے پہلے

پی کے مے بعد شگفتہ ہوے وہ گل کی طرح
صورت غنچہ رہے تنگ جفا سے پہلے

طاعت حکم بتاں چھوڑ کے بد عہدی ہے
وعدہ لے روح کیا ہے یہ خدا سے پہلے

دل کی لگاہٹ ہے ہر اک طرز نئی ای خوشرو
ناز کہتا ہے کہ لے بھاگ ادا سے پہلے

مجھسا دنیا مین ہوگا کوئی مشتاق وصال / قبر تیار رہی میری قضا سے پہلے

شہید عشق ہین پھر کرتے ہین یہ قتل خلیل / خونبہا جب لیتے ہین قاتل شہدا سے پہلے

رحم آیا دل مین سنکر اوس بت بے پیر کے / نالۂ جانسوز قاتل ہین تری تاثیر کے

یار کے ابرو کی اقشان سے ہے یان دلبستگی / صید ہین ہم دام موج جوہر شمشیر کے

حلے رہی رنگ طلائی اوسکا جب کھینچے بشر / بن گئی بار طلا موخانۂ تصویر کے

جوش سودا مین جو تھا اوس سروقامت کا خیال / طوق قمری بنگئی حلقہ مری زنجیر کے

راستی مژگان کی واہ اللہ ری ابرو کا خم / اس کمان کے صدقے دل قربان جگر اس تیر کے

بل نکالے یار نے گیسو کے اپنے ہاتھ سے / پنجۂ خورشید سے حلقے کھلے زنجیر کے

رکھکے منہ رویا جو زلف یار پر بل کھل گئے / موج دریا نے جدا حلقے کیے زنجیر کے

راست بازون کو ضرر ہو نہ پہنچے دشمن سے کبھی / توڑ نے دیکھا نہین صیاد کو پر تیر کے

تھک گیا ہون تا کجا آوارہ گردی ہی جنون / پاون ہین مشتاق میر کوچۂ زنجیر کے

خط روی یار کی تعریف لکھتے ہین خلیل / ہم مفسر ہین کلام اللہ کی تفسیر کے

کب بکمال گر ہم مثل ہلال کرتے / پہلو سے اپنے پیدا ہم بھی کمال کرتے

وصل بتان کا کیونکر دل مین خیال کرتے / اللہ سے طلب کیا امر محال کرتے

مستی چشم دل ربا گر دکھاتے تو / قاضی و محتسب سے رندون مین جدال کرتے

بے پردہ برق حسن دلبر کے ہین جو مشتاق / رویت کا ہین خدا کے دل مین خیال کرتے

گر ضبط غم نکرتے فرقت مین ہم تمہاری / جو دیکھتا وہ روتا اپنا یہ حال کرتے

بوسہ جو آپ دیتے پھر کیون بگاڑ رہتا
مشکل نہ تھا یہ جھگڑا اگر انفصال کرتے

خارِ غمِ بتان سے روتے اگر لہو ہم تو
مثلِ رگِ گلِ تر مژگان کو لال کرتے
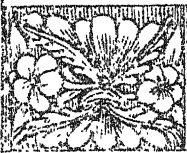
جیسے دوئی کا پردہ دل نے اوٹھا دیا ہے
خود ہین جواب دیتے خود ہین سوال کرتے

حسرت ہی شاد کرتے دکھلا کے عکس دندان
آبِ گہر سے زایل گردِ ملال کرتے

غم سے خلیل خستہ مٹی مین ملگئے ہم تو
وہ خاک تھے نہین کچھ دل مین خیال کرتے

بسکہ حیرانِ جمالِ بتِ مہوش رہے
ہر سوں پابندِ لبِ جام کی خاموش رہے
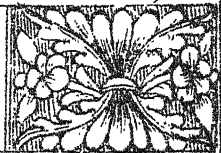
اس توقع پہ کہ کرے قتل وہ خورشید لقا
صبح کی طرح سے ہم روز کفن پوش رہے

بوالہوس جیسے بلایا ہمین اُسکی صورت
ہوا جب کوئی دمساز تو خاموش رہے

چشمِ فتان یہ رہی زلفِ مسلسل اے یار
ترکِ خونریز کو لازم ہے زرہ پوش رہے

مرتے مرتے رہے سرگرمِ فغان صورتِ نے
دم شماری رہی جبتک کہ نہ خاموش رہے

زندگی موت سے بدتر ہے یہ ای حضرتِ خضر تو
لطف کیا جینے کا دنیا سے جو روپوش رہے

جب مین چلاتا ہون دربر تو یہ فرماتے ہین تو
وقت سونے کا ہے کہدو اُسے خاموش رہے

شرط مین ہار دیا دل کو عجب کیا اے یار
ہوش یان گم ہین کسے یاد فراموش رہے

دور کر عالمِ ہستی مین نہ لپٹے مجھسے تو
پی کے مے حال یہ ہم اے بتِ مہوش رہے

عیب ہے صورتِ شفاف کو ای یار حجاب
نہ کبھی آئینہ ... پوش رہے

صورتِ مردمکِ چشم ہے آنکھون مین
پر نظر سے وہ ہمیشہ مری روپوش رہے

سببِ قتل ہے عریانیِ محبوب مرے
میرا مُردہ بھی یقین ہے کہ کفن پوش رہے

جلوۂ یار تھا دروے بیہوشی تھی تو
دیر تک ایک نظر دیکھ کے بیہوش رہے

کچھ نہ دیکھا نہ سنا بزم جہان میں رہ کے
چشم نرگس کی طرح صورت گل گوش رہے

بو لٹنے سے چمن دہر میں رسوائی ہے
بو نہ پھوٹی دہن غنچہ جو خاموش رہے

سنتے ہیں پہلو کو جو تنہا دیکھ کر شگفتہ سمجھے
تنگ ہوتے ہیں جبتک کہ ہم آغوش رہے

دیکھ کے ضبط کا دعوی کہ جو سوسن کی طرح
سو زبان ہوتے پہ گویا نہ ہو خاموش رہے

دن کٹے رات کٹی ہوئی عمر بسر اپنی خلیل
شمع کی طرح سے ہم روز سیہ پوش رہے

رند ہیں لطف بہار زندگانی چاہیے
ابر ہو روز ہی شراب ارغوانی چاہیے
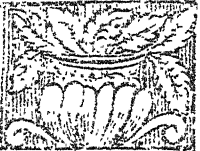
خشک لب ہیں چشم تر رنگ زعفرانی چاہیے
کچھ تو عشق حسن کی اے دل نشانی چاہیے

غصہ کو غیروں سے چھپانا یار جانی چاہیے
روشناسوں سے نہ اتنی لن ترانی چاہیے

سرخروئی ہے اگر مد نظر اے چشم تر
زخم کے مانند شوق خون فشانی چاہیے

جب تلک ابر تظلم میں رہی شاہ حسن
حکمرانی کے لیے شمشیر رانی چاہیے

خم سے گر نقل مکان ہوگا ... ان بہ فصل گل
سبز مینا میں شراب ارغوانی چاہیے

وہ حسین ہا ہے تو دیکھیں اگر تجھکو کہیں
لیلی کو ناقہ کی تیری ساربانی چاہیے

سندر سکھے نا دیکھے جلوہ روئے حبیب
آنکھ سے عاشق کی اتنی بدگمانی چاہیے

باغ میں رخسار رنگین سے اولٹ دے تو نقاب
گل کبھی شبنم کی طرح ہو پانی پانی چاہیے

کھلوا دے خشت سر خم ساقیا آئی بہار
اندنوں ہو میکشوں کی [illegible] چاہیے

آب خنجر بھی نہ ٹپکائے گی میں ہے یقین
تشنگی میں گر کہوں قاتل سے پانی چاہیے

صحبت عشق بتان پیری میں اے دل چھوڑ دے
اس مشقت کے لیے زور جوانی چاہیے

روکنے سے باغبان کے بوئے گل رکتی نہیں
روح کی انسان کو کیا پاسبانی چاہیے
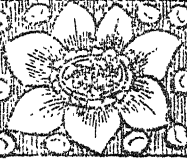
گر بلند اپنا ہو دود آہ سوزاں اے خلیل
دیدۂ خورشید میں سحر آئے پانی چاہیے

جوشش اشک سے کیونکر نہ تپ دل کم ہو جائے
سرد کیا قطرۂ شبنم سے جہنم ہو جائے

کور ہو جلوۂ دیدار جو دیکھے تیرا تو
گنگ ہو وہ جو ترے راز سے محرم ہو جائے

خاکساری بتا ہے حسن رخ یوسف کا اثر
ہو سے جو ہر تو غمزۂ دل عالم ہو جائے

بڑھ گیا حد سے سوا ضبط کماں تنگ کھینچے
یا خدا سلسلۂ صبر بتان کم ہو جائے

یہ لطف زخم درون ہے کہ جو سایہ بھی پڑے
زرد رو رخ دہن حقہ مرہم ہو جائے

ناتوانی نے کیا ہے مجھے مانند حباب
سانس بھی منہ سے جو نکلے تو فنا دم ہو جائے

.... رخ کی صفا بڑھ گئی جب لطف صنم
شب یلدا ہو تو کس طرح نہ دن کم ہو جائے

قد خمیدہ ہو تو نالا ہو رسا تا گردون
تیر بلے کرے جسد رجہ کمان خم ہو جائے

وحشت چشم سیہ کا ترے مردم ہے سبب
دیکھے انسان کو تو آہو کی سوا رم ہو جائے

جائے وہ گور غریبان پہ اگر حال یہ ہو تو
رشک اک عالم ارواح میں باہم ہو جائے

خرمن ماہ پہ جلوہ سے گرا دے بجلی
شب کو بے پردہ جو وہ قاتل عالم ہو جائے

چھوڑ دینا نہ سر زلف رسا مشاطہ
کمر یار ہے نازک نہ کہیں خم ہو جائے

نظر آنے لگی نیرنگ جہان اے ساقی
دردے جام کی تیری جو پئے جم ہو جائے

گرم ہو آتش رخسار جو گلشن میں ترے
آبلہ گل پہ ہر اک دانۂ شبنم ہو جائے

ہو گئی ہے مرض ہجر سے الٹی تقدیر تو
نوش دارو بھی کھلاوین تو مجھے سم ہو جائے

مسی لب سے ترے کیون نہو مجلس حیران
دیکھتے دیکھتے یاقوت جو نیلم ہو جائے

ہوش اڑا دے تری نازک کمری چینی کی
گردش چشم سے آہو کا فنا دم ہو جائے

ہے ضعیفوں ہی سے جمعیت ارباب صفا
بے قدر گوہر ہے جو رشتہ ہو برہم ہو جائے

دیگر

سرد مہری کا جوبن کی جو خیال آتا ہے
رنگ رخسار سے کافور سا اڑ جاتا ہے

جیسے دیکھا ہے تجھے گھر سے وطن ہو اوچاٹ
خود بخود دل ترے کوچہ کو لیے جاتا ہے

داغ دے جاتی ہے برسات میں بے یار گھٹا
ابر تر آگ کلیجے کو لگا جاتا ہے

حال پرساں کوئی بیمار محبت کا نہیں
ہاں دم بازپسیں پیک اجل آتا ہے

حسن سے عرش پہ گو تو ہو ولیکن ترے پاس
میں نہیں جاتا ہوں نالہ تو مرا جاتا ہے

ناصحا منع نہ کر جامہ دری سے مجھکو
ہے وہ دیوانہ جو دیوانے کو سمجھاتا ہے

قاصد اشک کہوں نامہ بروں کو اپنے
لیکے خط جاتا ہے جو پھر کے نہیں آتا ہے

کشتہ ہو مر گیے بت سفاک ہوں میں
ہڈیوں کو مری کتا بھی نہیں کھاتا ہے

خال رخ سے یہ اشارہ ہے تری کاکل کا
لاکھ دانا ہو پھر اس دام میں آجاتا ہے

پوچھتا ہے جو کوئی حالت درد دل زار
اشک بے ساختہ آنکھوں سے نکل جاتا ہے

یاد چشم سیہ یار میں ہے دل نالاں
شیر آہو کے لیے دشت میں چلاتا ہے

اٹھیاں ہجر میں رگڑیں خبر یار نے لی
کہتے ہیں دوست برے وقتیں کام آتا ہے

یوں بدلتے ترے عاشق کے ہیں پوشاک احباب
کوئی جسطرح کفن مردے کو پہناتا ہے

قتل کرنا مرا جو مد نظر ہے اوسکو
خون مجھے دیکھکے آنکھوں میں اوتر آتا ہے

رنگ جھمکاتی ہے چہرے کا تری زلف سیاہ
کافر آتشکدہ حسن کو بھڑکاتا ہے

دیگر

پھر گیا وصل کا دن پھر شب فرقت آئی
دل چراتا تھا میں جس سے وہی آفت آئی

سجدۂ شکر کرون پاک ہو جھگڑا یہ کبھی ؎ / آرزو ہے کوئی کہدے کہ قیامت آئی

صورتِ شمع شبِ ہجر سے مرا دل ہے گداز / موت آئی جو شبِ ہجر مین رقت آئی ؎

دھوم سنتے ہے کہ آج آتی ہے کل آتی ہے / قامتِ یار کے آگے نہ قیامت آئی ؎

بوسہ مانگے لب و دندان سے طبیعت ٹھہری / درِ ناسفتہ و یاقوت سے طاقت آئی

کھنچی یار کی بہزاد سے تصویر کبھی ؎ / ہوش جاتے ہے جب ذہن مین صورت آئی

یار کے خوف سے دل کھو کے لگے مین دھڑکا / پی گیا اشکون کو آنکھون مین جو رقت آئی

ہو گیا وصلِ بتِ سیم بدن قسمت سے / دل بھرے ہاتھ تہی دست کو دولت آئی

سوزِ دل پر جو ہے تم اشک بہاتے کیونکر / شیشہ پر نہ کبھی آپکو رقت آئی ؎

شمع رو یار سے پروانے کی صورت جاکر / نوبتِ گریۂ ہنگامۂ صحبت آئی

تجھ مریضِ تپِ فرقت کی خبر لیتا کون / لاکھ عذرون سے اجل بہرِ عیادت آئی

بسکہ لاغر تھا نہ اک قطرۂ خون بھی نکلا / ذبح کرکے مجھے صیاد کو رقت آئی
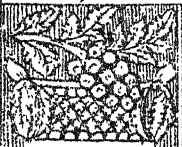
دل ستانی مین کڑی کیون نہون تیور اسکے / لوٹکے وقت کمان ٹھگ کو غیرت آئی

گلعذارانِ جہان سب گلِ قالین ہین خلیل
ایک سے بھی نہ کبھی بوئے محبت آئی ؎

دل اگر جلوۂ معشوق کی منزل ہو جائے / اسی محمل سے عیان صاحبِ محمل ہو جائے

عشق ہو حسنِ بتان سے تو کلیجہ کٹ جائے / روگ لگجائے یہ پتھر کو بھی تو بسمل ہو جائے

تم وہ نازک ہو جو آنکھون سے کرو دل مین گذر / راہ اتنی بھی کڑی کوسون کی منزل ہو جائے

بوسہ دینے مین نہ انکار کرو اے شہِ حسن / بد دعا کرتا ہے مایوس جو سائل ہو جائے

چشمِ دیدار طلب دید سے ہوتے نہین سیر ؎ / حرص جائے نہ تونگر بھی جو سائل ہو جائے

داغ دل ہیں مجھے شمع ہوں جو تم دور ہوں
شمع بیکار ہے برخاست جو محفل ہو جائے

غیر کی سنگ بھی دیکھی مری وحشت کہ کہے
اتنی بھی عقل انسان کی زائل ہو جائے

الفت خنجر ابرو کی اوٹھاؤں سختی تو
یار کی تیغ کی منہ کی جو گراں دل ہو جائے

اضطراب دل عاشق کا ہے انجام فنا
کم بقا زندگی طائر بسمل ہو جائے

طے ہو مرحلۂ عمر تو راحت ہو نصیب
دور ہو رنج سفر قطع جو منزل ہو جائے

تم ہو آغوش میں اگر ہو طپش دل نہ رہے
موج گم جائے تہ دامن ساحل ہو جائے

طلب بوسہ پہ نظروں سے گرایا اوسنے
سچ ہے بیقدر ہو انسان جو سائل ہو جائے

ہجر و غم دوست کا اندیشہ کرتا ہوں دعا
تن مرا مثل صنوبر ہمہ تن دل ہو جائے

دل پر درد کی میری نہ خبر یار نے لی
دوست دشمن ہے جو بیمار سے غافل ہو جائے

گر کے پاؤں پہ ترے نالہ کروں گا لے یار
سجدہ بے ذکر کرے جو کوئی باطل ہو جائے

حلقۂ پیر مغاں میں یہ دعا کرتا ہوں تو
یا الٰہی یہ کہیں دور نہ باطل ہو جائے

کیجیے داغ دل عاشق شیدا کو قبول تو
درہم مہر بھی تحویل میں داخل ہو جائے

مظلم یار پہ کیا عشق میں دی جان از خود
لے دیت کس سے وہ آپ اپنا جو قاتل ہو جائے

یار کی یاد نہ بھولوں کسی حالت میں خلیل
ہے وہ مردود جو اللہ سے غافل ہو جائے

عید کے دن سے جدا ہوں اوس ہی تمثال سے
میرے گھر میں ہے محرم غرۂ شوال سے

عشق ہے مجھے میان یار مہ تمثال سے
دوستو وابستہ ہے اپنی رگ جان بال سے

روح کو ہوتی ہے تسکین بوسہ ہائے خال سے
گرمی دل کے لیے کافور ہیں یہ فال سے

آپکی دلبستگی اون گیسوں کے جال سے
خود پھنسا ہوں ان بلا میں شامت اعمال سے

اڑ گیا ہے رنگ خجلت سے بلایا ہے اگر
زرد رو ہوا مہر کا اوسکی سنہری شال سے

گلشن فردوس کی گلکاریونسے ہے بہار تو
چار باغ اے یار نادم ہے ترے رومال سے

صاف آتی ہے نظر تو شک کی چادر چاندنی
ہو گیا ہے چاند گل تکیہ تمہارے گال سے

صدمۂ فرقت سے بچنے کی نہین اب کوئی شکل
ٹکڑے ٹکڑے استخوان ہین قرعۂ رمال سے

عشق مین چاہ ذقن بجا یاد گیسو بھی رہے
ڈوبنے کا ڈر نہین ہوتا کوئین مین جال سے

سوز غم سے نام ہڈی کا نہین ہے غیر پوست
جسم میرا ہے مشابہ دھونکنی کی کھال سے

ہیچ مثل ہے داغ سے ہولی ہے الفت داغ کو
تل کو میری آنکھ کی الفت ہے تیرے خال سے

ترک ظالم حسن سرکش سے بچایا ہے ہمین تو
زلف تو بندوق ہے گولی لگا تو چال سے

خال عارض پر ہوا جیسے نمایاں حسن مین
گو سبقت لے گئی تم پر پری تمثال سے

قتل کیجے آپ مجنوں کا بجا رسوائیان
مین کبھی چھوٹون تم بھی چھوٹو عشق کے جنجال سے

دیکھکر چہرے شب ہجران کو شرماتا ہوں مین
ہے مشابہ بسکہ میرے نامۂ اعمال سے

یہ بھی عشاق گیسو پر بجا ہے یار کی
کج ادائی کرتے ہین انسان بد اقبال سے

مدعی خارج ہو مین داخل ہون بزم یار مین
نکلی شکل ایسی نہ پوچھا دونوں رمال سے

بے قرینہ شاعری مین جسنے مارا ہے قدم
کھوٹے پیسے کی طرح باہر ہو وہ ٹکسال سے

اشک چشم و درہم داغ اپنے بچکو ہین عزیز
زندگی کی ہے سبب ہے اولاد سے اور مال سے

کھپ گیا آنکھوں مین جب رنگ طلائی یار کا
بھر گئے ہین حوض یہ دونوں لبالب مال سے

گو جھکوائی مجھے عشق طلائی رنگ نے
حق بجانب تھا ملا مٹی مین قارون مال کر

دیکھیو بچتا گرے روز افلجھو زلفونکی طرح
جانجان رشتہ محبت کا ہے نازک بال سے

لکھتے لکھتے رنگین فرد مین سیاہی شال خالی
دفترون مین اوس صنم کے وصف خط و خال سے

دلفریبی ہے خرام نازنین ہر گام پر
ہوش اوڑتے ہین چکورون کے تمہاری چال سے

پاؤن کی بیڑی کبھی سودا گیا سر سے خلیل
قید مین بھی سر کے چھوٹے گیسوون کے جال سے

نظارۂ گلشن سے بے یار وحشت ہے
ہر سرو چمن مجکو شمع سر تربت ہے

کچھ دل مین خیال یار کچھ وصل کی حسرت ہے
اللہ نگہبان ہے پہلی شب فرقت ہے

کیا کاوش مژگان ہے جو وحشی کی وحشت ہے
تیر اونکا مرے نزدیک انگشت شہادت ہے

کیا کیجیے کسی سے کیا رنج شب فرقت ہے
آفت ہے مصیبت ہے محشر ہے قیامت ہے

افتادگی نے جادہ صحرا کو بنایا ہے
ہر شخص کے پاؤن پر سر ہو یہ آفت ہے

کس گل نے کیا پردہ گلزار مین بلبل سے
منہ مجھسے چھپاتے ہو یہ کونسی عصمت ہے

جان تم سے لبون پر دل سینے مین تڑپتا ہے
ایک ہجر کے صدمہ سے دو دو یہ مصیبت ہے

ہون رنج سے جان بر لب کٹتی ہی نہین یارب
اپنی شب تنہائی کیا روز قیامت ہے

طاقت ہے کسے دیکھے تیرے رخ روشن کو
ہر نقش قدم تیرا خورشید قیامت ہے

سر پاؤن پہ رکھتا ہون قاتل نہین کرتا قتل
وہ صید ہون مین جس سے صیاد کو نفرت ہے

اوس ترک کے آگے سے گر خضر مسیحا بھی
بچ جائین سلامت تو اعجاز و کرامت ہے

کیونکر نہ خلیل آنکھیں مشتاق رہین ہردم
اوس رخ کی زیارت بھی کعبہ کی زیارت ہے

مژگان کا سامنا ہو رخسار کے لیے
کانٹون سے اولجھے ہم گل بیخار کے لیے

پہلو مین دل ہے گیسوئے دلدار کے لیے
حجرہ بنا لیا ہے دہن مار کے لیے

بے اون بوسے آپکے رخسار کے لیے
حاضر ہون جو سزا ہو گنہگار کے لیے

جلوہ ہر ایک سنگ صنم مین ہے طور کا ⁂ چشم کلیم چاہیے دیدار کے لیے ⁂

کہتا ہے عاشقون سے وہ زلفون کو چھوڑ کر ⁂ ڈرتے یہ ہین سزا سے گنہگار کے لیے

شیرین لبون کے عشق مین کٹتا ہو اسقدر ⁂ فرہاد بنگیا ہون مین کہسار کے لیے

افسانۂ کلیم سے ہوتا ہے یہ عیان ⁂ لاکھون ہین رنج طالب دیدار کے لیے

جنت تو در کنار جہنم بھی کیا عجب ⁂ منھ کو چھپائے مجھسے گنہگار کے لیے ⁂

رشک ارم بنایا ترا جب سے خانہ باغ ⁂ شداد ہے لقب ترے معمار کے لیے ⁂

بیوجہ اوسکے منھ پہ نہین زلف پُر شکن ⁂ سیلی ہے تیغ ابرو سے خمدار کے لیے

مومن ہون باندھتا نہین مضمون غیر کو ⁂ چوری کی شے حرام ہے دیندار کے لیے

شمس و قمر ہین نصب عوض سنگ و خشت کے ⁂ سایہ محال ہے تری دیوار کے لیے

کہتے ہین جسکو یان لحد تیرہ اے خلیل
دار الشفا ہے عشق کے بیمار کے لیے

سب ہے مین کیا مزے ہون شراب و کباب کے ⁂ یہ سب رفیق و یار ہین عہد شباب کے

ہوتے نہین ہین سامنے وہ آفتاب کے ⁂ مانع ہین شرم منھ پہ یہ بجید حجاب کے

اس دور بد قماش مین بیکے غلام کے ⁂ شمشیر منھ پہ کھینچتے ہین آفتاب کے

آنکھون مین گلرخون کی سمائی ہین صورتین ⁂ ان ڈالیون مین پھول بھرے ہین گلاب کے

وہ چلدیے جو بزم سے مثل نسیم صبح ⁂ ٹپکے کلی کی طرح سے شیشے شراب کے

جب کھل گئے نہال ہوے چشم دید باز ⁂ رحمت کے در ہین بند تمھاری نقاب کے

حسرت رہی بخیل کی مٹھی کی طرح سے ⁂ عقدے کبھی کھلے نہ تمھاری نقاب کے

عاشق کا دست رس نہین ہوتا کسی طرح ⁂ کیا کہکشان ہین بند تمھاری نقاب کے

بخشش پہ گروہ آئے تو کیسا محاسبہ
پسنے نہ کھلنے پائین کسیکے حساب کے

رکھا کسینے نام تو ہے ننگ کا مقام
اتنا نہین سمجھتے ہین خواہان خطاب کے

عشقِ بتان مین روز رہا غم کا سامنا
شادی ہوئی مجھے جو گئے دن شباب کے

ہر شب مری نگاہ سے رہتا ہے وہ نہان
سیکھے ہین ماہتاب نے ڈھنگ آفتاب کے

منصور سُن مے آگہی رندون کی بزم مین
حق حق کلام کرتے ہین شیشے شراب کے

کیون منہ سے بولتے نہین محفل مین ساقیا
گویا زبان گنگ ہین شیشے شراب کے

مجھسا بھی کوئی رند نہوگا جہان مین
ہنستے ہین میرے حال پہ ساغر شراب کے

صورت دکھائی دے جو شبِ ہجر یار مین
آنکھین قدم لین پنجۂ مژگان سے خواب کے

کھائے گناہگار محبت ہزار ہا
دوزخ ہے پیٹ مین تری تیغ خوش آب کے

باقی ہین داغ سینہ مین مدت سے دل نہین
آثار رہ گئے ہین مکان خراب کے

حالت ہے غیر عین جوانی مین مثل صبح
پیری خدا نے دی مجھے بدلے شباب کے

پیری مین کسطرح سے جوانی کو رو دیئے
ایسے گئے کہ پھر نہ پھرے دن شباب کے

ان موذیون سے چاہیے انسان حذر کرے
گیسو بتون کے بار سے ہین عذاب کے

مین وہ گناہگار ہون دوزخ بھی تاو کھائے
ہمراہ لیکے جاؤن جو کاغذ حساب کے

تعداد جرم داغون سے ہوجائیگی عیان
یہ گوشوارے ہین مرے سر پر حساب کے

دیکھے ہین مینے جیسے نہین بھولتے خلیل
کیا تذ یاد داشت ہین ابرو جناب کے

نگاہِ لطف مرے حال پر نہین ہوتی
مین کس بلا مین ہون اونکو خبر نہین ہوتی

ہوا ہون بار غم ہجر سے یہ نقش دو تا
جو وصل بھی ہو تو سیدھی کمر نہین ہوتی

ایامِ عیش سخت ہین ناوان کے واسطے ؎ دیوانون پر کڑے ہین بہت دن بہار کے

بہ سوختہ کی قبر پہ رکھا ہے جب قدم ؎ تودے مین آگ لگ گئی شمعِ مزار کے

اللہ ری تصرفِ تاثیرِ عشقِ گل ؎ نغمون مین عندلیب کے سر مین بہار کے

اے ماہ رو نہ بھاگ کیا ہے جو مجکو قتل ٹلتی نہین ہے چاندنی زخمی کو مار کے

ایجاد ہی ہے آتشِ سوداے عشق کا آئی بہار پھونکدے کپڑے اوتار کے

گھاو بھرین محال ہے ابروِ یار کے اچھے ہوے نہ زخم کبھی ذوالفقار کے

سجدہ کرین نہ عذر کرین ہو جو حکمِ دوست عاشق ہین حسنِ پاک کے بندے ہین یار کے

اچھے نہین ہین جوششِ وحشت کے رنگ ڈھنگ تیور کچھ ابکے سال برے ہین بہار کے

سودا گیا نہ مر کے بھی زنجیرِ زلف کا ؎ سمجھا گلے کا طوق کٹہرے کو مزار کے

ہنسیے نہ حالِ زار پہ عاشق کے اے صنم یہ بھی ہین رنگ گردشِ لیل و نہار کے

وعدہ ہوا ہے حشر پہ دیدارِ یار کا ؎ اب دن گنا کرونگا مین روزِ شمار کے

پھولون مین رنگ عارضِ شمس و قمر مین نور جلوے کہان کہان نظر آتے ہین یار کے

آبِ حیات ہے عرقِ جسمِ یار کا ؎ پژمردہ ایکدن نہوے پھول ہار کے

تارے کیے بغیر مین رکھتا نہین قدم ؎ جاتا ہون گھر مین یار کے در پر پکار کے

دم سے طلسمِ آدمِ خاکی کا ہے خلیل
پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے

ابرو دکھایا عالمِ مستی مین یار نے تلوار ماری گھوڑے پہ چڑھکے سوار نے

خون حسرتون کا دل مین کیا ہجرِ یار نے کعبہ مین بھی پناہ نہ پائی شکار نے ؎

لکھوایا صفاے رخ کو خطِ رخسارِ یار نے مٹی مین چاندنی کو ملایا غبار نے

اے یار سچ ہے ہو تو ترکنا نہ چاہیے
تا مرگ روح نے مری تن پروری بھی کی

مرجاؤں میں تو کیجیو صبا میرے یار سے
جب لف مشکبار صنم کی ہوا بندھی

میری سنی نہ اپنی کہی اودھر کھڑے ہوئے
مدت میں وصل یار ہوا ہے مجھے نصیب

آب حیات نور سحر نے پلا دیا
آئی مراد بلبل امیدوار کی

زلفوں سے سلسلۂ دل مجروح نے کیا
فریاد عندلیب کو سنتا نہیں کوئی

ہم وہ شکارگاہ جہان میں شکار ہیں
اے یار تیری حلقہ بگوشی کے واسطے

دریا کو کب کیا ہے مکدر غبار نے
گھوڑے کو اپنے ناتوان سے نا سوار نے

دی جان یاس میں ترے امیدوار نے
بو گل کی دی شہ نافۂ مشک تتار نے

آئے تھے آپ گھر میں مرے خنجر اوتارنے
[illegible]

مردہ بھی کر دیا تھا شب انتظار نے
روشن کیے چراغ گل ... بہار نے

ڈالا بلا میں آپ کو زلفی شکار نے
کیا کان میں گلوں کے بھرا ہے بہار نے

جاتے ہیں آپ باز کی ٹوپی اوتارنے
چھدوایا کان اپنا دُر آبدار نے

پھیلا نہیں دھواں مری آہوں کا اے خلیل
کھولی ہے زلف شام شب انتظار نے

مطلب نہ جسم سے نہ غرض مجکو جان سے
اوٹھوایا بار عشق کا مجھ ناتوان سے

وہ ناتوان ہوں میں کہ برنگ شمیم گل
مجھ سخت جان کا جب کٹا تیغ سے گلا

بیکار زلف ہے نہ ابرو کے پاس اگر

عشق بتان میں بیخبری ہے جہان سے
دل نے بھڑا دیا ہے بڑے پہلوان سے

لے جاتی ہے نسیم اوڑا کر مکان سے
سیفی پڑھا کیا مرا قاتل زبان سے

رسّی سے کم ہے چلّا جب اوترا کمان سے

آئے جو وقت نزع تو آنکھوں میں جان تھی / کس طرح دل کا حال میں کہتا زبان سے

کھینچے ہیں رنج ہجر خدایا کہاں تلک / زندہ اوٹھا لے صورت عیسیٰ جہان سے

دیکھا جو زرد پوش اوسے چھٹ گئی غذا / جاتی رہی ہے بھوک مری زعفران سے

حسرت یہی رہ گئی نہ کہا یار سے خلیل
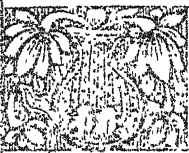
کہہ اپنے دل کا حال تو اپنی زبان سے

رنجش پسند ہے جو طبیعت خورد سال کی / کرتا ہوں چھیڑ چھیڑ کے باتیں ملال کی

آئینۂ حلب ہے صفا اوسکے گال کی / رنگت دکھائی دیتی ہے منہ کے اوگال کی

زلفیں نہیں ہیں اوس صنم بے مثال کی / باگیں ہیں دونو توسن حسن و جمال کی

گردش جو دیکھی چشم بت خوش جمال کی / سمجھا میں رقص کرتی ہے پتلی غزال کی

وہ بام عرش پر بھی جو ہوویگا تو جائینگے ہم / ہے نردبان بلند ہمارے خیال کی ؎

دیکھا شفق میں چہرۂ خورشید کو جو سرخ / یاد آئی مجھکو یار کی صورت جلال کی

دنبالہ کھنچ رہا ہے سرمے کا آنکھوں میں اسلیے / پینے کو شغل ہوتی ہے ٹیڑھی غزال کی

سمجھا میں جب ہوا وہ ہوا اپر سوار ؎ / دوش نسیم پہ تھی سلیمان کی پال کی

کرتا ہے قتل جلوۂ معشوق شوخ طبع ؎ / شوخی تھی تازہ خنجر حسن و جمال کی

صیاد اپنی زلف کو شانہ نہ چھوڑ دے / بازو کی مچھلیوں کو تمنا ہے جال کی

ابرو کا عشق یاد نے رخ کی بھلا دیا ؎ / کیا ہو گیا ہو بدر سے آگے ہلال کی

عارض کو مہر کہتا ہے ابرو کو ماہ نو ؎ / وہ رشک بدر کرتا ہے باتیں کمال کی

اے شاہ حسن دید کی مدت نظر ہے ایک / درویش ہوں میں چشم ہے کشتی سوال کی

سایہ سے جہان میں ہو گیا مشہور خوش خرام / کچھ کبک نے اوڑا تھا تری چال کی

بند ہتی نہین ہوا تری کاکل کے سامنے
زنجیر کی کمند کی سنبل کی جال کی

خاتم تو کیا ہے آنکھ کے خانہ کا ہو نگین
تل بھر جدید مین جو سیاہی ہو خال کی

غش کھا کے گر پڑو نگا نہ رخ سے نقاب اٹھا
ہے برق طور لو ترے شمع جمال کی ٭

حسرت ہی رہ گئی نہ کھایا رسے کبھی ٭
پڑھو اسے خلیل کوئی غزل اپنے حال کی

گلِ مراد کی ہم بھی بہار دیکھ چکے ٭
ہزار شکر رخ شہریار دیکھ چکے ٭
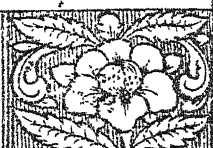
نہین ہے تجھسا کوئی گلعذار دیکھ چکے
چمن تو کیا چمنِ روزگار دیکھ چکے

نہ منہ چھپاؤ خط و خال یار دیکھ چکے
طلسم حسن کے نقش و نگار دیکھ چکے

اسیر دام محبت ہوے خراب رہے
بلا ہے پیچ ترا زلف یار دیکھ چکے

ہم اپنے جیب کو دستِ جنون سے وحشت مین
مثال زلف بتان تار تار دیکھ چکے

بچے گا دل نہ کسی طور اوسکی آنکھون سے
کہ اپنے زد پہ شکاری شکار دیکھ چکے

الٰہی خیر ہو سینے مین دل دھڑکتا ہے
رقیب یار سے بوس و کنار دیکھ چکے

نہین مشابہت اوس بیت سے گل کو اے بلبل
وہ کیا حسین ہے کہ جسکو ہزار دیکھ چکے

صنم کے جنبش ابرو سے قتل عام ہوا
کمان مین اثر ذوالفقار دیکھ چکے

خزان مین باغ سے آنکھین چرائے ہین بلبل
کہ بے ثباتیِ رنگ بہار دیکھ چکے ٭

دیا نہ ایک بھی ساغر بہار مین ہمکو
عطائے ساقیِ گردون وقار دیکھ چکے

دکھایا چرخ نے روز سیاہ ہجر ہمین ٭
نہ دیکھنا تھا جو آنکھون سے یار دیکھ چکے

جنون کا اب نہین کھٹکا بسنت بھی گذرا
شکوہ آمدِ فصل بہار دیکھ چکے ٭

فراق یار مین ہرگز نہ ہو سکا کبھی صبر ٭
ہم اپنے جبر کا بھی اختیار دیکھ چکے

نہ انکھین ہو سے وفا ہے نہ اوسمین رنگ بقا | گلون کی سیر چمن کی بہار دیکھ چکے
خدا کے واسطے اب سنگسار کرتے ہین | کہ حد جرم محبت کو یار دیکھ چکے
دل مقید کا کل کو اب رہا سمجھے نہ | شکار بند مین بستہ شکار دیکھ چکے
نہ نکلا ہم ہم شمشیر ابروے محبوب | ہلال عید کو بھی لاکھ بار دیکھ چکے
کلیجا آگیا منہ کو شہر خدا کے لیے | تری تڑپ کو دل بیقرار دیکھ چکے
جمال حور کا بھی سب کے ہو رتون کو دیا | کمال صنعت پروردگار دیکھ چکے

خلیل رونے لگے ہجر یار مین آخر
ہماری طاقت صبر و قرار دیکھ چکے

کھلا یہ روزن داغ جگر سے | نوکی ٹوٹے تیر نظر سے
جلا دل آتش داغ جگر سے | لگی ہے آگ یہ اپنے ہی گھر سے
جگر شق ہو گیا داغ جگر سے | یہ ٹھنی پھٹ پڑی باہر سے
رشتہ اوس خوشخط کا روشن ہے زیادہ | بیاض سادہ روے سحر سے
کیے برسون نظارے گلرخون کے | ہزارون پھول گذرے ہین نظر سے
محرم کا شب غم مین ہے سامان | علم اوٹھتے ہین آہون کے جگر سے
ہماری جستجو ہے دوپہر کا ر | نہین چلتا ہے کام اپنا سفر سے
کرم سے آبرو بخشے اگر یار نہ | نہ دھوویں منہ کو ہم آب گہر سے
کیا آتے ہی جانے کا ارادہ | اوتارا خوب تمنے چھدا سر سے
پڑے چولھے مین یہ داغ غم عشق | کلیجا پک گیا سوز جگر سے
نہ دیکھا ایکدن بھی بھر کے اونکو | رہا وسواس اپنی ہی نظر سے

ہمارا روزِ فرقت سے ہے زیادہ
شبِ ماتم سے عشرت کی سحر سے

قرار آئے کسی کروٹ مجھے خاک
تو اپہلو مین ہے داغِ جگر سے

خیالِ زلف مین پھرتا ہون گھر گھر
مری شب گردیان پوچھو قمر سے

طلائی رنگ روے یار کو مین
تکا کرتا ہون مفلس کی نظر سے

الٰہی روز کا رونا کہان تک
کلیجا منہ کو آیا چشمِ تر سے

خلیل آتش کے ہین شاگرد ہم بھی
محبت کیون نہ ہو ہمکو شرر سے

ہر ایک بیت مین رونے کا ماجرا ہے
ہماری غزل رشکِ بحر البکا ہے

محبت مرض ہے محبت دوا ہے
محبت اجل ہے محبت شفا ہے

محبت سے دنیا مین قوام بنا ہے
ولا سے بلا ہے بلا سے ولا ہے

نگہ بھی خنجر بھی بتون کی بلا ہے
وہ تیغِ اجل ہے یہ تیرِ قضا ہے

سوا عشق سے حسن کا مرتبا ہے
کہ بندے کا مولیٰ مجازی خدا ہے

نہ کافر نہ مسلم نہ سنی نہ شیعہ
ترے عشقبازون کا مذہب جدا ہے

گھمنڈ اسقدر حسن پر چار دن کے
یہ رنگ الصنم فصلِ گل کی ہوا ہے

مگر تم ہو کیون مین بلاتا ہون تمکو
بناؤ نہ منہ کیا یہ کڑوی دوا ہے

برا کہہ ستمگر نہ شکوہ کرینگے
سمیع البصر اے جفا جو خدا ہے

جو ہاتھ آئی کمل بھی بے منت خلق
سموری لبادا ہے شالی قبا ہے

گذرتی ہے جو ہجر مین کس سے کہیے
صنم حال دل کا خدا جانتا ہے

کھلا یہ طلسمِ جہان کو جو دیکھا
مسافر ہے انسان دنیا سرا ہے

حسینون سے امید نیکی ہے دل کو
ٹھگو نہ مسافر کو چشمِ وفا ہے تو

شرافت ہے حسنِ عمل سے خلیل
جبین پر کہان شیخ و سید کھدا ہے

بھلا مجھسے وقتِ سحر جاتے جاتے
وہ دے دیگیا داغ گھر جاتے جاتے

خدا کے لیے قتل سے باز آؤ
تھکے ہین عدم کو بشر جاتے جاتے

وہ برہم ہوے تھے مگر خیر گذری
رہا آج تن پر سے سر جاتے جاتے

گھر اوس شوخ کا ہے مگر کارے کوسون
کہ شل ہو گئے نامہ بر جاتے جاتے

مری بیکسی پر وہ صبحِ شبِ وصل
رہے دیر تک چشم تر جاتے جاتے

جب اونکو محبت تھی تب وقتِ رخصت
وہ روتے تھے دو دو پہر جاتے جاتے

بہت تنگ آئے ہین اب بیچ والے
ادھر آتے آتے ادھر جاتے جاتے

جو ہم جانتے اوس جفا جو کے گھر مین
بلا سے اگر جا کے مر جاتے جاتے

وہ گھر میرے اکر محبت سے بولے
کہان راہ بھولے کدھر جاتے جاتے

رسائی نہین گھر مین ہوتی ہی اونکے
بس اب پک گیا ہے جگر جاتے جاتے

خلیل آہ مین کچھ بھی ہوتی جو تاثیر
پھر آتے وہ رستے سے گھر جاتے جاتے

گر سوز داغِ عشقِ بتِ مہ جبین رہے
دل گرم صورتِ کرۂ آتشین رہے

ہمسے زوالِ حسن مین غمزے نہ کیجیے
اے آفتاب گرمیون کے دن نہین رہے

رندِ برہنہ ہون یہی جاڑون مین ہے دعا
بھٹی کے پاس دورِ مئے آتشین رہے

بوسہ ملا نہ رخ کا تو گیسو کو چھو لیا تو
خرمن پہ دست رس نہ ہوا خوشہ چین رہے

یارب نہ داغ آتش سودا نمود ہو
پوشیدہ یہ کلنگ کا ٹیکا کہین رہے

دولت خدا نے حسن کی دی خیر کیجیے
جوبن کے دن کسی کے برابر نہین رہے

او بت کے سنگ در پہ جو سجدہ کرے کوئی
داغِ فلک سے مثل فلک جبین رہے

دل بھی جگر بھی جان بھی حاضر ہین لیجیے
اے بادشاہِ حسن تری ہٹ کہین رہے

بے آبروئی یون دلِ بیداغ عشق مین
بیقدر جسطرح کوئی داغِ نگین رہے

لے جامہ زیب ہے یہ دیکھا سجائے گا
بازو سے تیرے لپٹی ہوئی آستین رہے

دو گز زمین مین کرتے ہین مر کر بسر یہی
جو زندگی مین مالکِ روئے زمین رہے

ہووے جو ہاتھ تنگ جو خاتم ہین آپکے ق
میرے عقیق محبت جگر کا نگین رہے ق

مین چشم خونفشان کو جو پوچھون تو خشک
پیراہنِ شہید مری آستین رہے

جوش جنون مین دست جنون ہے کفن کی شکل
بر مین ہمارے جامۂ بے آستین رہے

کیا نقد دل کو رو کیے الفت مین اے خلیل
یہ وہ جوا ہے جسمین خزانے نہین رہے

عشق مین لازمۂ شوکت و شان دور رہے
فقر سے فخر ہے یہان طبل و نشان دور رہے

کور ہو جاؤن جو وہ جان جہان دور رہے
چشم سے مردمکِ چشم کہان دور رہے

روئے رنگین سے خطِ مشک فشان دور رہے
گلشن خلد سے دوزخ کا دھوان دور رہے

نالے بیجا ہین جو وہ آفتِ جان دور رہے
تیر کیا کام کرین جبکہ نشان دور رہے

گھر مین بلواتے نہین جانکے شاعر مجکو
حکم دربان کو ہے یہ سیف زبان دور رہے
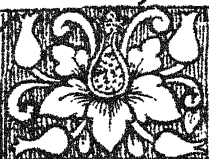
عشق ہو تفرقہ انداز تو یوسف کی طرح
پدر پیر سے فرزند جوان دور رہے

ناتوان ہو گئین شبِ ہجر کا دھڑکا ہے بجا
ضعف مین قلب سے کیونکر خفقان دور رہے

حکم ہے طالبِ دیدار نہ گئے کوئی پاس
مثل خورشید کے چشمِ نگران دور رہے

نعمتِ بوسۂ معشوق نہ آئے منہ تک ؎
من و سلوا سے لب و کام و زبان دور رہے

تیرِ مژگان سے ترا اے قدر انداز قضا ؎
اس سے بچتا نہین ہرچند نشان دور رہے

ڈر کے وہ کہتے ہین آہین جو کبھی کرتا ہون
بادِ دودِ دم سے گھر سے یہ دھوان دور رہے

مین وہ بلبل ہون کہ نالون سے کیا حشر بپا
چار دن باغ سے صیاد جہان دور رہے

فاقہ مستی مین خیالِ ذقنِ یار کمان ؎
ختم نہین پیاس مین صائم سے کہان دور رہے

بادشاہون پہ عدم مین کرو دنیا کا خیال
اب وہ جاہ و حشم و طبل و نشان دور رہے

ساقیا لطف گزک کا بھی ملے رندون کو
میکدہ سے نہ کبابی کی دکان دور رہے

تابعِ حکم رہے ہم عدم و ہستی مین ؎
یار کے حلقۂ بیعت سے کہان دور رہے

قربِ حق کا ہو نہین خواہان نہین باطل سے غرض
کعبہ نزدیک رہے دیر بتان دور رہے

اے صنم در سے ترے مین نہ ہلون گا ہرگز ؎
خادم اس کعبہ کا کعبے سے کہان دور رہے

اپنے بیگانے برے وقت مین ٹل جاتے ہین ؎
شاخ سے برگ بھی ہنگامِ خزان دور رہے

کوچۂ عشق مین شاہون سے یہ کہتے ہین گدا ؎
اپنے پاؤن سے چلو تختِ روان دور رہے

اوسکے ہمسایہ نہ ہو گھر بھی یہی بہتر ہے
بادشاہون سے فقیرون کا مکان دور رہے

شر اپنا ہے زبان سے نہین ملتی ہے نجات
کوئی دنیا سے الگ جا کے کہان دور رہے

فکرِ یار وہ نازک ہے نہین جو ذہن مین آئے
عقل اول کے بھی دل سے یہ گمان دور رہے
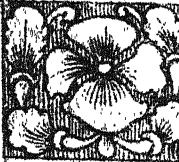
ہم فقیرون کو نہین چاہیے دنیا مین فروغ
بو سے کبر آتی ہے مشعل کا دھوان دور رہے

رہنے دیجے نہ نکلوائیے گھر سے ہمکو ؎
یہ خلیل آپکا کعبہ سے کہان دور رہے

آرزوئے آتشِ آہِ دلِ پرسوز اون کی کڑی ہے — اس شمع کی جو شعلۂ دود رخ سے بڑھی ہے

مضمونِ دہن کی مجھے اب فکر پڑی ہے — آجائے اگر بات تو یہ بات بڑی ہے

آفت ہی محبت کی اجل اسپہ کھڑی ہے — رکھ سیکے جہان پاؤن کنس اونچ کڑی ہے

ہوتی ہے شکست اسکے جو مجبور ہوئے اکثر — جب دیکھیے تو یہ درِ قاضی پہ کھڑی ہے

گم ہے حرکت ضعف سے پاؤن مین ہمارے — زنجیر جنون اپنی مرقدہ سے پڑی ہے

خالِ رخِ محبوب کا سودا مجھے ہوگا — طالع مین مرے ایک گرہ سخت پڑی ہے

کیون مرگ سے اندیشہ کرین وصل کے طالب — کیا موت کا ہے وقت جدائی کی گھڑی ہے

دکھلائے گی کچھ رنگ اثر عشق کی افتاد تو — وان جائیے لاسکے ہین یہان جی کی پڑی ہے

اچھا نہین عشقِ قدِ محبوب کا انجام تو — اعمال کو روتا ہون قیامت کی پڑی ہے

سینہ یہ نہین گھاو تری تیغ کا قاتل — یہ دل مین مرے نیوِ محبت کی پڑی ہے

دل چھینتی ہے مجھسے ترے زلفِ سیہ کا — اندھیر ہے اندھیر ہے کیا لوٹ پڑی ہے

نرگس کو بھی جلوہ بتِ خوش چشم دکھائے — بیمار عصا ٹیک کے مشتاق کھڑی ہے

کیا درد سے واقف ہو وہ بیدرد کہ جسکی — کانٹا بھی چبھا ہے نہ کوئی پھانس گڑی ہے

دنیا مین جسے دیکھیے بندہ ہے شکم کا تو — جنت کا تصور نہین دوزخ کی پڑی ہے

زلف اوسکی درازی مین ہے نخوت کی بیڑی — باور نہ ہو تو دیکھ لو پاؤن مین پڑی ہے

اوس روئے مخطط کی بیک دشمنِ جان ہے — بدلی مین ہے یہ مہر مگر دھوپ کڑی ہے

اللہ ری زلفِ بتِ کافر کی درازی — ہمت سے کروڑون کی بھی دو ہاتھ بڑی ہے

کیونکر نہ ستم دیدہ تری زلف کو چاہین — جو حلقہ ہے زنجیر عدالت کی کڑی ہے

ہمطالعِ نقشِ کفِ پا ہم ہین ازل سے — افتادگی حصہ مین ہمارے ہی پڑی ہے

کیون شانے کو الجھن ہو اوس زلف رسا مین
شب گرد کو ایذا ہے اگر رات بڑی ہے

اے سیم بدن عیب درشتی نہین اچھا
بازار مین کم نرخ ہے چاندی جو کڑی ہے

کاوش تری مژگان کو ہے کیون ان سے ہماری
دولت کوئی اے خانہ خراب ان مین گڑی ہے

رونے پہ ہمین یار نے کیا کیا نہ سنایا
بوچھار یہان گالیون کی منہ مین پڑی ہے

مجھسے نکرے سرکشی اس طوق پہ قمری
زنجیر جنون کی مرے یہ ایک کڑی ہے

برسات مین بے یار کے بارش نے رولایا
صدمہ ہوا اولے کا اگر بوند پڑی ہے

اچھی نہین یہ سخت زبانی بت کافر
چھڑ جاتی ہے وہ تیغ کہ جو منہ کی کڑی ہے

عاشق ہون مجھے راحت و رنج ایک ہین دونو
دُرّا بھی سزا کا ہے تو پھولون کی چھڑی ہے

روشن جو ہوئی شمع مرے گھر مین شب غم
سمجھا مین بلا گرز لیے سر پہ کھڑی ہے

کر رحم کہ تا مزرعہ اعمال ہو سرسبز
کھیتی مری اے ابر کرم خشک پڑی ہے

پتھر بھی لگا دو تو مین نالے نکرون گا
چھاتی مری گھڑیال کے سینے سے کڑی ہے

مژگان تری وہ تیر جگر دوز ہے کافر
آئینۂ فولاد کو بھی دل کی پڑی ہے

دل کانپتا ہے سخت زبانی سے بتون کی
بوتل کو اوڑاتی ہے جو شمشیر کڑی ہے

برباد ہے دریاے الم مین دل بے صبر
گن بوٹ گیا ناو تباہی مین پڑی ہے

کیا پردہ نشین ہے کوئی روتے ہو جو چھپ کر
بتلاؤ تو یہ کس سے خلیل آنکھ لڑی ہے

ملکے اوس بت سے نہ کیونکر دل مضطر ٹوٹے
شیشہ پتھر سے جو ٹکراے مقرر ٹوٹے

دل بھی دو دن مین جو حباب رخ دلبر ٹوٹے
اسی آئینہ سے یہ سد سکندر ٹوٹے

اک زمانہ ہے تری راہ طلب مین سرگرم
پاؤن کس کسکے نہین آبلے خود سر ٹوٹے

داغ بلبل کو نہ مٹے تو کرے گھر میں پھول تو
آسمان ظلم کا گلچین ترے سر پہ ٹوٹے

قدر کشتی کی تھی جو اوس گل سے تو یہ باطن پری
یاس گلزار میں بالا سے قفس پر ٹوٹے

ہم بہم ہیں ہے مگر باغ کو رہتے ہیں مدام
شیشے غنچوں کے ہوں پھولوں کے ساغر ٹوٹے

پاؤں دھرنے کی جگہ بھی نہیں ملتی ہے کہیں
اسقدر شیشۂ دل یار کے در پر ٹوٹے

دل شاہی میں ہے چھوٹا ہے جو سر رشتۂ صبر
کسی دشمن کی ابھی تیغ کا نہ لنگر ٹوٹے تو

گرم بازار ہوا ہے مرے یوسف کا جہان
وان خریدار خریدار کے اوپر ٹوٹے

قد ہے بالا دقن یار نہیں ہاتھ آئے
کیا کرون سیب ہیں اس شاخ سے کیونکر ٹوٹے

دن میں یا آنکھ میں جب آپ خیال وہ آئے
مرغنا دار ہون رکھتا ہوں یہ گھر ٹوٹے

بال پرواز مرے توڑ نہ پھر اے صیاد
کہ نکلنے ہی نہیں پاتے ابھی پر ٹوٹے

کیسے منہ روکے جو دندان کا ہے کشتہ تھا خلیل
روز شب ہجر جو مری قبر پہ اختر ٹوٹے

نہ کوڑھا میرے لیے وہ ستم ایجاد کبھی
سوگ مقتول کا رکھتا نہیں جلاد کبھی

مرغ طائر نہ فلک سے ہو آزاد کبھی تو
فارغ البال نہ دیکھا کوئی صیاد کبھی

عقل کے ذہن میں آئے نہ کبھی مطلب عشق تو
یہ سبق وہ ہے ارسطو کو نہ ہو یاد کبھی تو

دور کرکے مجھے کیون ظلم و ستم کرتے ہو
ملک الموت سے ہو بندہ آزاد کبھی تو

رعد کی طرح صدا خلق میں گھر گھر پہونچے
ہمنے کی ہے شب فرقت میں جو فریاد کبھی

جان لیکے وہ اسیرون کو رہا کرتا ہے
جانور مفت نہیں چھوڑتا صیاد کبھی تو

کاٹ کے پر مجھے کہتا ہے کرونگا آزاد
ایسی بیکسی کی اوڑاتا تھا نہ صیاد کبھی

دام گیسو سے ہے قرب رخ شفاف عجب
ٹٹی آئینہ کی رکھتا نہیں صیاد کبھی

میرے دیوان مین کسی جا نہ پڑی آنکھ اونکی
ایک بھی بیت کے اوپر نکیا صاد کبھی

بھول جاتی رہے دیکھے جو ترا روئے صبیح
طفل بے شیر نہ دائے کو کرے یاد کبھی

وہ بھی کیا بد ہین جو اچھون کو برا کہتے ہین
ہم تو بد کو بھی بدی سے نکرین یاد کبھی

گرم ہو کر جو کڑی آنکھ سے وہ تکتا ہے
شنہ پہ چڑھتا نہین آئینۂ فولاد کبھی ؎
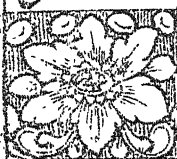
بوسہ کیا مانگیے یہ تنگ ہے دل اوسکا خلیل
شعر اچھا بھی پڑھو نہین تو نہ دے داد کبھی

فرقت کی نہین شب شب آفات یہی ہے
روتا تھا جسے روز مین وہ رات یہی ہے
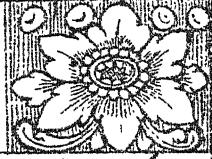
گھلوایا غم عشق نے مجھکو لبیان دیکر
گھر مین ترے مہمان کی مدارات یہی ہے

بنیان ضبط غم و درد کی اے دل شب غم مین
اف اف بھی نہ کہہ منہ سے کبھی بات یہی ہے

اک ایک گھڑی سال ہوا ہجر شب غم کی
ہو جائیگا سویرا اگر رات یہی ہے

منہ پھیر کے کہتا ہے وہ بوسے کی طلب پر
جس سے کہ زبان کٹتی ہے وہ بات یہی ہے

ہو جلد کسی طرح سے وصل بت کافر
اللہ سے بندے کی مناجات یہی ہے

شرم اوسکو سمجھاتی ہے جو کچھ کہتے ہین عاشق
تو دیجے جواب ایک کا بھی بات یہی ہے

منہ گال پہ رکھدون تری زلفون کو ہٹا کر
دشمن لے بت کافر مجھے دیرات یہی ہے

یاربی کی ہے تب تیسرے دن آپکا آنا ؎
ہر روز ملو لطف ملاقات یہی ہے ؎

جز لخت جگر پیش کش یار کرین کیا ؎
عشاق تہیدست کی سوغات یہی ہے

جب وصل مین رویا مین خیال شب غم سے
وہ بولے کہ بے فصل کی برسات یہی ہے

او دشمن ایمان کی طرف دیکھ نہ اے شیخ
غارتگر دین قبلۂ حاجات یہی ہے

وہ رند جوان ہون مین خلیل الہمان سب
کہتے ہین مجھے پیر خرابات یہی ہے

مجھسے کوئی نہ کہے یہ کہ وہ گھر جاتا ہے
آدمی ایسے بھی صدمہ سے گذر جاتا ہے

بوالہوس چشم فسوں ساز سے مر جاتا ہے
سحر اثر مردم ناپاک پہ کر جاتا ہے

قصۂ یوسف و یعقوب سے روشن یہ ہوا
سوجھتا کچھ نہیں جب نور نظر جاتا ہے

کیوں نہ مرنے پہ شگفتہ ہوں بہت بیتاب حزیں
کیمیا ہوتا ہے سیماب جو مر جاتا ہے

آنکھیں رو رو کے ڈبوتی ہیں مجھے دریا میں
دل شبِ ہجر میں دم بھر جو ٹھہر جاتا ہے

نزع میں سنتا ہوں جس دم تری آمد آمد
چلتے چلتے مرا دم یار ٹھہر جاتا ہے

دید گیسو کے سیہ ہے سبب وحشت دل
پیشتر طفل شب تار سے ڈر جاتا ہے

جان عاشق کو ہے شمشیر سر اک زندگی وا
کھیلیے گنجفہ بھی ساتھ تو سر جاتا ہے

اسلیے کہتے ہیں عاشق اوسے خورشید لقا
صبح ہو جاتی ہے شب کو وہ جدھر جاتا ہے

پھیر منہ کیونہ تڑپنے کا نظارہ کر لے
قتل کر کے مجھے بے رحم کدھر جاتا ہے

نکرو موسم پیری کو بھی غفلت میں بسر
غافلو ہاتھ سے ہنگام سحر جاتا ہے

زاد عقبیٰ زر و گوہر کو سمجھیے نہ خلیل
نہ گھر جاتے ہیں ہمراہ نہ زر جاتا ہے

دور کیا ہو گرفتگی دل سے
گانٹھ کھلتی ہے سخت مشکل سے

اوڑ گیا یہ گیا جدائی میں
رنگ چہرے سے خونِ دل دل سے

طالبِ وصل ہوں جواب نہ دو
پوچھ لو رنج یاس سائل سے

حسرتِ وصل حب دنیا ہے
مرتے مرتے نجائیگی دل سے

لاکھ نازک ہو رشتۂ الفت
ٹوٹتا ہے یہ تار مشکل سے

طالبِ وصل ہوں نہ چھیڑ مجھے
دل لگی کیا غریب سائل سے

مجھسے یون ہے تری کشیدہ اے یار
جیسے شہرت سخی کی سائل سے

یار کی گر سے یون ستے صحبت شمع
[illegible] ہون روز محفل سے

گر شب و روز [illegible]
گر یہی آدمی مگر دل سے

سینے مین سالکون کے [illegible]
عرش کی راہ کعبۂ دل سے

خون بہا کس سے لون [illegible]
تیغ برق جمال قاتل سے

چشم [illegible]
چھوٹے چھپائے سے جام سائل سے

کوچہ رشک عشق ہے [illegible]
آنکھ کو بھی غبار ہے دل سے

شوق دیدار و عشق صورت یار
[illegible] دیدہ و دل سے

ہاتھ [illegible] جب وہ لگا نے خلیل
دست [illegible] گردن مین قاتل سے

جائے غم و رنج و آہ دل ہے
شاید کوئی قتل گاہ دل ہے

جب سے ہے خیال یار [illegible]
جمشید کی بارگاہ دل ہے

کیا مانع عشق و عاشقی ہون
مختار ہے بادشاہ دل ہے

عشق گیسو ہے دشمن دین
عصیان کے سبب سیاہ دل ہے

معشوقہ خانگی سے ہے عشق
گلیون مین مرا تباہ دل ہے

رہتا ہے عجیب حال ہر دم
صوفی کی خانقاہ دل ہے

کہیے کیونکر نہ عرش رفعت
کس شاہ کی بارگاہ دل ہے

جب سے ہے خیال رخ کا سودا
ایک آبلۂ سیاہ دل ہے

معشوق سے لطف کی ہے امید
ظالم سے دادخواہ دل ہے

دل میں یار کے کرلون تو کہون بوسہ دے
کہین بے نیو عمارت نہین تعمیر ہوئی

خطِ شبگون سے اوڑی یار کے عارض کی صفا
اثرِ مشک سے کافور طباشیر ہوئی

سلسلہ زلف کے سودے کا نہ چھوڑا جیتے
رشتی پاؤن سے لپیٹی خود زنجیر ہوئی

جب کیا گیسوے پرپیچ کا کچھ کھلکے بیان
مثلِ ناسور کبھی بند نہ تقریر ہوئی

فصلِ گل مین مے و معشوق سے کیون توبہ کی
سخت نادم ہون عجب طرح کی تقصیر ہوئی

عشق گیسو مین مری قید کو یہ طول کھینچا
بال گھس گھس کے مری پاؤن کی زنجیر ہوئی

جادوی چشم سے اوس بت کے بچائے اللہ
آنکھین پھر گئین جس شخص پہ تاثیر ہوئی

کم نہین قدر حسینون کی پھٹے کپڑون سے
پھول کی خرقۂ صد پارہ سے توقیر ہوئی

بل کسیے پیچ کے ٹیڑھی ہی رہی روز الجھی
ہمسے سیدھی نہ تری زلفِ گرہ گیر ہوئی

لطفِ گلگشتِ چمن کنجِ قفس مین بھولے
یادِ گل خوابِ فراموش کی تعبیر ہوئی

دلِ بیدرد محبت کے ہین نالے بیکار
نہ کبھی رنگ کی فریاد مین تاثیر ہوئی

دھوپ شب کو نکل آئی جو مرقع کھولا
ورقِ مہر مرے یار کی تصویر ہوئی

لبِ جانان کی نزاکت نے کیا قتل خلیل
پنکھڑی پھول کی میرے لیے شمشیر ہوئی

بلبلِ مست بہارِ گلِ رخسار رہے
ہم اسی باغ کے دنیا مین ہوادار رہے

جاگیے شب کو تو دل بھی طرفِ یار رہے
مثلِ سگ فائدہ کیا ہے کہ جو بیدار رہے

عاشقِ زلف ہون ابرو کا تصور ہے غضب
پاس قیدی کے قیامت ہے جو تلوار رہے

ہون وہ دیوانہ سرِ خار پہ باندھون پگڑی
جھٹکے جامہ سے جو باقی کبھی دستار رہے

اوس شہِ حسن سے دل لیکے مکرتی ہے زلف
لوٹ کا مال ہے یہ داخلِ سرکار رہے

آنکھین اعجاز لب یار کے قائل ہوئین
کیون مسیحا سے چڑھائے ہوئے بیمار رہے

مرض عشق مین اوس چشم کے یہ طول کھنچا
کہ پرستار بھی برسون مرے بیمار رہے

ہو چکین اشکون سے پہلے دل نالان نکلو
چاہیے فوج کے آگے ہی علمدار رہے

تابش رخ سے جو ہے یار کے مژگان نشتر
سخت ہوتا ہے بہت دھوپ مین جھاڑ رہے

دل مین ہین داغ رہین سیکڑون ہجر یار
چاہیے قصر شہنشاہ ہو ادا دار رہے

چھیڑتا ساتھ ہمیشہ دل مرا اوس کوچے مین
جیسے دلال پس پشت خریدار رہے

اوس گل اندام کو دیکھون کبھی اگر تو پہلے
شرح رخ گل سے پس بلبل تری گفتار رہے

ریزہ آنکھون مین ہا سرمہ کا دنبالہ کھنچا
لے عصا ایک گھڑی پھر نہ یہ بیمار رہے

زلف کافی ہے مرے قتل کو کیا چاہیے تیغ
پیچ بندوق ترے دوش پہ بیکار رہے

عشق ابروئے بتان ہے مجھے قبلہ نما
اوس طرف منہ مرا رہتا ہے جدھر یار رہے

اے کماندار ترا تیر مبارک دل کو
سرخ پیکان صفت غنچہ گلنار رہے

جستجو سے نہ کبھی ہاتھ اوٹھائے عاشق
پاؤن تھکنے کو بھی اوپر طلب یار رہے

کیون نہون غار مرے دیدۂ تر کے آگے
نہ گذرگاہ کبھی سیل کا ہموار رہے

تھا مری خاک مین کیا گردش گردون کا خمیر
عمر بھر داغ بدن اختر سیار رہے

عشق مین مثل قلم مجکو بنا دے اے ضعف
غیر کے ہاتھ مرے پاؤن کی رفتار رہے

یہ شب ہجر دعا صبح تلک مانگتا ہون
دو گھڑی ایکسی حالت پہ دل زار رہے

جوہر حسن ہے بیمار یہ چشم معشوق
نرگس باغ کی ہے مین صفت زار رہے

صورت یار کی نظارہ سے دل شاد کرے
خواب ہی مین مدد طالع بیدار رہے

یون رہی عالم غفلت مین مری ہشیاری
جیسے انسان کوئی خواب مین بیدار رہے

یون ہجر یار مین حالت تباہ کی ؎
بیٹھے جہان پہ رو دیا اوٹھے تو آہ کی ؎

دیتے تھے نہین وہ بوسہ کبھی عشق باز کو ؎
تنخواہ بانٹتے نہین اپنے سپاہ کی

میرے ثبوت جرم پہ حجت نہ لائیے
جو خود مقر ہو گیا اوسے حاجت گواہ کی

آنکھین کھلین نظارۂ زلف سیاہ سے
سرمے سے سچ ہے بڑھتی ہے قوت نگاہ کی

دیکھی ہین آنکھین حسن پر آشوب یار سے
کھٹکا لگا ہے موت کا جیسے نگاہ کی ؎

جاتی ہے روز پردۂ فانوس چرخ تک
لو ہے زبان دراز مری شمع آہ کی ؎

ہر چند ہین نظر پہ کوئی یار صاف رہ ؎
عینک تلاش کرتا ہون اپنی نگاہ کی

کرتا ہون داغ عشق کی مین دل مین احتیاط
مسند و تکیہ مین مہر یہ ہے بادشاہ کی ؎

غافل ہنوز منکر ہے افراط جرم سے
دل کو سیاہ کرتی ہے کثرت گناہ کی

کیا جانے دل پہ کونسا صدمہ ہے رات سے
کانون مین آرہی ہے صدا آہ آہ کی ؎

عاشق ہون آفتاب قیامت سے خوف کیا
بدلی رہیگی سر پہ مرے دود آہ کی ؎

جز داغ عشق یار نہین دل مین خال غیر
کیونکر دھرے قدم کوئی مسند پہ شاہ کی

مجذوب ہو کے طے کیا مینے طریق عشق
سالک نے ایک چال سجھائی نہ راہ کی

کہتی ہے خلق دیکھ کے اوس چشم مست کو
فتنے کیواسطے یہ جگہ ہے پناہ کی ؎

زنجیر زلف یار سے رہتا ہے دل خراب ؎
لنگر نے اس جہاز کے کشتی تباہ کی ؎

سینے سے لب تلک نہین آتی ہے ضعف سے
پرواز اوڑ گئی ہے پر تیر آہ کی ؎

جلتی ہے اوسکا شعلۂ رخسار دیکھکر ؎
بتی چراغ چشم مین خط نگاہ کی ؎

تو قید ہے قعر زنخدان کی یوسف ہے ؎
پیاسا ہی خوب جانتا ہے قدر چاہ کی

کافی ہے علم یار کا مہر ثبوت جرم ؎
قاضی کو احتیاج نہین ہے گواہ کی

کوہستان کو چھوڑ کے کعبہ چلو خلیل تم
بازار اب بھی چال بتاتے ہین راہ کی

شباب دور جو ہوتا تو ہم سنبھل جاتے
یہ دن بہار کے جلدی کہین نکل جاتے

وہ اپنی چال دکھاتے تو کوہ سو کر و دشت
زمین دبا کے یہ کبک دری نکل جاتے

وہ بد نصیب ہین کرتا جو خواہش نعمت
دہن سے دانت بھی مثل صدف نکل جاتے

تعجب اسکا نہین ہے جو مجھکو پھانس لیا
کبیت پر تری بھولی کے پیچ چل جاتے

کہا نہ حال مرے غم خوری کا لے قاصد
وہ شل ہے شنفا گیا تجھے نگل جاتے

کڑی کو جھیلتے وہ امتحان اگر کرتے
نہ شک کہ جو رخوئی سے ہم جو ٹل جاتے

کبھی جو بھول کے دیتے وہ رخصت فریاد
بخار دل مین بھرے تھے بہت نکل جاتے

وہ غرب مین کبھی جو مشرق سے ہمکو بلواتے
تو مثل مہر ہم اکدن مین سر کے بل جاتے

جنون مین ہمکو جو ہوتا نہ پاس رسوائی
تو نام بد کی طرح خلق مین نکل جاتے

کبھی جو دور کی وحشت مین سوجھتی ہمکو
تو حد عالم امکان سے بھی نکل جاتے

جو داغ دل کی جو نمین بھی قدر کچھ ہوتی
جہان مین یہی دینار قلب چل جاتے

بھلا ہوا تری زلفون کا عشق دور ہوا
یہ اژدہے ترے سر کی قسم نگل جاتے

اثر دکھاتی جو اوس بت کی برق حسن و جمال
مثال طور ہزارون پہاڑ جل جاتے

قمار عشق نہ کھیلے وہ ہمسے خیر ہوئی
کوئی تو چال محبت کی ہم بھی چل جاتے

گیا ہے قتل مین خوف باز پرس رہی
یہ اوسنے کہدیا کوئی دو گھڑی کو ٹل جاتے

عدوے شیخ و برہمن جہان مین اگر مرتا
حرم مین دیر مین گھی کے چراغ جل جاتے

جو وصل مین کوئی ہمسے فریب وہ کرتے
بکیتیون کی طرح ہم بھی جوڑ چل جاتے

چمن میں شعلۂ حسن اوسکا گر بھڑک اوٹھتا
گل چراغ کے مانند پھول جل جاتے

وہ ہم سے آنکھ لڑاتے تو پھر نگاہوں میں
ادھر ادھر سے محبت کے تیر چل جاتے

بھلا ہوا شب غم میں نہ آئے پاس احباب
خلیل سب یہ بڑے وقت میں نکل جاتے

حالت صفت شمع یہ ہے سوز جگر کی
پاؤں کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی

ہٹ دور کرو مان لو مجھ خستہ جگر کی
آخر ہوئی شب چھوٹتی ہے توپ سحر کی

گھر جاگتا ہے دیکھتے ہی شکل سحر کی
خورشید لقا میں مری عادت ہے قمر کی

پر تو نے ترے لطف شب وصل کو کھویا
سمجھا میں سر شام سفیدی ہے سحر کی

ہم کہتے ہیں گیسو کو بڑھاؤ نہ کمر سے
لنگر ہوا پاؤں کا یہ زنجیر جو سر کی

قدنہ ابرو کو ہلانا بت کافر تو
پھر آیا جو محراب ہلی کعبے کے در کی

میں مر گیا وہ گھر کو گئے صبح شب وصل
نقارہ ہے کوچ کا نوبت ہے سحر کی

ہے کعبۂ ابرو میں مژہ کیون نکرون شکر
گلدستہ ہے جاروب بھی اللہ کے گھر کی

کیا شمع کو دل سوز میں سمجھوں شب ہجران
غم اسکو سحر کا مجھے شادی ہے سحر کی

ہے قاتل عالم ترے ابرو کا اشارہ
اس تیغ کے آگے نہیں چلتی ہے سپر کی

آنکھوں میں کھپایا کہ یہ رنگ طلائی
پتلی مری پتلی نظر آنے لگی زر کی

دنبالہ نہیں آنکھوں میں سرمی کا یہ سمجھو
عاشق کو دکھاتی ہے ترے سیر نظر کی

مر کے بھی چھپاؤں جو تری زلف کا سودا
بتی نہ دھواں سے مری تربت پہ اگر کی

آتا ہے نہ وہ یار نہ موت آتی ہے مجھکو
آفت میں پڑی جان ہے ادھر کی نہ ادھر کی

باتوں میں کٹی رات ہوا وصل جو اوس سے
منہ زرد ہوا دیکھتے ہی شکل سحر کی

اون تک نہ رسائی ہوئی حاضر ہے برسون — دربان در یار نے اون سے نہ خبر کی
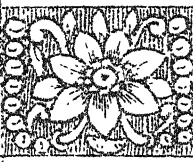
دی جان خلیل آپ نے الفت کو چھپا کر — اب کیا کرین ہم پہلے سے تجھنے نہ خبر کی تو
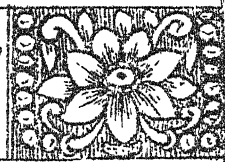
خیال زلف تھا عشق بت عیار سے پہلے — یہ پھانسی تھی گلے مین حلقۂ زنار سے پہلے

محبت یار سے ہے عالم غدار سے پہلے تو — ہمین آ ہے خار خار عشق گل گلزار سے پہلے

وہ سودائی ہین جب دشت جنون مین پاؤن رکھینگے — تو اوٹھا پھینکینگے پگڑی آبلون کی خار سے پہلے

دوا کیجے نہ کیجے درد دل سن لیجے میرا — اطبا پوچھتے ہین حال دل بیمار سے پہلے

وہ مشتاق شہادت ہین نظر آیا جہان قاتل — ہماری روح تن سے کھنچ گئی تلوار سے پہلے

نزاکت اسکی کہتے ہین لگایا ہاتھ جب مجھپر — کمر مین پڑ گئے بل یار کی تلوار سے پہلے

طلب ہوگی شہیدان محبت کی جو محشر مین — اوٹھینگے سر خرو ہم خاک کوئے یار سے پہلے

نشان ہستی کا ابھی معدوم تھا جبھی مین یا شوق کے — بیابان نجف کا سودا سر مین ہے بازار سے پہلے

گلستان مین چھپائے ہو گلون سے بعد ہنس لینا — لڑا لو آنکھ چشم نرگس بیمار سے پہلے تو

سبک جانے نہ وقت قتل ہاتھ اے قاتل عالم — مری گردن پہ خط کو کھینچ لے تلوار سے پہلے

تمنا جب یہی تھی مجھ کشتنی کو کہہ دے جانان نے — اوٹھا غل اقتلوا کا ہر در و دیوار سے پہلے

سنینگے آمد آمد بھی اگر صیاد و گلچین کی — اوٹھا لینگے ہم اپنا آشیان گلزار سے پہلے

تماشا ہے لب بام آکے وہ آنکھین لڑاتے ہین — جھپکتے تھے جو چشم روزن دیوار سے پہلے

ترے شوخی خدا دیکھینگے ہم بھی یکدن چلکر — لپٹتی تو ہے باہم دست و پائے یار سے پہلے

گناہ عشق کا کل پر جو قاتل قتل کرتا ہے — بجھا لی تیغ کو زہر دہان مار سے پہلے

ہمین سے تھم ورہ عاشقی نکلی زمانے مین — کوئی واقف تھا اس راہ ناہموار سے پہلے

برسون ہی باغ سبز دکھائے ہزار ہا
اب تو نہ نخل وصل مین شاخین نکالیے

پورا کبھی تو کیجیے وعدے کو وصل کے
مجکو بلا سمجھ کے نہ ہر روز ٹالیے

نے کی طرح کرین تری دمسازیان مدام
دن رات رہتے ہین اسی دُھن مین خیالیے

زنجیر زلف یار سے چھُٹنا محال ہے
کیا توڑ الیے پیچکا دل سے نکالیے

لٹکائیے نہ زلف کو خال سیاہ پر
یہ وہ سپر نہین جو علی بند ڈالیے

بوسہ کا نام لیجیے کیا اونکے روبرو
یہ بات وہ نہین ہے جو منہ سے نکالیے

کیونکر کہون کہ یار نے دل کو چُرالیا
کیا نام ایسے چور کا مُنہ سے نکالیے

کیا لیجیے بھنوین چڑھی ہوئی رہتی ہین یار کی
بل اس اصیل تیغ کا کیونکر نکالیے

دیتے نہین ہین بوسہ تو دیجے جواب صاف
کیا قرضخواہ ہون جسے ہر روز ٹالیے

چپ بیٹھنا ستم ہے وصل کا کیا کیجیے سوال
پتھر سے خاک حسرت دل کو نکالیے

ہاتھون مین میرے کھولیے زلف سیاہ کو
شال ہزار کی طرح سے کاندھے پہ ڈالیے
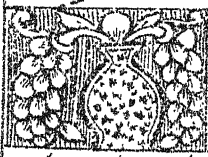
پیکان تیر یار کو دل سے نہ کھینچیے
مہمان کو اے خلیل نہ گھر سے نکالیے

لوگ جو دیدۂ عبرت سے چمن دیکھین گے
یاسمین زار مین کافور کفن دیکھین گے

بھینٹ کرینگے نہ کبھی فصل خزان مین بھی باغ
ہم نہ اُجڑا ہوا آنکھون سے چمن دیکھین گے

مجھسے کہتا ہے وہ سنتا ہون ترا دل ہے کباب
ہم بھی اسکا نمک اے سوختہ تن دیکھین گے

داغ دل کے مرے داغ پر طاؤس نہین
ہوش اوڑینگے جو بت رشک چمن دیکھین گے

اب تو غربت مین جنون ٹھوکرین کھلواتا ہے
جیتے جائینگے پھر کے تو وطن دیکھین گے

اپنے نالون کی گلستان مین ہوا باندھینگے ہم
ایکدن حوصلہ مرغ چمن دیکھین گے

وصل مین دور کرینگے رخ رنگین سے نقاب
روے گل آڑ کے دیوار چمن دیکھین گے

اپنی آنکھون سے خطِ رخ کی حفاظت کیجے
چرا ہی جاینگے یہ سبزہ جو ہرن دیکھین گے

یار آزردہ ہے سمجھین گے یہی اے قاصد
ہم جو پیشانیِ خط پر بھی شکن دیکھین گے

دینگے ہم عشق جوانی کو بڑھاپے مین فروغ
جو ہر نشّہ صہبائے کہن دیکھین گے

کیا دکھاؤن دلِ پُر داغ سیہ چشمون کو
سہم جاینگے جو چیتے کو ہرن دیکھین گے

میری ہر بیت مین اکبات نئی پائینگے
چشم ادراک سے گر اہل سخن دیکھین گے

دل کے داغون کو دکھائینگے پریزادون کو
کھوٹے دامون کا بھی اک ور چلن دیکھینگے

اے خلیل آئینگے ہم تربت پر اپنی جو کبھی
غنچہ کو دیکھین گے اوسکا نہ دہن دیکھین گے

یون دل سے کبھی یار کی الفت نہین جاتی
جس طرح سے دنیا کی محبت نہین جاتی
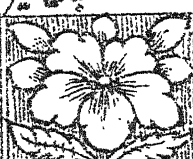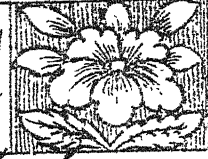
چھوٹا نہ نظر بازی سے محبوب کا لپکا ؎
جس چیز کی عادت ہو وہ عادت نہین جاتی

نظارۂ معشوق سے سیری نہین ہوتی
ہو وصل بھی تو وصل کی حسرت نہین جاتی

الفت صفتِ آب گہر جزو بدن ہے
دل ٹوٹ بھی جائے تو محبت نہین جاتی

گو دور ہوا عشق مژہ دل مین کھٹک ہے
کانٹا بھی یہ نکلا پہ اذیت نہین جاتی ؎

ہوتی نہین ہشیار جو حیران ہین ازل سے
آئینہ کی حیرت کسی صورت نہین جاتی

رونے سے بھی ٹلتی نہین زردی مرے رخ کی
دھونے سے بھی اس رنگ کی رنگت نہین جاتی

بوسے کے تصور سے ہے نیلا لبِ معشوق
سنتے تھے کبھی لال کی رنگت نہین جاتی

دق جاتی ہے سل جاتی ہے کہتے ہین اطبا
بیمار سے بیمار محبت نہین جاتی ؎

معلوم ہوا جامۂ صد چاک سے گل کے
کپڑے بھی پھٹے ہون تو شرافت نہین جاتی

بل کیون نہ کرے عارض معشوق سے کاکل
ہندو سے مسلمان کی عداوت نہیں جاتی

منہ گال پہ رکھنے سے خفا ہوتے ہو ناحق
مس کرنے سے قرآن کی فضیلت نہیں جاتی

کشتہ ہوا سو بار مین شمشیر ادا سے
اسپر بھی تمنائے شہادت نہیں جاتی

پورا کیا وصل کا ایک روز بھی وعدہ
سچے ہو بڑے جھوٹ کی عادت نہیں جاتی

پہلو سے مرے رونق دیدار ہے آنکھین
باور ہو نہ دیکھ لے حیرت نہیں جاتی

پھولے یہ گلستان جہان رنگ ہزار [illegible]
خوشبو سے گل داغ محبت نہیں جاتی

مرنے ہی سے جائیگی تپ عشق کی گرمی
معشوق کی تا زیست حرارت نہیں جاتی

کیا تصفیہ رونے سے کرون نفس نہ بون کا
دھونے سے لہو کا قر کی نجاست نہیں جاتی

جیسے آتی ہے یہ قابض ارواح کی صورت
بے جان لیے بھی شب فرقت نہیں جاتی

دیگر

کی حیدر نہ یار ماہ رو کی
حسرت نکلی نہ آرزو کی

شمشیر اوس ترک جنگ جو کی
سالک ہے کہ جیب گلو کی

یان سر بھی کٹے تو صورت شمع
سرخی پیدا نہو لہو کی

ہے وصل سے یاس دو رہا ہون
ابتر ہے کتاب آرزو کی

دیکھی شب وصل ناف اوسکی
روشن ہوئی چشم آرزو کی

کیون گیسوئے یار کو کہین مشک
توقیر ہے کیا سیہ لہو کی

سنیے مرا نالہ گوش دل سے
زبان نہیں ہے یہ گلو کی

رندون مین خدیر تم کی ہو عید
ساقی بانٹے جو سبو کی

ہے گریہ فروشی [illegible]
کیا قدر نماز بے وضو کی

اوس خاک کو کس طرح کہون مشک ۞ کیا قدر مجھے ہو سے لہو کی ۞
پیٹی لپٹی سیاہ کاکل ۞ بوتل ہے شراب مشکبو کی
مردان تیغ زن کے نزدیک ۞ موتی ہے بوند آبرو کی ۞
جلسے ہے ہواے عشق مطرب ۞ برباد ہے خاک آبرو کی
کیون فتنۂ خون ہے میرا قاتل ۞ حرمت ہے شرع مین ابھی لہو کی
ہے صاعقۂ جلال یاری ۞ گر بے معشوق تندخو کی ۞
گو تنگ دہن ہی اوسکا موہوم ۞ گنجائش ابھی ہے گفتگو کی
ہے نکہت گل سے بید باغی ۞ اوسکو نہین تاب تندبو کی ۞
اوس بت کے کلام کا ہون بندہ ۞ اللہ رے جنے گفتگو کی ۞ ۞
شہباز نظر نے اوسکے سیلے ۞ چکھتی ہائی مرے لہو کی ۞
غافل پی کر نہ دود آمل چل ۞ کیا یاد نہین غذا لہو کی ۞
نکلے گا نہ بل تری کمر کا ۞ ۞ کم کھلتی ہے گانٹھ رنگ بو کی
عاشق کے لیے وہ زلف پیچان ۞ کنجی یہ ہے قفل آرزو کی ۞
دانتون کی چمک ذرا دکھاؤ ۞ موتی لیتے ہین آبرو کی
منھ پر خط زخم تیغ قاتل ۞ خندق ہے حصار آبرو کی
دل جیسے ہوا ہے زلف مین گم ۞ شبگرد کی طرح جستجو کی ۞
آئینہ روے صاف محبوب ۞ ہے لوح طلسم آرزو کی
کیون آہ سے تم ہو سر مکدر ۞ کیا گرد ہے کوچہ گلو کی ۞

عاشق کے لیے خلیل بھاتی ۞ ہیکل ہے گلو سے خوبرو کی

چلتے چلتے عاشقوں کے حلق پر تو
آ گیا دم لب پہ تیغ یار کے تو

کاوش مژگان چشم یار سے
داغ گل بوٹے ہیں سوز نگار کے

درد فرقت نے اٹھایا اسقدر
چھل گئے پہلو ترے بیمار کے

ضعف سے ہولی نہیں جامہ دری
پاٹ دامن سینگے کہسار کے تو

جب چھٹے جوبن سے گلرخسار ہیں
پھول ہیں بیرنگ باسی ہار کے

اب قفس ہی میں کبھی اے ہمصفیر
ہم بھی بلبل تھے کسی گلزار کے

ہے مجھے عشق ذقن اسے زلف یار
اس کوئیں میں پھینک پھانسی مار کے

رہ گئی تحت الحنک اسے لاالہ رو
گرد خندق چاہیئے گلزار کے

پھوٹ کر روئینگے تو لائینگے رنگ
لال بادل دیدۂ خونبار کے

ایڑیاں رگڑیں یہ کوئی یار میں
نقش پا گویا دہن ہیں غار کے

رنگ رو سے گل ہے یہ ثابت ہوا
منہ پہ رونق ہولی ہے زردار کے

ناک میں چھ سے دشت میں چلتا ہوں میں
ہیں قدم سودے میں زلف یار کے

اوسکی ابرو سے ہے پیدا سے زلف
پیچ مجھکو یاد ہیں تلوار کے تو

دے گیا تا زندگی کانٹا سا سر پر
یار مژگان کی کٹاری مار کے

کس کو قید کفر و ایمان ہے خلیل
ہم ہیں بندے عشق زلف یار کے

جانتے گر ہوگی یہ بیداد اوٹھتے بیٹھتے
ہم نہ تیرے پاس سے جاتا دواوٹھتے بیٹھتے

بیدلی سے درس عشق و عاشقی دشوار ہے
یہ سبق ہوتا نہیں ہے یاد اوٹھتے بیٹھتے

خود فراموشی میں ہے ممکن نہیں بھولوں تجھے
رہتی ہے اے یار تیری یاد اوٹھتے بیٹھتے

ناتوانی میں اگر شوقِ گرفتاری ہوا ؛ جاؤنگا تا خانۂ صیاد اوٹھتے بیٹھتے ؛
جستجو میں یار کی ہر دم بگولے کی طرح ؛ پھرتے ہیں ہم خانمان برباد اوٹھتے بیٹھتے
چلتے پھرتے ہے زبان پر وصفِ روئے رشکِ باغ ؛ یہ گلستان ہوگئی ہے یاد اوٹھتے بیٹھتے
کیا بنائے آشیانہ اس چمن میں عندلیب ؛ ظلم کرتے ہوں جہان صیاد اوٹھتے بیٹھتے
آرزو یہ ہے تری محفل میں شیشے کی طرح ؛ پی سکے مے ہم اے ستم ایجاد اوٹھتے بیٹھتے
ہوں وہ عاشق زندہ گر ہوتے پکڑ کر اپنے کان ؛ میرے آگے وامق و فرہاد اوٹھتے بیٹھتے ؛
ناتوانی میں پھرا لیتی ہے مجھے آہِ رسا ؛ یہ چھڑی کرتی ہے اب امداد اوٹھتے بیٹھتے
خیر ہووے یا الٰہی بلبلِ گلزار کی ؛ جعلسازی کرتے ہیں صیاد اوٹھتے بیٹھتے
ہے نمازِ [illegible] سے عیان اے زاہدو ؛ تم بھی کرتے ہو کسیکو یاد اوٹھتے بیٹھتے
اتنی تعظیم اے بتِ کم سن فقیروں سے نہ لے ؛ گر پڑینگے عاشقِ ناشاد اوٹھتے بیٹھتے

ہجر کی شب دل کی بیتابی سے کرتا ہوں خلیل
سوگواروں کی طرح فریاد اوٹھتے بیٹھتے ؛

بوالہوس کوچہ میں اے یار نہ آنے پائے ؛ مسلکِ عشق میں مردار نہ آنے پائے
غیر ہے میری طرف یار نہ آنے پائے ؛ نوشِ دارو سوے بیمار نہ آنے پائے
ہے یہ گھر وہ بتِ خورشید لقا ہے جہان ؛ ذرۂ روزنِ دیوار نہ آنے پائے
چشمِ بد مست رہی تشنۂ مے سے اے یار ؛ ہوش میں دیکھ یہ بیمار نہ آنے پائے
راحت اے دل شبِ فرقت میں ہے عاشق کو حرام ؛ نیند آنکھوں میں خبردار نہ آنے پائے
ہے چلن حسن کے بازار کا عالم سے جدا ؛ جنس کے پاس خریدار نہ آنے پائے
کیا کوئی دید کا طالب ہو وہاں حکم یہ ہے ؛ دل میں بھی حسرتِ دیدار نہ آنے پائے

اے خوشا حال صورتِ خطِ جام | خشک ساغر سے لب بلب گذری
یہ بھی معلوم وصل میں نہوا | کب ہوئی صبح رات کب گذری
ہجر جاناں میں صورتِ شبنم | روتے روتے تمام شب گذری
ہے مشتاق دید وصل میں بھی | عین دریا میں تشنہ لب گذری
گل پہ ہے جامۂ قناعت قطع | ایک غرقے میں عمر سب گذری
یہ نئی ضد ہے کر لیں آنکھیں بند | سیری اعرضی نظر سے جب گذری
اپنے بیمار کی خبر لیجے | غیر دن کو نہیں جو شب گذری
آنکھ بنگیا میں حسرت سے | اچھی صورت نظر سے جب گذری

میرے ہمسایہ سے کوئی پوچھے
مجھ پہ جیسی خلیل شب گذری

سرمہ نہیں ہے آنکھ میں اوس شہسوار کی | لیلی ہے باگ ابلقِ لیل و نہار کی
الفت ہے سیکڑوں کو گلِ روئے یار کی | اک پھول سے خراب ہے مٹی ہزار کی
پیدا ہزار رنگ ہیں نیرنگ حسن سے | گلدستۂ بہار ہے تصویر یار کی
روزن ہوئے ہیں آنکھ میں مژگان یار سے | کیا خوب ہی بنی ہے یہ اشکوں کے تار کی
حسنِ شباب یار اب آیا مراد پر | داخل ہوئی چمن میں سواری بہار کی
مردم کشی کرے نہ تری چشم ناتوان | اچھی نہیں مریض کو عادت شکار کی
گیسو نے دل کو صید کیا خط کی آڑ میں | لوہے کا جال بنگیا ٹٹی شکار کی
ہر ذرہ تل ہے حور بہشتی کی آنکھ کا | اللہ ری آبرو ترے در کے غبار کی
مجھکو حلال کیجیے کچھ غم نہ کیجیے | عاشق کا حلق ہوتا ہے گردن شکار کی

رنج نہ دو مجھ[illegible] دولت سے پوچھیے
میکش ہی جانتا ہے کچھ ایذا خمار کی

کچھ رنگ ڈ[illegible] مضمون کرین بطرح
گذرے الٰہی خیر سے مدت بہار کی

آتشکدہ مین بھی کوئی پھیکے اگر خلیل
تو بھی نہ دل سے یاد بھلاؤن مین یار کی

[illegible] رہتی ہین دن صدمے عشق کی بیداد کے
نغمے سے خالی نہین جور و ستم اوستاد کے

[illegible] دن اوس ستم ایجاد کے
اس الف کی جا ہے دل مین بندہ و آزاد کے

[illegible] یاد ہے ہو تو نے کو دیکھلو
چھید پڑ جاتے ہین دل مین صاحب فریاد کے

[illegible] نہ سمجھ جاتے ہین لوگ
کون وقت قتل ٹھہرے متصل جلاد کے

[illegible] بھی جاتا ہے فریب چشم یار
دھوکے بھر صید ہین دام بلا صیاد کے

[illegible] التفات پر آئے اگر
طوق قمری کا پڑیگا سایہ مین شمشاد کے

[illegible] بھی دوست سے غافل نہو
عشق اسے کہتے ہین ہم قائل ہین ایسی یاد کے

[illegible] ہین اسلیے مجکو عزیز
جانتا ہون مین یہ و نقطے ہین اوسکی یاد کے

[illegible] تحریر مین اچھا نہین
ہے یہ لازم پاس سیلی سے نہو آزاد کے

[illegible] انکھین یار کی کرتی ہین قتل
ہو گئے ہین شیر تعلیمی ہرن صیاد کے

[illegible] اوس سرو سیم اندام کا
چادر زرین چڑھاؤن ڈھیر پر آزاد کے

[illegible] ہین کشتون کو وہ جیتی ہین جدھر
قدر جنون کے نہین خونخوار سی ہین فولاد کے

[illegible] بے دام ہوتے ہین اسیر
ہے دوپٹہ سر پہ جالی لوٹ کا صیاد کے

[illegible] ہین کا حال کھلتا ہی نہین
راز دان دونو کے گویا عیب ہین نہاد کے

[illegible] میری زرد روئی کا سبب
پٹیے گا سنکے منہ مضمون مری روداد کے

ہجو تری بھی عجیب عالم تھا
دن نہ اسمین ہوا نہ رات ہوئی

رو کے دریائے غم سے پار اوترا
چشم پر کشتیسے نجات ہوئی

اسکی تعریف کیا کرے کوئی
ہر صفت جسکی عین ذات ہوئی

جب ہوا وصل یہ ہوئی کوتاہ
مردم چشم مور رات ہوئی

حق تو یہ ہے ظہور سے تیرے
رونق بزم کائنات ہوئی

لب معشوق پر مسی کی دھڑی
ظلمت چشمۂ حیات ہوئی

یاد کاکل میں بڑھ گئی یا شک
عمر مار سیاہ رات ہوئی

وہ نہ سمجھا میں کہہ کے پچھتایا
سخن گنگ میری بات ہوئی

زہر کھایا جو سبزۂ خط پر
خوب سرسبز میری بات ہوئی

شونے نکلنے پہ دلربا ہے وہ آنکھ
خور کے دن پھرے جو رات آئی

چشم معشوق کیا سخن گو ہے
ہر اشارے میں ایک بات ہوئی

تھک گئے جستجو میں پائے طلب
اس تردد سے بھی نجات ہوئی

داغ عشق علیؑ ہی کشتئ نوح
جسکے دل میں ہوا نجات ہوئی

میرے حاضر جواب کے آگے
مشکل سے بھی نہ بات ہوئی

رنج دیتی ہے روز الفت زلف
یہ بھی ماتم زدون کی رات ہوئی

آڑ میں اسکے سحر کرتی ہے آنکھ
زلف جگمگٹ کی ابتو رات ہوئی

نہین کٹتی خیال کاکل میں
رستی ظالم کی مجھکو رات ہوئی

غم سے چھوٹا جو مہربان ہوے آپ
تمنے بخشا مری نجات ہوئی

قید الفت میں اوس حسین کی خلیلؔ
غم کونین سے نجات ہوئی

رنگ وہی نہین کچھ عشقِ بتان سے فق ہے — پھوٹ کی طرح سے دل بھی مرا دیکھو شق ہے

قابلِ دید ہین جوبن کے بھی ڈھلنے پہ حسین — حُسن وہ باغ ہے اوجڑے پہ بھی اک رونق ہے

ہین وہ درویش سیہ بخت ہون کمّل میرا — صورتِ ابرِ تنک لاکھ جگہ سے شق ہے

صدمۂ [illegible] جدائی کو نہ پوچھو اے ستم تو — دل کا پردہ تری چلمن کی طرح سے شق ہے

لیلیٰ و یار مین ہے معجزہ و سحر کا فرق تو — جو کہ باطل ہے وہ باطل ہی جو حق ہی حق ہے

الفتِ زلف سے پردے ہین تمام اسکے سیاہ — دل مرا دفترِ سودا کے مگر طبلق ہے

نازِ بیجا بھی سزاوار ہے تمکو مجھے تو — عجز حصہ ہے مرا کبر تمہارا حق ہے

نام سنتا ہون جو اوس کانِ ملاحت کا کبھی — سر جھکا دیتا ہون گردن پہ نمک کا حق ہے

منزلِ عشق ہے دل اسلیے رہتا ہے خراب — شہر جو حاکمِ ظالم کا ہے بے رونق ہے

دے غمِ ہجر سے دل کو کہین اللہ نجات — کیسے طوفانِ بلاخیز مین یہ زورق ہے

روئے گلرنگ ہے اوس شوخ کا گلزار خلیل — خط کا ہالہ یہ نہین گردِ چمن خندق ہے

سینہ صد چاک ہے رنگِ رخِ عاشق فق ہے — روز کے زلزلے سہنے سے مکان یہ شق ہے

ایک دل پر مری جھگڑا ہے دل آزارون مین — ناز تو اپنا ادا کہتی ہے میرا حق ہے

کیون جہنم سے ڈراتا ہے مجھے اے واعظ — کچھ بھی دھیان آیۂ رحمت کا تجھے مطلق ہے

صورتِ یار کو بے مثل کہا جب مین نے — حاملِ عرش برین بول اوٹھے حق حق ہے

اثرِ الفتِ مژگان سے دلِ زار مرا تو — شانۂ زلف کے مانند سراپا شق ہے

ہو سے طالبِ دنیا کبھی مردانِ خدا تو — جو ہے مُردار سگ و زاغ و زغن کا حق ہے

سادہ لوحی سے ہے آئینہ مقابل اوسکے — آبرو کا نہین کچھ خوف ہی کیا احمق ہے

باٹ لین جنکے دل کو مری آنکھیں حسین / مال لیتا ہے انھین غازیون کا یہ حق ہے

دسترس کیا شکمِ یار تلک ہو میرا ؎ / ناف ہے چاہ تو پسلی کا نشان خندق ہے

اہلِ بطلان نہ کہین دل مین سمجھتے ہین خلیل

حق کے ہے ساتھ علی کے حق ہے

شبِ غم یون ہوئی بسر میری / لینے آئے عدو خبر میری

الفتِ خط مین چیونٹیون کی طرح / ٹوٹ لی ہی رہتی ہے کمر میری

لیکے مٹھی مین یار کہتا ہے / چور مہندی کا ہے کمر میری ؎

یاد مین پُرخم رہی جبین نیاز ؎ / زندگی یون ہوئی بسر میری

بارِ عشقِ بتان اوٹھاتا ہون / کمرِ کوہ ہے کمر میری

دیکھیے اشکِ خونفشان کی بہار / پھلجھڑی ہے یہ چشمِ تر میری

یارِ خوش خط کے روبرو کہنا / جو حقیقت ہے نامہ بر میری ؎

دے گیا داغ دل دکھا کر خال ؎ / لے گیا طاقتِ جگر میری ؎

پھوڑ دین شوقِ دید نے آنکھین / توڑ دی عشق نے کمر میری ؎

چھٹ گئی ہجر مین عنانِ شکیب / لٹ گئی قوتِ جگر میری

روے رنگین کا جب ہے پیشِ نظر / خون کی دھار ہے نظر میری

سر کٹا لاکھ بار صورتِ شمع / عشق مین یون ہوئی بسر میری

اک معما ہے حسن و عشق کا راز / خاک سمجھے پیامبر میری

کشتۂ الفت مین نیشکر ہون مین / ٹوٹنے کو بنی کمر میری

نہ بتون سے ملون خلیل ابکی / بات رکھ لے خدا اگر میری ؎

حیرت ہے حسن دیکھ کے ہے بت شوخ و شنگ سے
لوہا سفید ہوتا ہے چہرے کے رنگ سے

واقف جو چشم دل ہے مرے الفت کے ڈھنگ سے
روتا ہوا اوڑایا شمع سے جلتا پتنگ سے

کیا دل ہے ہاتھ دل ہے بت شوخ و شنگ سے
بجلی نہین نکلتی ہے کام نہنگ سے

گیسوئے مشکبار لپٹ کے یار نے عاشق کیے ہلاک
نوحِ نظارہ بار اوڑا اوسکے رنگ سے

زردی سے منہ کی ہو گیا راز دروں عیان
بازی تمھارے عشق مین بگڑی ہے رنگ سے

او ترک قتل عام سے لللہ ہاتھ کھینچ
دریا لہو کا بڑھ گیا گھوڑے کے تنگ سے

لذت شبِ وصال کی مجھپر حرام ہے
محرومیان اوڑائی ہین بیٹھ پلنگ سے

تلوار سے زیادہ ہے ابرو مین کاٹ چھانٹ
بڑھکے ہے توڑ پھوڑ ترے تیغ کا خدنگ سے

اے گل نہ پھول صورتِ رنگین یار عارضی
رنگت بھری ہے اسمین زمانے کے رنگ سے

گیسوئے تابدار سے دل کو شکست دی
توڑا پیالہ اپنے گدا کا تفنگ سے

ایما ہے اوسکے ہوتے ہین مجھپر جو خشمگین
ہین داغ دل مین یار کے حبت کے رنگ سے

لڑنے پہ تل رہی ہے تری چشم ناتوان
پرہیز توڑتا ہے یہ بیمار جنگ سے

تصویر کھینچتا ہون مین مضمون زلف کی
نقاش چین بنا ہون طبیعت کے رنگ سے

عاشق وہ ہون جو صورتِ صالح دعا کرون
ناقے کی طرح حور نکل آئے سنگ سے

آنکھون مین میرے کم نہین یار گلعذار
تو شک کے پھول دیدہ داغ پلنگ سے

ناقص سے ہو جہان مین نہ کامل کی پیروی
طرزِ خرام ناز ادا ہو نہ لنگ سے

قاتل کا میرے لطف و کرم عین ظلم ہے
سیتا ہے زخم تیغ سنان کے خدنگ سے

توبہ بتون سے حسن ارادت سے کر خلیل
ملتی نہین مراد زمانے مین ننگ سے

دیکھا جو ابروؤن کا ہے اوس خانہ جنگ سے
اترے کہو تو کھینچ لین پشت نہنگ سے

نفرت ہو کیون نہ مجھکو خط سبز رنگ سے
سب فیلسوف کرتے ہین پرہیز زنگ سے

یہ گل کھلا جمال بت شوخ و شنگ سے
چہرے پہ خال سبز جھلکتی ہے زنگ سے

ٹھنڈا ادھر رہا ہے سیہ زلف یار سے
سرگرم اختلاط ہے مچھلی نہنگ سے

مہندی لگا کے گھر سے آیا وہ رشک گل
تحویل آفتاب ہوئی خوب رنگ سے

مطلب کی بات اشارون مین کیا یار کم سخن
کم سن ہے نابلد ہے محبت کے ڈھنگ سے

مین کیا سنون ترانۂ بلبل بہار مین ؎
نفرت فراق یار مین ہے راگ رنگ سے

وہ لڑکے جیتے اوسکو گرا دیا ہولی مین لہو
دامن ہے سرخ ترکف میدان جنگ سے

وحشت نہ رخ نگار ہے منظور اگر چلے ؎
یہ بوستان لکھنؤ نہین گلستان کے رنگ سے

اونگلی دکھا دی دور سے جسکو ہوا ہلاک ؎
گولی کا کام لیتا ہے دستی خدنگ سے

بدتر مری نگاہ مین ہے پیش چشم یار ؎
آہو کی آنکھ چشم بتان فرنگ سے

لاکھا ہو کیون نہ گرد لب سرخ یار سے
ہمسنگ لعل ہو نہ کبھی لالہ رنگ سے ؎

عاشق ہو عرش پر بھی تو ہو وہی حرف غرور
آہ یتیم گرد ہے اوسکے خدنگ سے

کیا نکلے زلف یار سے عاشق کا نقد دل ؎
باہر کبھی ہوا نہ خزانہ نہنگ سے

حیرت فزا ہے حسن رخ یار کی بہار ؎
دریا ہے خون ہے آئنہ چہرے کے رنگ سے

تیر نگاہ یار جو اپنا ہنر دکھائے
پرواز جیسے ہے پر و بال خدنگ سے

اوڑتے ہین عاشقون سے جو اپر دماغ ہے
سنتے ہین جیسے رنگ کے کیڑے پتنگ سے

کرتا بسر ہون ہجر مین سیق سر خلیل
بدتر ہے ہ ۔ ۔ ارض ۔ عالم تنگ سے

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان ونعت سرور کائنات مفخر موجودات
اشرف دوران صلوۃ اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الکرام الی یوم القیام —
امابعد اضعف العباد راجی رحمتہ ربہ القوی ابو الحسنات قطب الدین احمد لکھنوی
نازک خیالان برشتہ جگر کو ونیز تازہ دماغ طبعان صاحب نظر کو نوید بے اندازہ سناتا ہے
کہ اس زمان بہار آوان میں کلام فصاحت التیام مطبوع خستہ دلان مقبول نازک طبعان
یعنی دیوان **میر دوست علی** المتخلص **خلیل** چھ سال کی محنت اور کوشش سے
ایک ایک شعر کرکے جسقدر دستیاب ہوا تھا وہ ماہ مارچ ۱۸۹۸ء مطبع **نامی** لکھنؤ میں
اول بار طبع ہوگیا اور بعد اسکے جسقدر دستیاب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی طبع کیا جاویگا اس دیوان کے
جمع کرنے میں ایک یہ دقت سخت پیش آئی کہ بعض بعض غزلیں جھلا سے اونکی یاد کے موافق مجبوراً لکھی گئیں
جسکے سبب سے بعض اشعار ناموزون رہے اور بعض جا پڑھا نہیں گیا اوسے اپنی حال پر چھوڑ دیا اگرچہ ممکن تھا
کہ دوسرے لفظ موافق مضمون شعر کے مصححان مطبع بڑھا گھٹا کے شعر موزون کر دیتے مگر طبیعت نے
گوارہ نہ کیا اور ادب بھی مانع ہوا کہ ایسے اوستاد کے کلام میں عقل آرائی کیجائے ناظرین سے
التجا ہے کہ اگر کسیکے پاس کوئی نسخہ صحیح ہو یا اسکے سوا اور کلام ہو تو اوسکی نقل مطبع کو مرحمت
فرماکے مولف کی روح کو خوش فرمائیں تاکہ باقی نسخون میں غلطی کی ترمیم کردیجائے
اور دوسرے د[illegible] طبع کرنیکا موقع ہاتھ آئے

تمت

قطعات تاریخ طبع گلزار خلیل

از قلم بلاغت رقم عالیجناب خواجہ نورالدین صاحب دام ظلہم

علی ... — زین پیش نبودہ زیر مشق خامہ

لی رد ... — این نامہ چہ خوش طبع بہ تمکین آمد

در نغمہ سال بلبل طبع سرود

گلزار خلیل کرد گل از نامہ

۱۳۰۶ھ

ایضاً

نتیجہ فکر خواجہ عبدالرؤف صاحب سلمہ

ون نہ عالم پسند ہو دیوان — درد انگیز ہے بیان خلیل

ی تاریخ طبع عشرت نے — کیا کھلا ہے یہ بوستان خلیل

۱۳۰۶ھ

العبد
ابو الحسنات قطب الدین احمد
پروپرائٹر نامی پریس
لکھنؤ